(حصہ دوم)

عورتوں کے مسائل

ہمشیرہ
محمد صدیق عطاری قادری

زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ لاہور
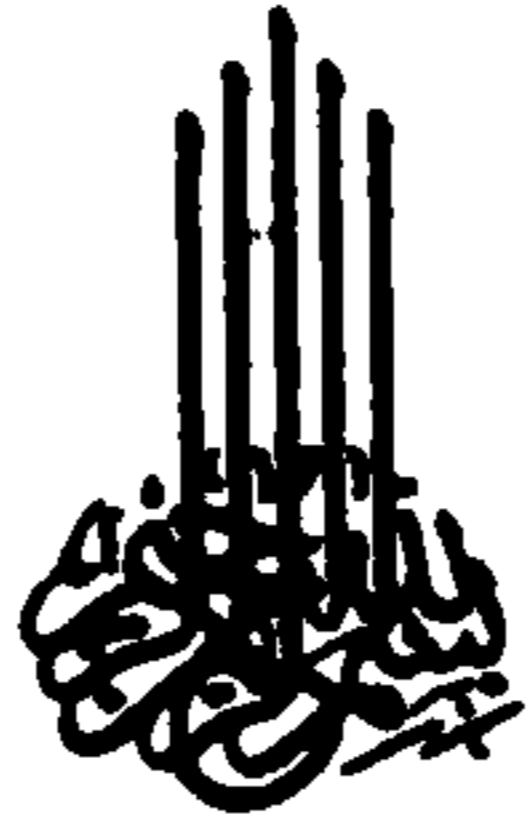
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الدِّیْنُ کُلُّہٗ اَدَبٌ

دین ہمارے کا سارا ادب ہے

عورتوں کے مسائل

حصہ دوم

همشیرہ
محمد صدیق عطاری قادری

زاویہ پبلشرز
(8-C محی الدین بلڈنگ) دربار مارکیٹ، لاہور
فون: 042-7248657
موبائل: 0300-9467047 - 0300-4505466
Email:zaviapublishers@yahoo.com

زاویہ پبلشرز

2010

باراول ——— 1000

ہدیہ ——— 200 روپے

زیراہتمام ——— نجابت علی تارڑ

لیگل ایڈوائزرز
محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300880039
رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 03007842176

کتاب گھر، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5552929
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
مکتبہ قادریہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی	0213-4944672
مکتبہ برکات المدینہ، بہادرآباد کراچی	0213-4219324
مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی	0213-2216464
حنفیہ پارک پبلی کیشنز، کھارادر، کراچی	
مکتبہ غنی سلطان، حیدرآباد	0321-3025510
مکتبہ قادریہ، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ	055-4237699
مکتبہ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ لاہور	0423-7226193
کتب خانہ حاجی مشتاق احمد ملتان	061-4545486

فہرست مضامین

انتساب

محسنۂ امت، محبوبہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم

جگر گوشہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

"سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا"

کے نام

جو مفسرہ، محدثہ، مجتہدہ، مفتیہ، متقیہ تھیں۔ نیز جن کی تطہیر کی گواہی قرآن مجید نے دی۔

بنت صدیق آرام جان نبی
اس حریم براءت پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ
ان کی پرنور صورت پہ لاکھوں سلام

کنیزۂ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن
ہمشیرہ محمد صدیق احمد
22 ذوالحجہ 1427ھ
13 جنوری 2007ء
کراچی

تقریظ جمیل

پیر طریقت، رہبر شریعت، صاحب الجد والجاہ

حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

امیر جماعت اہل سنت پاکستان، کراچی

اس فقیر نے جناب محمد صدیق قادری عطاری کی ہمشیرہ سلمہا کی تصنیف (عورتوں کے مسائل" حصہ دوم کو کہیں کہیں سے دیکھا، میں اپنی بے انتہا مصروفیات کی بنا پر بالاستیعاب تو اس کتاب کو نہیں پڑھ سکا البتہ جہاں جہاں سے بھی دیکھا اسے مناسب پایا۔

اس سے قبل اس کتاب کا پہلا حصہ شائع ہو چکا ہے۔ ہر دو حصے بنیادی عقائد، عبادات و معاملات پر آیات قرآنیہ، احادیث مقدسہ اور فقہی مسائل پر مشتمل ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں کہ جن کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے ضروری ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ

(المعجم الکبیر للطبرانی 230/10، الترغیب والترہیب للمنذری، 96/1)

اکثر مسائل بہار شریعت از صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ سے لئے گئے ہیں، نیز آیات قرآنیہ کا ترجمہ بھی کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن سے لیا گیا ہے۔ مؤلفہ نے سوال و جواب کی صورت میں عام فہم اور آسان انداز میں اسے مرتب کر کے وقت کی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

یہ کتاب اسکول، کالج اور مدارس دینیہ کی طالبات کے لئے یکساں مفید ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مؤلفہ کی اس سعی کو قبول فرمائے اور اسے نافع خاص و عام بنائے۔ آمین

سید شاہ تراب الحق قادری

12/ جولائی 2007ء

مقدمہ

الحمدللہ عزوجل

عورتوں کے مسائل "حصہ اول" کی زبردست کامیابی کے بعد عورتوں کے مسائل "حصہ دوم" حاضر ہے۔ جس میں ان شاء اللہ ہماری بہنوں کو روزمرہ پیش آنے والے مسائل کے جواب بھی مل جائیں گے اور مزید مسائل سیکھنے کے لئے ذخائر بھی۔

اللہ عزوجل ہم سب کو تمام علوم اور خصوصا علم فقہ کا شوق عطا فرمائے کہ اس پر عبادت کی درستگی موقوف ہے۔ توجہ، شوق اور سیکھنے کی جستجو کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ کارآمد ہوگا۔

اللہ عزوجل عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اس کا نفع عام فرمائے۔

ہمشیرہ محمد صدیق احمد

نجاستوں کا بیان

سوال: فوزیہ پوچھتی ہیں کہ نجاست کس کو کہتے ہیں؟

جواب: اَلنِّجَاسَةُ هِيَ كَوْنُ الْبَدَنِ وَالثَّوْبِ وَالْمَكَانِ بِحَالٍ يَتَوَدَّرُهَا الشَّرْعُ وَيَامُرُ بِالتَّطْهِيْرِ عَنْهَا۔

"بدن، کپڑے، مکان کا اس حال میں ہونا جس کو شریعت ناپسند کرے اور اسے پاک کرنے کا حکم دے اس کو نجاست کہتے ہیں"۔ (بحوالہ فقہ المیسر ص 27)

سوال: کرن سوال کرتی ہیں کہ پاخانہ پر سے مکھی اڑ کر ہمارے کپڑوں وغیرہ پر بیٹھتی ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: پاخانہ پر سے یا اسی قسم کی کسی دوسری نجاست پر سے مکھی بیٹھ کر اڑی اور پہنے ہوئے کپڑوں پر بیٹھی تو کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔ (عالمگیری) بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 52)

سوال: رابعہ پوچھتی ہیں کہ میں راستے میں جا رہی تھی کہ کیچڑ کی چھینٹیں اڑ کر کپڑوں پر آگئیں تو کیا اس سے کپڑے ناپاک ہو جائیں گے؟

جواب: راستے کا کیچڑ پاک ہوتا ہے جب تک کہ اس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو۔ اگر پاؤں یا کپڑے وغیرہا پر کیچڑ لگی رہ جائے تو بے دھوئے نماز پڑھ لی تو ہو گئی مگر پھر بھی دھو لینا بہتر ہے۔ (بہار شریعت جلد 1 حصہ 2 صفحہ 52)

سوال: مہک کہتی ہے کہ میرے کپڑوں سے تر کتا چھو کر گزر گیا تو کیا میرے کپڑے ناپاک ہو گئے؟

جواب: اگر کتا بدن یا لباس سے چھو کر گزر جائے اور اس کا جسم تر (گیلا) ہو تو بدن یا کپڑا پاک رہے گا۔ ہاں اگر اس کے جسم پر نجاست لگی ہو تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا اور اگر کتے کا لعاب لگ گیا ہو تو بھی بدن یا کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔

(عالمگیری) بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 52)

سوال: ثمرہ سوال کرتی ہیں کہ اگر گوشت سڑ گیا اور بدبو بھی آنے لگی تو کیا گوشت ناپاک ہو گیا؟

جواب: اگر گوشت سڑ جائے اور بدبو بھی آنے لگے تو وہ نجس نہیں ہوگا اگرچہ اس کا کھانا حرام ہے۔ (بحوالہ سنی بہشتی زیور باب نجاستوں کا بیان)

سوال: کنول پوچھتی ہیں کہ بچوں کو پیشاب کرواتے وقت کپڑوں پر نہایت باریک باریک چھینٹیں آجاتی ہیں تو کیا ہمارے کپڑے ناپاک ہو جائیں گے؟

جواب: اگر بچوں کو پیشاب وغیرہ کرواتے وقت یا ویسے بھی اگر پیشاب کے نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر بدن یا کپڑے پر لگ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک ہی رہے گا اور اگر ایسا کپڑا پانی میں بھی پڑ جائے گا تو پانی بھی ناپاک نہ ہوگا۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 51)

سوال: تابندہ سوال کرتی ہے کہ بچے نے چٹائی پر پیشاب کر دیا تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے گا؟

جواب: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں (جیسے جوتا، چٹائی وغیرہ) اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے تو وہ پاک ہو جائیں گے۔ اسی طرح وہ کپڑا جو اپنی نازکی سے نچوڑا نہ جائے اسے بھی یونہی پاک کیا جائے گا۔

(بہار شریعت جلد 2 صفحہ 107)

سوال: سلمیٰ کہتی ہے کہ صحن میں برتن رکھا تھا کتے نے اسے چاٹ لیا۔ کتے کا لعاب ناپاک ہوتا ہے تو میں اس برتن کو کس طرح پاک کروں؟

جواب: برتن پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر نجاست کسی ایسی چیز پر لگی ہو کہ جس میں جذب کرنے کی صلاحیت نہ ہو جیسے چینی کے برتن یا مٹی کا پرانا استعمالی برتن یا لوہے، تانبے، پیتل، اسٹیل، پلاسٹک، کانچ کے برتن، دھاتوں کے برتن تو اسے فقط تین بار دھو لینا کافی ہے اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے بلکہ فقط تین بار کے دھونے ہی سے پاک ہو جائے گا۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 52)

سوال: بشریٰ سوال کرتی ہیں کہ ہمارے گھر میں مرغی ذبح ہوئی اور چھری پر خون لگ گیا میں اس چھری کو کس طرح پاک کروں؟

جواب: چھری وغیرہ لوہے کی یا چاقو، تلوار وغیرہا کو پاک اس طرح کریں کہ اگر ان میں سے کسی چیز پر نہ زنگ ہو اور نہ نقش و نگار وغیرہ اور یہ نجس ہو جائیں تو ان کو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائیں گے۔ (بہار شریعت جلد دوم صفحہ 52)

سوال: ثمینہ پوچھتی ہیں کہ ان کے بچے نے دری پر پیشاب کر دیا تو انہوں نے اس جگہ پر چادر بچھادی تو چادر بھی پیشاب کی نمی کی وجہ سے نم ہو گئی۔ تو کیا اب دری کے ساتھ چادر بھی ناپاک ہے؟

جواب: اگر بچے نے دری پر پیشاب کر دیا تو اب پیشاب کی جگہ پر چادر بچھادی گی جس کی جہ سے وہ چادر بھی نم ہو گئی تو دری کے ساتھ ساتھ اب چادر بھی ناپاک ہے۔

سوال: فوزیہ پوچھتی ہیں کہ اگر دکھتی آنکھ سے پانی نکل کر کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو کپڑے کا کیا حکم ہے؟

جواب: دکھتی آنکھ سے جو پانی نکلتا ہے وہ نجس ہے اگر وہ پانی کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو پاک کرنا ہوگا۔ بہتر ہے کہ دکھتی آنکھ کو ٹشو پیپر وغیرہ سے پونچھا جائے۔

(بہار شریعت جلد 1 حصہ دوم صفحہ 50)

سوال: روبینہ پوچھتی ہیں کہ قے آنے کے سبب اس کے گندے چھینٹے میرے کپڑوں پر گر گئے تو کیا اب کپڑوں کو پاک کرنا ہوگا؟

جواب: قے کے چھینٹے نجس ہوتے ہیں اگر یہ کپڑوں پر گریں تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔

سوال: صدف سوال کرتی ہیں کہ ان کے گھر میں بکری ہے اور اس کا دودھ استعمال کرتے ہیں۔ ایک دفعہ دودھ نکالتے وقت دودھ میں بکری کی مینگنی گر گئی تو کیا دودھ ناپاک ہو گیا؟

جواب: دودھ ناپاک ہو جائے گا کیونکہ بکری کی مینگنی نجس ہوتی ہے۔ اگر وہ کسی چیز میں گر جائے تو وہ چیز بھی ناپاک ہو جاتی ہے۔ (بہار شریعت جلد 1 حصہ دوم صفحہ 51)

سوال: ذکیہ کہتی ہین کہ میں نے رات کو پکانے کے لیے آٹا گوندھ کر رکھا پیچھے سے بلی

نے آکر اس میں سے تھوڑا سا نوچ کر کھا لیا تو اس آٹے کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: بلی کا جھوٹا مکروہ ہوتا ہے اس لیے جتنی جگہ سے بلی نے آٹا کھایا تھا اتنا آٹا اس جگہ سے نکال دیں اور باقی آٹا استعمال کر سکتی ہیں۔ (بہار شریعت جلد 2 حصہ دوم صفحہ 30)

سوال: اگر گوشت دھوتے وقت خون کے چھینٹے کپڑوں پر آئیں تو اس طرح ان کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: گوشت دھوتے وقت جو خون کے چھینٹے اڑتے ہیں ان سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے ان سے نماز پڑھ سکتے ہیں کیونکہ یہ بہتا خون نہیں ہے۔

سوال: شہلا پوچھتی ہیں کہ کیا دودھ پیتے بچے کا پیشاب کہ اگر وہ کپڑوں پر کر دے تو کیا انہی کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جس طرح بڑے کا پیشاب ناپاک ہے اسی طرح دودھ پیتے بچے کا پیشاب بھی ناپاک ہے۔ اگر بچے نے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو انہی کپڑوں میں نماز ادا نہیں کی جا سکتی۔ کپڑوں کو پاک کرنا ضروری ہے۔ ایسے کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر مرتبہ دھوتے وقت اتنی طاقت سے نچوڑا جائے کہ اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے۔

سوال: جمیلہ سوال کرتی ہیں کہ اگر لاعلمی کے باعث انہوں نے ایسے کپڑوں میں نماز پڑھ لی جس میں بچے نے پیشاب کر دیا تھا اب وہ کیا کرے۔ کیا اس نماز کا اعادہ کرے؟

جواب: اگر بچہ کا پیشاب ایک درہم سے زائد لگا تھا تو اس کا پاک کرنا فرض تھا۔ اگر بغیر پاک کیے نماز پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور اگر ایک درہم کے برابر نجاست لگی تھی اور بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ایسی نماز کا لوٹانا ضروری ہے۔ اگر ایک درہم سے کم ہے تو نماز تو ہو جائے گی مگر بہتر یہ ہے کہ کپڑا پاک کر لیا جائے۔ (بہار شریعت جلد 1 حصہ دوم صفحہ 50)

سوال: قرۃ العین پوچھتی ہیں کہ ایک درہم سے کتنی مقدار مراد ہے؟

جواب: ایک درہم سے مراد یہ ہے کہ اگر ہتھیلی پھیلا کر اس پر پانی ڈالا جائے تو جتنا پانی ہتھیلی پر باقی رہ جائے تو وہ ایک درہم کے برابر ہے۔ (بہار شریعت جلد 1 حصہ دوم صفحہ 50، قانون شریعت صفحہ 60)

سوال: کشف سوال کرتی ہیں کہ اگر دودھ پیتا بچہ بدن یا کپڑوں پر پیشاب کردے تو کیا نہانا ضروری ہے؟

جواب: بچے نے اگر بدن پر پیشاب کر دیا تو اس حصے کو دھونا ضروری ہے نہانا ضروری نہیں۔

سوال: سویرا کہتی ہیں کہ کیا دودھ پیتے بچے کی قے ناپاک ہے؟

جواب: اگر بچے نے دودھ پینے کے فوراً بعد ہی قے کر دی تو یہ ناپاک نہیں اگر تھوڑی دیر کے بعد قے کی کہ دودھ معدے تک پہنچ گیا تو یہ ناپاک ہے۔

(بہار شریعت جلد 1 حصہ دوم صفحہ 50)

سوال: نور فاطمہ کہتی ہیں کہ میں نے دھو کر کپڑے لٹکائے تو ان پر کبوتر نے بیٹ کردی تو کیا کپڑے دوبارہ پاک کرنا ہوں گے؟

جواب: آپ کو کپڑے دوبارہ نہیں دھونے پڑیں گے کیونکہ جو حلال پرندے اونچے اڑتے ہیں ان کی بیٹ پاک ہے۔ (بہار شریعت جلد 1 حصہ دوم صفحہ 51)

سوال: جوتا پیشاب میں تر ہو جائے اور خشک ہو جائے۔ دھونے کے بعد یا پہلے یا پھر دوبارہ تر ہو جائے یا بھیگے ہوئے پاؤں اس میں ڈال لیے جائیں تو پاؤں ناپاک ہو جاتے ہیں اور جوتے کی نجاست دوبارہ لوٹ آتی ہے یا نہیں اور جوتا خشک ہونے سے پہلے اس نجاست سے پاک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر نجاست جسم والی یعنی سخت ہو تو رگڑنے سے جوتا پاک ہو جائے گا اور جس کا جسم نہ ہو یعنی پتلی ہو جیسے پیشاب وغیرہ تو وہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور جب رگڑ کر پاک کیا گیا تو تر ہونے کی وجہ سے ناپاک نہ ہوگا۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 136)

سوال: اکثر اوقات عجلت (جلدی) کے باعث یا غفلت کے سبب سے پیشاب کرتے وقت کچھ چھینٹیں کپڑوں پر پڑ جاتی ہیں جو کہ معلوم نہیں ہوتیں اس کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: ایسی چھینٹیں جو باریک ہوں اور معلوم نہ ہوں تو معاف ہیں ان سے کپڑا اور بدن ناپاک نہیں ہوتا ایسے کپڑوں سے نماز ہو جائے گی۔ لیکن جب قطروں کی صورت میں

پیشاب کرنے سے اگر مقدار ناپاکی مقدار درہم سے بڑھ جائے تو کپڑے کو دھو کر اور پاک کر کے نماز پڑھے۔ (بہار شریعت حصہ دوم)

سوال: کیا شیر خوار بچہ کا پیشاب نجس ہے؟

جواب: بچہ کا پیشاب نجس ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "پیشاب کی ناپاکی سے بچو"۔

سوال: عام خیال ہے کہ غیر مذاہب وغیرہ مثلاً عیسائی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا جائز ہے جب کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کے برتن وغیرہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتے؟

جواب: یہود و نصاریٰ بے شک اہل کتاب ہیں لیکن فی زمانہ ان کی مقدس کتابیں تحریف شدہ ہو چکی ہیں۔ نیز یہ کہ یہ لوگ محرمات شرعیہ اور نجس اشیاء کا استعمال کرتے ہیں جیسے شراب وخنزیر وغیرہ اس لیے ان کے برتنوں میں ان کے ساتھ کھانا پینا درست نہیں۔ احتیاط لازم ہے۔

سوال: ایک برتن میں تیل کا اچار تھا اور تیل برتن کے منہ تک بھرا ہوا تھا۔ اس میں ایک چوہیا گر کر مر گئی تو وہ اچار ناپاک ہے یا پاک۔ اگر تیل کو اوپر سے ہٹا کر پھینک دیں تو اچار کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: وہ تیل اور اچار سب ناپاک ہو جائے گا اسے استعمال نہ کریں۔ تیل اگر جلانے کے کام میں لا سکتے ہوں تو جلا لیا جائے۔

سوال: مٹی یا ایلومونیم کے برتن ناپاک ہو جائیں تو کس طرح پاک کیے جائیں؟

جواب: مٹی کے یا ایلومونیم کے برتن دھونے اور مانجھنے سے پاک ہو جائیں گے۔ مٹی کے برتن تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائیں گے۔

استنجاء

سوال: حسنہ سوال کرتی ہیں کہ استنجاء کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: پانی سے استنجاء کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر ہیشگی فرمائی۔ (مراقی ص 255۔ شامی ص 335 جلد 1)

سوال: خالدہ سفر میں تھیں۔ استنجاء کے لیے انہیں پانی نہ مل سکا جس کی وجہ سے ان کی

نمازیں قضا ہو گئیں۔

جواب: یہ بات یاد رہے کہ استنجاء میں اگر نجاست یعنی گندگی درہم سے تجاوز (بڑھ) نہیں گئی تھی تو استنجاء کرنا واجب تھا۔ ان کو چاہیے تھا کہ وہ وضو کر کے نمازیں ادا کرتیں کیونکہ استنجاء کرنا فرض اس وقت ہے جب کہ نجاست درہم سے بڑھ کر پھیل جائے اور اگر درہم کی مقدار نجاست پھیلی تو استنجاء کرنا واجب ہے۔ (نورالایضاح)

لہٰذا سفر وغیرہ میں اگر پانی نہ ملنے کی صورت میں نجاست اپنے مقام سے درہم کی مقدار نہیں پھیلی تو استنجاء کرنا سنت ہوا۔ لہٰذا اسی صورت میں وضو کر کے نمازیں پڑھ لیا کریں۔ نمازیں نہ چھوڑا کریں۔

سوال: استنجاء کے لیے بیٹھتے وقت رخ کس طرف ہو؟

جواب: استنجاء کے لیے بیٹھتے وقت نہ منہ قبلے کی طرف ہو اور نہ پیٹھ قبلے کی طرف ہو کہ اس حالت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ ہو یہ مکروہ تحریمی ہے۔ (نورالایضاح)

سوال: منزہ کہتی ہیں کہ کیا اس عمل پر ثواب بھی ہے؟

جواب: جی ہاں۔ جو شخص استنجاء کے لیے بیٹھتے میں قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرے گا اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک گناہ معاف ہو گا۔ (اعلاء السنن جلد 1 ص 313)

سوال: کیا بچوں کو پیشاب یا پاخانہ کے لیے بٹھاتے وقت بھی یہ احتیاط ضروری ہے؟

جواب: بچوں کو پیشاب، پاخانہ کراتے وقت بھی یہ احتیاط ضروری ہے۔ طحاوی میں ہے "عورت کے لیے بھی ضروری ہے کہ بچے کو پیشاب کرانے کے لیے اس طرح یعنی قبلہ رخ کر کے نہ پکڑے۔ (طحاوی ص 29)

سوال: حلیمہ سوال کرتی ہیں کہ استنجاء کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: مناسب یہ ہے کہ حاجت کے غالب ہونے سے پہلے جائے۔ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

بائیں قدم سے داخل ہو۔ بیٹھنے میں خیال کرے کہ قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہ ہو۔

بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھنے سے فراغت میں آسانی ہوتی ہے۔ زمین سے قریب ہو کر کپڑا اٹھائے۔ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے تو پاکی حاصل کرے۔ جو کچھ گندگی ہو اس کو بہا دے۔ شرم گاہ بائیں ہاتھ سے دھوئے۔ پہلے پیشاب گاہ دھوئے پھر پاخانہ کی جگہ دھوئے۔ پانی آرام سے ڈالے زور سے نہیں۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو دھونے میں اور ملنے میں مبالغہ کرے پھر دائیں قدم سے باہر آئے اور یہ دعا پڑھے:

غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ۔

سوال: فرزینہ کہتی کیا اٹیچڈ باتھ میں دعائیں وغیرہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: غسل خانہ، بیت الخلاء، اٹیچڈ باتھ میں دعائیں پڑھنا ممنوع ہے کہ یہ جگہیں موضع نجاست ہیں۔ یہاں نجاست کو دور کیا جاتا ہے اور یہ ذکر کے آداب کے خلاف ہے۔ بہار شریعت میں غسل کی سنتوں کے بیان میں ہے کہ دعائیں وغیرہ نہ پڑھی جائیں۔

حیض

سوال: ثمینہ سوال کرتی ہیں کہ میں دوپہر میں بچوں کو تجوید سے قرآن پاک پڑھانے کے فرائض انجام دیتی ہوں تو کیا حیض کے دنوں میں بھی اپنے معمولات اسی طرح جاری رکھوں یا کسی احتیاط کی ضرورت ہے؟

جواب: معلمہ کے لیے ضروری ہے کہ حیض یا نفاس کی حالت میں ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے اور ہجے کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 117)

سوال: فاطمہ کہتی ہیں کہ الحمدللہ گھر کے کام کاج کے ساتھ ساتھ میں کوشش کرتی ہوں کہ زبان بھی درود پاک سے تر رہے البتہ حیض کے دنوں میں یہ خدشہ دل میں ابھرتا ہے کہ نجانے اس حالت میں یہ پاکیزہ ذکر کرنا جائز بھی ہوگا کہ نہیں۔ براہ مہربانی اس خدشہ کا جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: فاطمہ بہن! حالت حیض ونفاس میں قرآن پاک کے علاوہ تمام اذکار، کلمہ، درود شریف وغیرہ پڑھنا جائز بلکہ مستحب ہے اور ان چیزوں کو وضو یا کلی کر کے پڑھنا بہتر ہے

ویسے ہی پڑھ لیا جب بھی حرج نہیں اور ان کے چھونے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس عادت پر استقامت عطا فرمائے۔ (بہار شریعت حصہ دوم ص 117)

سوال: خدیجہ خورشید سوال کرتی ہیں کہ حالت حیض میں کیا کسی کپڑے کے ذریعے قرآن مجید کو ہاتھ لگایا جا سکتا ہے؟

جواب: پیاری بہن! اگر قرآن پاک جزدان میں ہو تو اسے ہاتھ لگانے میں کوئی حرج نہیں مگر اپنی قمیص کے دامن یا دوپٹا وغیرہ سے چھونا جائز نہیں۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 117)

سوال: اسماء بتول کا مسئلہ کچھ یوں ہے کہ مغرب کا بالکل آخری وقت تھا اور انہوں نے ابھی نماز ادا نہیں کی تھی کہ انہیں حیض آ گیا تو کیا مغرب کی نماز انہیں معاف ہو گئی یا پاک ہونے کے بعد قضاء کرنی پڑے گی؟

جواب: اسماء بتول! اگر نماز کا آخر وقت ہو گیا اور ابھی تک نماز نہیں پڑھی کہ حیض آ گیا یا بچہ پیدا ہو گیا تو وہ نماز معاف ہو جاتی ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 117)

سوال: بتول سوال کرتی ہیں کہ انہیں اس دفعہ دو دن حیض کا خون آیا اور پھر درمیان میں پندرہ دن کا وقفہ آ گیا تو کیا اب یہ تمام دن حیض ہی میں شمار کیے جائیں گے؟

جواب: بتول بہن! حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین رات ہے اور دو حیضوں کے درمیان کم از کم پندرہ دن کا فاصلہ ہونا ضروری ہے لہٰذا آپ کو جو دو دن خون آیا وہ استحاضہ (یعنی کے بیماری کا خون) ہے نہ کہ حیض کا اور جو پندرہ دن درمیان میں پاکی کے گزرے وہ بھی پاک دنوں میں ہی شمار ہوں گے نہ کہ حیض میں۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 112)

سوال: رافعہ کہتی ہیں کہ کئی سالوں سے میرا یہ معمول رہا ہے کہ مجھے چھ دن حیض آتا ہے مگر درمیان میں ایک دن یا کبھی آدھے دن کا وقفہ بھی آ جاتا ہے کہ جس میں خون بالکل نہیں آتا تو کیا اس وقت کو بھی حیض میں ہی شمار کریں گے؟

جواب: جی ہاں رافعہ یہ ضروری نہیں کہ مدت میں ہر وقت خون جاری رہے۔ جبھی حیض ہو بلکہ اگر بعض وقت آئے اور بعض وقت رک جائے جب بھی حیض ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 113)

سوال: زہرہ اپنا مسئلہ بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میری بیٹی جس کی عمر آٹھ سال ہے کو دو دن خون آیا تو یہ خون حیض کا ہوگا یا کسی بیماری کے سبب ہوگا؟

جواب: بہن زہرہ! حیض کا خون کم سے کم نو برس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ کی بیٹی کو جو خون آیا ہے وہ استحاضہ کا خون ہے نہ کہ حیض کا۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 113)

سوال: سنبل کا سوال کچھ یوں ہے کہ میری بہن کو جو کہ بفضل تعالیٰ امید سے ہے کو چار دن خون آیا تو کیا یہ حیض کا خون ہے؟

جواب: پیاری سنبل! حاملہ کو جو خون آتا ہے وہ حیض کا نہیں بلکہ استحاضہ کا ہوتا ہے۔ اس لیے آپ کی بہن کو جو خون آیا ہے وہ بیماری کا خون کہلائے گا نہ کہ حیض کا۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 113)

سوال: رابعہ کہتی ہیں کہ میری بھانجی پیدا ہوئی تو میری بہن کو صرف بیس دن خون آیا تو کیا وہ چالیس دن پورے کرے یا غسل کر کے پاکی حاصل کر لے؟

جواب: رابعہ بہن! نفاس کے خون کی کم سے کم کوئی مقدار نہیں۔ نصف سے زیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نفاس کا خون کہلائے گا اور زیادہ سے زیادہ نفاس کا زمانہ چالیس دن ہیں۔ لہٰذا آپ کی بہن غسل کر کے نماز وغیرہ شروع کر دے۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 116)

سوال: مہک نور کہتی ہیں کہ میری والدہ کا کہنا ہے کہ اگر زوال کے بعد حیض آئے تو وہ روزہ ہو جاتا ہے اور اس کی قضاء کی ضرورت نہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: اگر روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہتا ہے اگرچہ مغرب سے چند لمحہ قبل ہو۔ لہٰذا اس روزے کی قضا رکھنی چاہیے۔ فرض روزہ ہو تو قضاء فرض ہے اور نفل روزہ ہو تو قضاء واجب ہے۔ (سنی بہشتی زیور)

سوال: تابندہ سوال کرتی ہیں کہ مجھے بیماری یعنی کہ استحاضہ کا خون مسلسل جاری رہتا ہے تو اس بیماری کے دوران نماز روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: پیاری تابندہ! استحاضہ میں نہ تو نماز معاف ہے اور نہ روزہ اور نہ ہی اس حالت میں صحبت حرام ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 120)

سوال: شازیہ کہتی ہیں کہ انہیں اکثر استحاضہ کا خون جاری ہو جاتا ہے مگر جب وہ نماز بیٹھ کر پڑھتی ہیں تو اس مرض میں افاقہ محسوس ہوتا ہے تو کیا اس عذر کی وجہ سے ان کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جی شازیہ! اگر کسی ترکیب سے عذر جاتا رہتا ہے یا اس میں کمی آجاتی ہے تو اس ترکیب کا کرنا فرض ہے۔ مثلاً کھڑے ہو کر پڑھنے سے خون بہتا ہے اور بیٹھ کر پڑھے تو نہ بہے گا تو بیٹھ کر پڑھنا فرض ہے۔ (بہار شریعت جلد اول ص 121)

سوال: حنا کہتی ہیں کہ مجھے چند دن حیض کا خون آیا پھر سفید رطوبت آنے لگی تو میں نے طہارت کا گمان کرتے ہوئے غسل کر کے نمازیں پڑھنا شروع کر دیں پھر دوبارہ خون آیا تو اب کیا جو میں نے درمیان میں نمازیں پڑھیں وہ ہو گئیں یا ان کی قضا کرنی ہو گی یا مجھ پر حیض کی وجہ سے قضا بھی نہیں ہے۔ میرے ساتھ اس طرح نفاس میں بھی ہوتا ہے۔ تفصیلاً ارشاد فرما کر قلب کو مطمئن فرمائیں؟

جواب: حنا! پانی کوئی چیز نہیں وہ تو رطوبت ہے حیض و نفاس میں تو خون ہوتا ہے نفاس میں چالیس دن کے اندر جب خون عود کرے شروع ولادت سے ختم خون تک سب دن نفاس ہی کے گنے جائیں گے۔ جو دن بیچ میں خالی رہ گئے وہ بھی نفاس ہی میں شمار ہوں گے۔ مثلاً ولادت کے بعد دو منٹ تک خون آ کر بند ہو گیا۔ عورت بگمان طہارت غسل کر کے نماز روزہ وغیرہ کرتی رہی چالیس دن پورے ہونے میں ابھی دو منٹ باقی تھے پھر خون آ گیا تو یہ سارا چلہ نفاس میں ٹھہرے گا نمازیں بیکار گئیں۔ فرض یا واجب روزے یا ان کی قضا نمازیں جتنی پڑھی ہوں انہیں پھر پھیرے یعنی دوبارہ پڑھے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ 354)

اسی طرح حیض کے دوران طہارت کے گمان سے پڑھی ہوئی نمازیں نہ ہوں گی اور ان کی قضا بھی نہیں اور جو اس دوران قضا نمازیں پڑھی تھیں وہ بھی نہ ہوئیں ذمہ پر باقی رہیں۔

سوال: ماہین سوال کرتی ہے کہ لیکوریا کیا ہے؟

جواب: عورت کی فرج داخل کی رطوبت ہوتی ہے جو پانی کی طرح آگے کی راہ سے آتی ہے بیماری وغیرہ کی وجہ سے اسے سیلان رحم (لیکوریا) کہتے ہیں۔

سوال: لیکوریا کی پہچان کس طرح کی جائے؟
جواب: لیکوریا گاڑھا، گوندکی مانند لیسدار ہوتا ہے۔ رحم سے تکلیف سے آتا ہے۔
سوال: روزینہ پوچھتی ہیں کہ اگر کسی کے حیض کا خون دس دن پورے ہونے پر منقطع ہوا اس وقت نماز کا آخری وقت تھا تو اگر وہ غسل کرے گی تو وقت ختم ہو جائے گا تو کیا صورت اختیار کرے؟
جواب: وقت اتنا تنگ آ گیا کہ وضو یا غسل کرے گی تو نماز قضا ہو گی تو چاہیے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر وضو یا غسل کر کے نماز دہرائے۔
سوال: اینہ زمان سوال کرتی ہے کہ اگر لیکوریا کپڑے میں لگ جائے تو کیا اس کپڑے میں نماز ادا کر سکتے ہیں؟
جواب: یہ پانی (لیکوریا) نجس (ناپاک) ہے لہٰذا یہ کپڑے یا جسم میں لگ جائے تو وہ کپڑا ناپاک ہو جائے گا اس سے وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور اس کپڑے میں نماز بھی نہیں پڑھ سکتے۔
سوال: شگفتہ مختار سوال کرتی ہیں کہ اگر لیکوریا مسلسل جاری ہو تو نماز اس حال میں ادا کر سکتے ہیں یا نہیں۔ وضاحت فرمادیں؟
جواب: اگر لیکوریا مسلسل جاری ہو جائے تو وہ معذور کے حکم میں ہے لہٰذا ہر نماز سے قبل کپڑے تبدیل کر لیں یا پیڈ تبدیل کر لیں اور ہر نماز سے قبل تازہ وضو بھی کر لے۔ سہولت اس میں ہے کہ انڈرویئر میں کوئی کپڑا رکھ لے اور ہر نماز سے پہلے اسے ہٹا دے ورنہ کپڑے ناپاک ہونے کی صورت میں انھیں پاک کرنا دشوار ہو جائے گا۔
سوال: میمونہ سوال کرتی ہے کہ اگر لیکوریا کپڑے میں نہ لگے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟
جواب: میمونہ بہن اس صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا لیکن کپڑا پاک ہے لہٰذا آپ تازہ وضو کر کے نماز پڑھ سکتی ہیں۔

پانی

سوال: انیلہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے نہانے کے لیے ٹب میں پانی بھرا پھر اس میں کچھ

گرم پانی ملایا تو حرارت دیکھنے کے لیے میں نے انگلی ڈال کر پانی چیک کیا۔ میری بہن کہتی ہے کہ اب آپ اس پانی سے غسل نہیں کر سکتیں تو کیا اس کی بات صحیح ہے تفصیلاً ارشاد فرمائیں؟

جواب: اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پورا ناخن یا بدن کا کوئی حصہ جو وضو میں دھویا جاتا ہے بقصد یا بلا قصد پانی میں بغیر دھوئے ہوئے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔ اسی طرح جس پر نہانا فرض ہے اس کے جسم کا کوئی بے دھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے کام کا نہ رہا اگر دھلا ہوا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ پڑ جائے تو حرج نہیں۔ اب آپ اس پانی سے غسل نہیں کر سکتیں کیونکہ وہ پانی مستعمل ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم جلد اول صفحہ 28)

سوال: مہرین سوال کرتی ہیں کہ میں سارا دن باوضو رہتی ہوں پھر اسی حالت میں جب کھانے کا وقت آیا تو میں نے بھرے ہوئے ٹب میں ہاتھ ڈال کر ہاتھ دھو لیے اب اس ٹب والے پانی کا کیا حکم ہے۔ کیا اب اس پانی سے میری امی وضو کرنا چاہیں تو کر سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر ہاتھ دھلا ہوا ہو یعنی آپ باوضو ہوں یا پھر ویسے ہی ہاتھ دھلے ہوئے ہیں مگر پھر دھونے کی نیت سے ہاتھ ڈالا اور یہ دھونا ثواب کا کام ہو تو یہ پانی مستعمل ہو گیا یعنی وضو کے کام کا نہ رہا۔ لہٰذا کھانے کے لیے ہاتھ دھونے کے لیے اسی برتن میں ہاتھ ڈالنے سے وہ پانی مستعمل ہو گیا اب اس سے وضو نہیں کر سکتے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 28)

سوال: راحیلہ سوال کرتی ہیں کہ نہانے میں اگر استعمال شدہ پانی کے چھینٹے پانی کے ٹب میں پڑ جائیں تو کیا اب اس پانی سے غسل کر سکتے ہیں یا پانی بے کار ہو گیا؟

جواب: مستعمل پانی (استعمال شدہ پانی) اگر اچھے پانی میں مل جائے یعنی وضو یا غسل کرتے وقت قطرے لوٹے یا ٹب میں ٹپکے تو اگر اچھا پانی زیادہ ہے تو یہ وضو اور غسل کے کام کا رہا ورنہ سب بے کار ہو گیا۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 29)

سوال: نور الہدیٰ سوال کرتی ہیں کہ شریعت میں مستعمل پانی کسے کہتے ہیں؟

جواب: مستعمل پانی وہ ہے جسے وضو یا غسل میں حدث یعنی ناپاکی دور کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہو یا وضو پر ثواب کی نیت سے دوبارہ وضو کیا جائے۔ (الفقہ المیسر صفحہ 13)

سوال: عائدہ سوال کرتی ہیں کہ میرا ایک چھوٹا نابالغ بیٹا ہے۔ جب میں نماز کے لیے وضو کرتی ہوں تو وہ بھی میرے ساتھ وضو کرتا ہے اور اپنا استعمال کیا ہوا پانی میرے برتن میں ڈال دیتا ہے تو کیا اب اس برتن کا پانی مستعمل ہو گیا یا نہیں کیا میں اس سے وضو کر سکتی ہوں؟

جواب: ناسمجھ بچے نے وضو کیا جس طرح دو تین سال کے اطفال (بچے) ماں باپ کو دیکھ کر بطور نقل و حکایت نماز وضو کرنے لگتے ہیں پانی مستعمل نہ ہو گا۔ لہٰذا عائدہ بہن آپ اس سے وضو کر سکتی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ 46)

سوال: مائرہ سوال کرتی ہیں کہ میں وضو کر رہی تھی مجھے شک ہو گیا کہ میں نے اپنا ہاتھ تین مرتبہ دھویا ہے یا نہیں اسی خیال کے تحت ایک مرتبہ اور دھولیا اور وہ پانی میں نے وضو کے برتن میں ہی گرا دیا۔ اب ارشاد فرمائیں کہ تیسری مرتبہ استعمال کرنے میں جو پانی بہا وہ مستعمل ہوا یا نہیں؟

جواب: اگر شک ہو کہ دو بار دھویا یا تین بار یوں تیسری مرتبہ یقین کرنے کے لیے پانی پھر ڈالا تو پانی مستعمل ہو گیا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ 45)

سوال: صفیہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی شخص نے ٹب سے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا ہے اس کے لیے اس نے چھوٹا برتن مثلاً کٹورا وغیرہ ٹب میں ڈالا مگر وہ برتن ہاتھ سے چھوٹ کر ٹب میں جا گرا۔ اب اس کے پاس کوئی اور برتن بھی نہیں اور نہ کوئی بچہ یا باوضو شخص ہے کہ جس سے کہہ کر نکلوائے تو اب وہ کیا کرے؟

جواب: اگر کوئی ایسی صورت حال ہے کہ کوئی بچہ یا باوضو آدمی موجود نہیں اور نہ ہی کوئی چھوٹا برتن وغیرہ ہے کہ جس سے پانی نکال سکے تو اب بمجبوری بے وضو شخص خود ہی ہاتھ ڈال کر نکالے گا یا چھوٹا برتن سرے سے ہے ہی نہیں تو ناچار چلو لے لے کر ہاتھ دھوئے گا۔ ان دونوں صورتوں میں بھی اگرچہ تطہیر کا ساقط ہونا پایا گیا ہے مگر یہ صورت ضرورتاً معاف رکھی گئی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ 44)

سوال: عروسہ سوال کرتی ہیں کہ پینے کے پانی میں ادویات کلورین وغیرہم ڈالی جاتی ہیں تاکہ پانی صاف رہے اور جراثیم سے پاک ہو جائے۔ ان ادویات سے پانی کے ذائقہ اور

بو میں فرق آجاتا ہے اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک نجاست کا علم نہیں پانی طاہر و مطہر ہے (یعنی پاک ہے اور پاک کرنے والا بھی ہے)۔

یعنی کہ جو ادویات پانی کے اندر ڈالی گئی ہیں جب تک ان کے ناپاک ہونے کا علم نہیں یہ پانی پاک رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 3 صفحہ 280)

سوال: حمیدہ سوال کرتی ہیں کہ میں باوضو تھی میں نے برتن بہ نیت ثواب کے لیے دھوئے تو کیا جس طرح ہاتھ بہ نیت ثواب دھونے سے پانی مستعمل ہو جاتا ہے جو اسی طرح برتن دھونے سے بھی ہو جائے گا۔ جواب ارشاد فرما کر قلب کو مطمئن فرمائیں؟

جواب: حمیدہ بہن! برتن بہ نیت ثواب دھونے سے پانی مستعمل نہ ہوگا جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد دوم میں ہے "برتن بہ نیت ثواب دھونے سے پانی مستعمل نہیں ہوتا"۔ کیونکہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے قربت (یعنی ثواب کے لیے پانی) استعمال کرنے کو بدن کے ساتھ خاص کیا ہے یعنی جو پانی بدن سے گرے گا وہی مستعمل ہوگا کسی اور کام کے لیے استعمال کرنے سے نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ 52)

سوال: صائمہ سوال کرتی ہیں کہ والدین کے کپڑے، کھانے کے پھل، مسجد کا فرش بہ نیت ثواب دھویا تو کیا پانی مستعمل ہو جائے گا؟

جواب: صائمہ بہن! پانی مستعمل نہ ہوگا جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے "ماں باپ کے کپڑے، ان کے کھانے کے پھل، مسجد کا فرش بہ نیت ثواب دھونے سے پانی مستعمل نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ 53)

سوال: نفیسہ سوال کرتی ہیں کہ ہماری پانی کی ٹینکی میں چوہا گر گیا تو اب اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے تفصیلاً ارشاد فرمائیں؟

جواب: نفیسہ باجی اگر پانی کی ٹینکی میں چوہا، بلی مرغی وغیرہ گر جائے تو اگر ان پر کوئی نجاست وغیرہ نہ ہو اور وہ پھولی پھٹی نہ ہوں تو ٹینکی کا کل پانی نکالنا بہتر ہے اور اگر نہ نکالا تو مکروہ ہے لیکن وضو، غسل وغیرہ کر سکتے ہیں۔

سوال: ہاجرہ سوال کرتی ہیں اگر پانی کی ٹینکی میں چوہا گر جائے اور مر کر پھول پھٹ جائے تو اب اس پانی سے وضو غسل وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہاجرہ بہن اگر چوہا، بلی، مرغی وغیرہ ٹینکی میں گر کر مر جائے اور وہ پھول پھٹ جائیں تو ٹینکی کا کل پانی نجس و ناپاک ہے اس پانی سے وضو و غسل جائز نہیں۔

سوال: سعیہ سوال کرتی ہیں کہ اگر ٹینکی کا کل پانی نجس ہو جائے تو کیا اس میں اور پانی ڈالنے سے یا یوں کہ روز ٹینکی بھرنے سے ٹینکی کا پانی پاک ہو جائے گی۔ تفصیلاً ارشاد فرمائیں؟

جواب: سعیہ بہن! ٹینکی کو پاک کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ٹینکی کا کل (یعنی سارا) پانی نکالا جائے پھر اور پانی ڈالا جائے تو پاک ہوگا۔ اگر ٹینکی کا کل پانی نہ نکالا تو اب اگرچہ روز کتنی ہی مرتبہ کتنا ہی پانی ڈالے پانی پاک نہ ہوگا اور اس پانی سے وضو اور غسل وغیرہ بھی نہ ہوگا اور ان سے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ بھی ادا نہ ہوئیں لہٰذا لوٹانا ہوں گی۔

سوال: عاتکہ سوال کرتی ہیں کہ اگر پانی میں مچھر و مکھی وغیرہ گر کر مر جائے تو اس پانی سے وضو و غسل کا کیا حکم ہے؟

جواب: عاتکہ بہن اگر پانی میں مچھر مکھی وغیرہ اور اسی طرح وہ جانور جن میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا وہ پانی میں گر کر مر جائے تو پانی نجس نہیں ہوتا اور اس پانی سے وضو اور غسل درست ہوتا اور اس پانی کو بلا کراہت پی بھی سکتے ہیں۔ مکھی گری ہے تو اس کا طریقہ ہے کہ پوری کو ڈبو کر باہر پھینک دیں اور اب پانی کو پی لیں۔

سوال: فرزانہ بہن سوال کرتی ہیں کہ اگر ٹینکی میں چوہا وغیر گر کر مر گیا اور پتہ نہیں چلا پھر کچھ دنوں بعد پتہ چلا تو بتائیں کہ اس پانی کا کیا حکم ہے اور اس پانی سے وضو غسل کر کے پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: فرزانہ بہن اگر وہ چوہا یا کوئی اور جانور اس حالت میں ہے کہ وہ پھولا اور پھٹا ہوا تھا اور یہ معلوم نہیں کہ وہ کب گرا تھا تو اب اس پانی کو تین دن اور تین رات سے نجس مانیں گے اور اب ان تین دن اور تین راتوں میں جو وضو اور غسل کیا تھا وہ نہ ہوا اور جو نمازیں ادا کی تھیں وہ لوٹانا ہوں گی۔

سوال: رابعہ سوال کرتی ہیں ابھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس پانی سے وضو وغسل کر کے جو نمازیں پڑھیں تھیں وہ لوٹانا ہوں گی تو کیا جو کپڑے دھوئے تھے وہ بھی دوبارہ دھونے پڑیں گے؟

جواب: رابعہ بہن اگر نجس کپڑے دھوئے تھے تو پاک نہ ہوئے اور دوبارہ دھونے پڑیں گے لیکن اگر نجس نہ تھے میل دور کرنے کیلئے دھوئے تو اب دوبارہ دھونے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

سوال: عائشہ سوال کرتی ہیں کہ بچہ کا نہالچہ جس میں بچے کو نہلاتے ہیں اگر پانی کی ٹینکی میں گر جائے تو اب اس پانی کا کیا حکم ہے کیا اس پانی سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں؟

جواب: عائشہ بہن اگر نہالچہ پر کوئی نجاست نہ تھی تو اب گرنے کی صورت میں پانی نجس نہ ہوگا اور اس پانی سے وضو وغسل جائز ہے اور اگر اس پر کوئی نجاست وغیرہ تھی تو اس صورت میں کل پانی نجس ہے وضو وغسل کے کام کا نہیں ہے۔

سوال: ہما سوال کرتی ہیں ہم نے پانی کا ٹینک صاف کیا اور اس پر ڈھکن رکھنا بھول گئے اور اس پر سے پرندے وغیرہ گزرے تو پانی میں پرندوں کی بیٹ وغیرہ گر گئیں تو اب کیا ٹینک کا دوبارہ پورا پانی نکالنا ہوگا۔ اس پانی کا کیا حکم ہے۔ تفصیلاً ارشاد فرمائیں؟

جواب: اڑنے والے حلال جانور کبوتر، چڑیا کی بیٹ یا شکاری پرندہ چیل، شکرا، باز کی بیٹ گر جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ (بہار شریعت حصہ دوم)

وضو

سوال: آمنہ سوال کرتی ہیں کہ ازراہ کرم ہر وقت باوضو رہنے کی فضیلت ارشاد فرمائیں؟

جواب: **ہر وقت باوضو رہنے کی فضیلت**

بعض عارفین نے فرمایا جو ہمیشہ باوضو رہے اللہ تعالیٰ اسے سات فضیلتوں سے مشرف فرمائے گا:

۱۔ ملائکہ اس کی صحبت میں رغبت کریں۔

۲۔ قلم اس کی نیکیاں لکھتا رہے۔

۳۔اس کے اعضاء تسبیح کریں۔

۴۔اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو۔

۵۔جب سوئے اللہ تعالیٰ کچھ فرشتے بھیجے کہ جن وانس کے شر سے اس کی حفاظت کریں۔

۶۔سکرات موت اس پر آسان ہو۔

۷۔جب تک باوضو ہو امان الٰہی میں رہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ 702)

سوال: شبانہ سوال کرتی ہیں کہ فرض کسے کہتے ہیں؟

جواب: فرض وہ کام ہے جس کی ادائیگی ضروری ہو جیسے وضو میں منہ دھونا۔

سوال: رمنہ سوال کرتی ہیں کہ وضو کے فرائض کتنے ہیں؟

جواب: وضو کے چار فرض ہیں۔

۱۔چہرہ دھونا۔

۲۔دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔

۳۔چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

۴۔دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔(نورالایضاح صفحہ نمبر 21 وضو کی فصل)

سوال: عائشہ سوال کرتی ہیں کہ نماز کیلئے وضو کے فرض ہونے کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے؟

جواب: نماز کے لیے وضو کا فرض ہونا اس آیت قرآنی سے ثابت ہوتا ہے۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (مائدہ:6)

"اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سر کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ"۔(کنزالایمان)

احادیث میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"لا يقبل الله صلاة احدكم اذا احدث حتى يتوضا"

"لا يقبل الله صلاة بغير طهور ولا صدقة من غلول"

سوال: فرحین سوال کرتی ہیں کہ کیا پاگل پر وضو فرض ہے؟

جواب: پاگل پر وضو کرنا فرض نہیں۔ (نورالایضاح صفحہ 39)

سوال: ثمرہ پوچھتی ہیں کہ رکن کسے کہتے ہیں؟

جواب: رکن وہ چیز ہے جس پر کسی شے کے باقی رہنے کا دارومدار ہو اور وہ اس چیز کے اندر ہو باہر نہ ہو۔

سوال: کیا بچے کے لیے وضو کرنا ضروری ہے؟

جواب: بچے پر وضو فرض نہیں کیونکہ اس پر نماز فرض نہیں۔ (نورالایضاح صفحہ 93)

سوال: عائشہ پوچھتی ہیں کہ سبب سے کیا مراد لیا جاسکتا ہے؟

جواب: جو چیز کسی کام کا باعث بنتی ہے وہ اس کا سبب کہلاتی ہے جیسے نماز پڑھنا وضو کے سبب سے ہے۔ (نورالایضاح 39)

سوال: نازش پوچھتی ہیں کیا سنتوں میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے تو وضو نہیں ہوگا؟

جواب: جی نہیں اگر وضو کی سنتوں میں سے کوئی سنت رہ گئی تو وضو ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

سوال: نائمہ سوال کرتی ہیں کہ مکروہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مکروہ محبوب کی ضد ہے۔ مکروہ کی دو اقسام ہیں:

۱۔ مکروہ تحریمی۔ ۲۔ مکروہ تنزیہی۔

مکروہ تحریمی: یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہگار ہوتا ہے اگرچہ اس کا کرنا گناہ، حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔

مکروہ تنزیہی: جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید و عذاب ہو یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 6)

سوال: نائلہ پوچھتی ہیں کہ وضو کے مکروہات کتنے ہیں؟

جواب: ہر سنت کا ترک مکروہ ہے۔ وضو کے کچھ مکروہات یہ ہیں:

۱۔ پانی استعمال کرنے میں زیادتی کرنا۔

۲۔ پانی استعمال کرنے میں کمی کرنا۔ (اس قدر کہ سنتیں پوری طرح ادا نہ ہوں)
۳۔ پانی کو زور سے منہ پر مارنا۔
۴۔ لوگوں سے کلام کرنا۔
۵۔ بغیر ضرورت کے کسی سے مدد طلب کرنا۔
۶۔ تین نئے پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔ (نورالایضاح صفحہ 25)

سوال: صادقہ کہتی ہیں کہ وضو کے آداب کے بارے میں ہماری رہنمائی فرمایئے؟

جواب: صادقہ بہن وضو کے آداب یہ ہیں:

۱۔ بلند جگہ پر بیٹھنا۔
۲۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا۔
۳۔ کسی سے بغیر ضرورت مدد نہ لینا۔
۴۔ لوگوں کے ساتھ کلام نہ کرنا۔
۵۔ دل اور زبان دونوں سے نیت کرنا۔
۶۔ دعائے ماثورہ پڑھنا۔
۷۔ ہر عضو دھوتے وقت تسمیہ (بسم اللہ) پڑھنا۔
۸۔ کانوں میں شہادت کی انگلی داخل کرنا۔
۹۔ کھلی انگوٹھی کو حرکت دینا۔
۱۰۔ سیدھے ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔
۱۱۔ الٹے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
۱۲۔ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنا۔
۱۳۔ وضو کے آخر میں کلمہ شہادت پڑھنا۔
۱۴۔ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لینا اور کہنا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔

(نورالایضاح صفحہ 23)

سوال: سعدیہ پوچھتی ہیں کہ اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو کیا تیمم کر کے نماز پڑھ سکتی ہوں؟
جواب: وقتی نماز قضاء ہو سکتی ہے لہٰذا وقتی نمازوں کے لیے تیمم کرنا صرف اس وجہ سے جائز نہ ہوگا کہ وضو کرنے کی صورت میں ان کے قضا ہونے کا خوف ہے۔ جب تک کوئی دوسرا عذر نہ پایا جائے۔ (نور الایضاح صفحہ 66)
سوال: طیبہ کہتی ہیں کہ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ دلہن تیار ہونے کے بعد تیمم کر کے نماز پڑھتی ہے تو کیا یہ صحیح ہے؟
جواب: جی نہیں ہرگز نہیں اس طرح نماز نہ ہوگی۔
سوال: طاہرہ سوال کرتی ہیں کہ آئینہ دیکھنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟
جواب: طاہرہ بہن! آئینہ دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
سوال: عنبرین سوال کرتی ہیں کہ کیا شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟
جواب: شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (نور الایضاح صفحہ 52)
سوال: آمنہ سوال کرتی ہیں کہ مسح کا درست طریقہ ارشاد فرمائیں؟
جواب: مسح کا طریقہ یہ ہے کہ شہادت اور انگوٹھے کو چھوڑ کر انگلیاں سر کے اگلے حصہ پر رکھیں اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر اور ہاتھ جمائے ہوئے گدی تک کھینچتے لے جائیں۔
سوال: رابعہ پوچھتی ہیں کہ کان کی لو کسے کہتے ہیں؟
جواب: کان کا وہ حصہ جو چہرے کی طرف ہے وہاں سوراخ کے ساتھ چھوٹی سی اٹھی ہوئی نرم ہڈی کان کی لو کہلاتی ہے۔ (نور الایضاح صفحہ 39)
سوال: عتیبہ سوال کرتی ہیں کہ معذور کے وضو کا کیا حکم ہے؟
جواب: معذور کے لیے حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے پورے وقت کے لیے اس کا ایک مرتبہ وضو کر لینا کافی ہے۔ پورے وقت میں اگر وہ وجہ جس سے معذور بنی تھی (یعنی استحاضہ کا خون آنے کی وجہ سے) اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ دوسرے اسباب سے ٹوٹ جائے گا۔ اس وقت جتنی نمازیں چاہے قضا، ادا، نفل، فرض پڑھتی رہے گی لیکن جیسے ہی نماز کا وقت ختم ہوگا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا دوبارہ وقت شروع ہونے پر نیا وضو کرے گی۔ ہر وقت کا یہی حکم ہے۔

سوال: سمیرہ سوال کرتی ہیں استحاضہ کی صورت میں کپڑوں کو پاک رکھنے کا طریقہ بتائیں؟

جواب: استحاضہ والی عورت کو چاہیے کہ وہ انڈرویئر پہن لے اور پیڈ رکھ لے۔ ہر نماز کے وقت پیڈ تبدیل کر کے تازہ وضو بنا لے تو اس طرح بار بار کپڑے نہیں بدلنے پڑیں گے۔

سوال: فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ لیڈی ڈاکٹر نے اگر اندرونی چیک اپ کیا اور رحم سے پانی نکلا تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟

جواب: اگر اندرونی چیک اپ کی صورت میں رحم سے پانی نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

سوال: شبانہ کہتی ہیں کہ بچے نے پاخانہ کیا تو اس کے دھونے پر کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟

جواب: جی نہیں۔ بچے کا پاخانہ دھونے کی صورت میں خود اس کے اپنے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ چنانچہ اگر باوضو تھی اور بچے کا پاخانہ دھویا تو اسی وضو سے نماز ادا کر سکتی ہے۔

سوال: منال پوچھتی ہیں کہ کیا قرآن مجید چھونے کے لیے وضو کرنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! قرآن پاک چھونے کیلئے وضو کرنا فرض ہے جیسا کہ کتاب اللہ میں ہے:

لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (واقعہ)

"اسے نہ چھوئیں مگر باوضو"۔ (کنز الایمان)

سوال: حلیمہ سوال کرتی ہیں کہ بے وضو عورت کو اگر قرآن پاک اٹھا کر رکھنا ہے تو وہ کیا کرے؟

جواب: ایسا کپڑا جو اس عورت کے تابع نہ ہو یعنی دوسرے کپڑے سے پکڑ کر رکھ سکتی ہے۔

سوال: رداء فاطمہ پوچھتی ہیں کہ اگر کسی نے وضو کرنے کے بعد جھوٹ بولا، کسی کی غیبت کی یا فحش کلامی کی تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا باقی رہتا ہے۔ اور وہ وضو کیے بغیر نماز پڑھ سکتی ہے؟

جواب: اس کا وضو باقی رہتا ہے اور اگر اس وضو سے وہ نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی لیکن اس نماز کی مکمل روحانیت اور کامل اجر و ثواب اور برکت حاصل نہ ہو گی لہٰذا افضل اور مستحب یہ ہے کہ دوبارہ تازہ وضو کر کے نماز پڑھے اور اگر چاہتی ہے کو ان گناہوں کا اثر اور نحوست پوری طرح زائل ہو جائے تو صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ بھی کرے۔

سوال: فرح سوال کرتی ہیں کیا غسل کرنے کے بعد نماز پڑھنے کیلئے وضو کرنا ضروری ہے؟

جواب: اگر غسل میں تمام اعضاء وضو دھل گئے تو اب نماز پڑھنے کے لیے وضو کرنا ضروری نہیں۔

سوال: نور فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ بیت الخلاء سے آنے کے بعد صابن سے ہاتھ نہ دھوئے اور ویسے ہی وضو کر لیا تو کیا وضو ہو جائے گا؟

جواب: وضو ہو جائے گا۔ صابن سے ہاتھ دھونا ضروری نہیں۔ اس بات کا خیال رہے کہ نجاست کی بو ہاتھ سے زائل ہو جائے اور اس کا اثر باقی نہ رہے۔ البتہ اگر بغیر صابن کے استعمال کے وضو کر لیا تو ہو گیا۔

سوال: فرزانہ کہتی ہیں کہ میں نے دوران گفتگو قہقہہ لگایا پھر نماز پڑھنے لگی کیونکہ میں پہلے سے باوضو تھی۔ میری بہن کا کہنا ہے کہ تمہاری نماز نہ ہو گی کیونکہ قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ اس مسئلہ کی شرعی وضاحت فرما دیں؟

جواب: جی نہیں! نماز کے باہر قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ صفحہ 84 جلد اول)

سوال: مصباح کا کہنا ہے کہ میں نے عصر کی نماز پڑھی اور پھر مغرب کی نماز پڑھتے وقت شک ہوا کہ میرا وضو باقی ہے یا نہیں تو اب میں نماز مغرب کے لیے وضو کروں یا اسی وضو سے نماز پڑھوں تو کیا نماز ہو جائے گی؟

جواب: نہیں۔ شک کے ساتھ وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ شک کا ہونا طہارت کو زائل نہیں کرتا۔

(فقہ علی المذاہب الاربعہ صفحہ 84 جلد اول)

سوال: شاہدہ سوال کرتی ہیں کہ کیا مرتد ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! جب کوئی شخص دین اسلام سے مرتد ہو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(کتاب الطہارۃ بحث نواقض وضو، فقہ علی المذاہب الاربعہ صفحہ 83)

سوال: زرمین سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو شہوت کے ساتھ چھوا تو کیا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟

جواب: شہوت کے ساتھ چھونے پر وضو ٹوٹ جائے گا۔

(کتاب الطہارۃ بحث نواقص وضو، فقہ علی المذاہب الاربعہ صفحہ 80)

سوال: ہاجرہ سوال کرتی ہیں کہ کیا ہاتھ سے چھونے پر ہی وضو ٹوٹے گا یا کوئی اور صورت بھی ہے؟

جواب: فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ شہوت کے ساتھ اگر ہاتھ لگایا تو وضو جاتا رہا ورنہ نہیں۔

(کتاب الطہارۃ بحث نواقص وضو، فقہ علی المذاہب الاربعہ صفحہ 79)

سوال: ایمن سوال کرتی ہیں کہ قرآن مجید کو چھونے کے لیے وضو کے لازمی ہونے کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے؟

جواب: قرآن پاک کو چھونے کے لیے وضو کرنا لازمی امر ہے۔ جس کا ثبوت اس آیت مبارکہ میں ہے:

لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ ؏ (الواقعہ)

"اسے نہ چھوئیں مگر باوضو"۔ (کنزالایمان)

اس طرح حدیث کریمہ سے بھی ثابت ہے:

لَا یَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ۔

"قرآن پاک کو نہ چھوئیں مگر پاک لوگ"۔ (مؤطا امام مالک باب جامع الوضو صفحہ نمبر 60)

سوال: رضوانہ نے وضو کیا پھر اس کے زخم جس پر پٹی بندھی تھی اس سے خون وغیرہ کی تراوٹ پٹی پر ظاہر ہوئی تو اب کیا اس کا وضو باقی ہے یا نہیں؟

جواب: وضو کے بعد ظاہر ہونے والے خون وغیرہ سے وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ تراوٹ بجائے بہنے کے ہے اگر یہ پٹی نہ ہوتی تو خون بہہ جاتا۔ (درمختار صفحہ 94)

سوال: زینب نے وضو کیا پھر بیٹھ گئی بیٹھے بیٹھے اس طرح سوئی کہ جھک جھک کر زمین کے قریب ہو گئی اس اس کے وضو کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک گرے گی نہیں اس کا وضو ہے اور اگر گرتے ہی جاگ پڑی تب بھی وضو

رہے گا ورنہ نہیں۔اسی طرح اگر سوتی ہوئی قریب کی باتیں سنتی رہی تو بھی وضو نہیں جائے گا۔

(درمختار صفحہ 96)

سوال: زرینہ سوال کرتی ہیں کہ اگر دوپٹے کے اوپر سے مسح کیا تو کیا مسح ہو جائے گا؟

جواب: اگر دوپٹا اتنا باریک ہو کہ تری پھوٹ کر چوتھائی سر کو تر کر دے تو مسح ہو جائے گا۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 9)

سوال: فائزہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی نے وضو کر کے نماز پڑھی تو کیا اسے وضو کرنے پر بھی ثواب ہوگا یا صرف نماز پڑھنے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں اگر کسی نے وضو کیا اور نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ وضو کا ثواب الگ عطا فرمائے گا اور نماز کا الگ۔جیسا کہ پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مومن بندہ جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب منہ دھویا تو اس کے چہرے کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے پہلے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے پھر اس کا مسجد کو جانا اور نماز پڑھنا اس کے علاوہ ہے۔

(سنن نسائی کتاب الطہارۃ باب مسح الاذنین مع الراس صفحہ 29 مطبوعہ قدیمی)

سوال: اسماء سوال کرتی ہیں کہ میں نے مغرب کے تین فرض پڑھے پھر مجھے قے آگئی اور وہ منہ بھر بلغم کی قے تھی تو کیا میں بقیہ نماز کے لئے وضو کروں، کیا قے سے وضو ٹوٹ گیا؟

جواب: بلغم کی قے اگر چہ زیادہ ہو وضو نہیں توڑتی چونکہ بلغم کے لیس دار ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ نجاست مخلوط نہیں ہوتی لہٰذا یہ کم ہو یا زیادہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(نورالایضاح صفحہ 53-52)

سوال: امامہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے وضو کیا پھر میرا ہاتھ میرے منہ کو لگا جس کی وجہ سے مسوڑھوں سے خون نکلنا شروع ہو گیا پھر فوراً بند بھی ہو گیا تو کیا اب میرے لیے دوبارہ

وضو کرنا ضروری ہے یا پچھلا وضو باقی ہے؟

جواب: اگر خون تھوک پر غالب آیا یا خون تھوک کے برابر ہوا تو اب وضو جاتا رہا لہٰذا نماز کے لیے تازہ وضو کرے۔ (نورالایضاح صفحہ 50)

سوال: عاتکہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے وضو کیا پھر مسوڑھے سے خون نکلا پھر میں نے تھوکا تو زرد رنگ پایا پھر خون رک گیا تو اب میرا وضو جاتا رہا یا باقی ہے؟

جواب: خون اگر تھوک پر غالب ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ تھوک کا رنگ سرخ ہوگا اور تھوک خون پر غالب ہو تو وضو نہیں جاتا اس کی صورت یہ ہے کہ تھوک زرد رنگ کا ہوگا۔ (نورالایضاح صفحہ 51-50)

سوال: شہنیلہ سوال کرتی ہیں کہ وضو کا کرنا کب مستحب ہے؟

جواب: مندرجہ ذیل چیزوں کے لیے وضو کرنا مستحب ہے:

وضو پر وضو کرنے کے لیے، باوضو رہنے کے لیے، نیند سے بیدار ہونے پر، غیبت کرنے کے بعد، برے اشعار کہنے کے بعد، نماز سے باہر قہقہہ لگانے پر، میت کو غسل دینے اور اسے اٹھانے کے بعد، ہر نماز کے وقت کے لیے، غسل جنابت سے پہلے، جنبی آدمی کے لیے کھانے، پینے، سونے اور جماع کا ارادہ کرتے وقت، غصہ کے وقت، قرآن و حدیث کے پڑھنے کے لیے، حدیث بیان کرنے کے لیے، علم سیکھنے کے لیے، اذان دینے کے لیے، تکبیر کہنے کے لیے، نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لیے، عرفات میں ٹھہرنے کے لیے، صفا و مروہ کے درمیان دوڑ لگانے کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔

(نورالایضاح کتاب الطہارۃ صفحہ 26، مطبوعہ لیاقت شاہد پرنٹرز لاہور)

سوال: شمسہ پوچھتی ہیں کہ عورتیں وضو میں سر کا مسح کس طرح کریں۔ کیا مردوں کی طرح یہ بھی گدی سے پیشانی پر واپس لائیں؟

جواب: وضو میں سر کے مسح کا مستحب طریقہ دو طرح کا ہے:

اول طریقہ:۔ یہ کہ پوری ہتھیلیاں انگلیوں کے سرے تک تر کر کے پھر انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کے سوا ایک ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کا سرا دوسرے ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کے

سرے سے ملائے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گدی تک مسح کرتے ہوئے اس طرح لے جائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتے ہوئے آگے تک واپس لائے۔

دوسرا طریقہ:۔ مسح کا دوسرا مستحب طریقہ یہ ہے کہ سب انگلیاں سر کے حصہ پر رکھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر اور ہاتھ جمائے ہوئے گدی تک کھینچتا لے جائے۔

لہٰذا عورتیں اور مرد بھی اگر پوری انگلیاں اور ہتھیلیاں سر کے اگلے حصہ پر جما کر گدی تک لے جائیں اور پھر ہاتھ پیشانی پر واپس نہ لائیں تو ادائے مستحب کے لیے یہ طریقہ بھی کافی ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 162-161)

سوال: ذرین سوال کرتی ہیں کہ اگر استحاضہ والی کامل نماز کا وقت نہ پائے تو کیا وہ معذور کے حکم میں ہے؟

جواب: جی ہاں ایسی عورتیں معذور کہلاتی ہیں اس کو چاہیے کہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کر کے نماز پڑھے۔ مثلاً کسی عورت کو استحاضہ کا خون شروع ہوا اور عصر سے لے کر مغرب تک وہ خون ایسا جاری ہے کہ اس کو نماز کا وقت نہیں ملتا تو یہ عورت معذور کہلاتی ہے۔

سوال: شبینہ سوال کرتی ہیں کہ اگر جسم پر تیل لگا ہوا ہو تو کیا غسل کرنے سے طہارت حاصل ہو جائے گی؟

جواب: جسم کے ہر عضو پر پانی گزر جائے تو طہارت حاصل ہو جائے گی اگرچہ تیل کے سبب عضو پانی کو قبول نہ کرے۔ (فتاویٰ فیض الرسول صفحہ 165)

سوال: صدف سوال کرتی ہیں کہ شرع میں غسل کسے کہتے ہیں؟

جواب: شرع میں تمام جسم پر پانی پہنچانا غسل کہلاتا ہے۔ (فقہ اسلامیہ وادلتہ صفحہ 512)

سوال: تہمینہ سوال کرتی ہیں کہ میرے دانت نکل گئے ان کی جگہ میں نے مصنوعی دانت لگوائے جو لگ جانے کے بعد اتر یا نکل سکتے ہیں۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ ان مصنوعی دانتوں کے ساتھ وضو یا غسل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ضرورتاً مصنوعی دانت لگوانے میں کوئی شرعی رکاوٹ یا حرج نہیں۔ ان دانتوں

کے لگوانے کی صورت میں بھی وضو اور غسل ہو جائے گا اگر اتار سکتی ہیں تو اتار کر وضو کریں تاکہ مسوڑھوں پر پانی بہہ جائے۔ (وقار الفتاوی جلد دوم صفحہ 3 طہارت کا بیان)

سوال: افرہ سوال کرتی ہیں کہ میرے بھائی کا ٹانکے والے بٹنوں کا کام ہے جن پر چمک یا افشاں لگی ہوتی ہے جو اڑ کر چہرے یا بدن پر پڑتی ہے اور وضو غسل کے بعد بھی جسم پر موجود رہتی ہے۔ کیا اس صورت میں وضو اور غسل ہو جاتا ہے؟

جواب: جس چیز کی آدمی کو عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑھتی رہتی ہے اور اس کی نگہداشت میں احتیاط میں حرج ہے۔ اس کا ناخنوں کے اندر یا اوپر یا کہیں اور لگا رہ جانا اگرچہ جرم دار ہو (جسم رکھتی ہو) اور پانی اس کے نیچے نہ پہنچ سکے جیسے پکانے گوندھنے والوں کے لیے آٹا، رنگریز کے لیے رنگ کا جرم، عورتوں کے لیے مہندی کا جرم، کاتب کے لیے روشنائی، مزدور کے لیے مٹی گارا، عام لوگوں کے لیے پلک میں سرمہ کا جرم (تہہ) بدن کا میل، مٹی غبار، مکھی مچھر کی بیٹ وغیرہا کہ اگرچہ یہ رہ بھی گئے تب بھی وضو ہو جائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 1 صفحہ 203 باب الطہارۃ جدید)

سوال: عنبرین سوال کرتی ہیں کہ کیا نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر وضو غسل کے استعمال میں لایا جا سکتا ہے یا طلباء، طالبات (نابالغ) سے مدرس پانی بھروا کر وضو، غسل یا طہارت وغیرہ کے لیے استعمال کر سکتا ہے؟

جواب: دوسروں کے نابالغ بچے خواہ طلبہ ہوں یا طالبات ان کا کنویں یا نل سے بھرا ہوا پانی بلا معاوضہ مدرس اور نماز پڑھنے والے حضرات کے لیے وضو، غسل اور طہارت وغیرہ کسی کام میں لانا جائز نہیں۔ بعض لوگ دوسروں کے بچوں سے پانی بھروا کر پیتے اور وضو کرتے ہیں یا دوسری طرح استعمال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اور درمختار شامی جلد چہارم صفحہ 531 میں ہے کہ اپنے نابالغ لڑکے یا دوسرے کے بالغ لڑکے یا لڑکی کا بھرا ہوا پانی استعمال کرنا ناجائز ہے۔

سوال: انیلہ سوال کرتی ہیں کہ نجاست کسے کہتے ہیں؟

جواب: نجاست گندگی کو کہتے ہیں۔ (الفقہ المیسر)

سوال: مائرہ سوال کرتی ہیں کہ میری دودھ پیتی بچی ہے۔ بار بار پیشاب کر دیتی ہے۔

میری ساس کہتی ہیں کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہوتا ہے اس لیے اگر میں کپڑے بدلے بغیر نماز پڑھ لوں تو کیا یہ درست ہے؟

جواب: دودھ پیتے لڑکے یا لڑکی کا پیشاب نجاست ہے اور یہ جو اکثر عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہے یہ محض غلط ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم جلد اول صفحہ 103)

سوال: نہال سوال کرتی ہیں کہ نجاست کی کتنی مقدار کپڑوں پر لگے تو دھونا فرض ہے؟

جواب: یہ جاننے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے آپ نجاست کی اقسام سمجھیں:

۱۔ نجاست غلیظہ ۲۔ نجاست خفیفہ

نجاست غلیظہ کی کم مقدار بھی لگے تو کپڑے کو دھونا فرض ہے اور نجاست خفیفہ کی زیادہ مقدار لگے تو دھونا فرض ہے۔

سوال: سائرہ سوال کرتی ہیں کہ نجاست غلیظہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: نجاست غلیظہ کا معنی ہے سخت۔ وہ نجاست جس کا حکم شریعت میں سخت ہے اسے نجاست غلیظہ کہتے ہیں۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 103 حصہ دوم)

سوال: مہوش سوال کرتی ہیں کہ نجاست غلیظہ کی کتنی مقدار کپڑوں پر لگے تو دھونا فرض ہے؟

جواب: نجاست غلیظہ اگر کپڑے پر ایک درہم سے زیادہ لگ گئی تو اس کا دھونا فرض ہے۔ بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا۔

سوال: حفصہ سوال کرتی ہیں کہ نجاست غلیظہ کون کون سی چیزیں ہیں؟

جواب: درج ذیل چیزیں نجاست غلیظہ ہیں:

۱۔ انسانی بدن سے نکلنے والی ہر وہ چیز جو غسل کو واجب کرے یا وضو کو توڑ دے مثلاً پاخانہ، پیشاب، منی، ودی، مذی، دکھتی آنکھ سے بہتا پانی، منہ بھر قے، زخم وغیرہ سے بہنے والا خون یا پیپ وغیرہ۔

۲۔ گھر کے وہ پالتو جانور جن کا گوشت کھانا حلال ہے ان کا گوبر و مینگنی وغیرہ جیسے گائے، گدھا اور خچر وغیرہ۔

۳۔ تمام درندوں کا پیشاب پاخانہ اور لعاب (تھوک) جیسے کتا، سور، شیر اور چیتا وغیرہ۔

۴۔ گھر کے وہ پرندے جو اونچا نہ اڑ سکتے ہوں جیسے مرغی و بطخ وغیرہ کی بیٹ۔
۵۔ ہر جاندار کا بہتا خون لیکن شہید کا خون جب تک اس کے جسم پر موجود ہے پاک ہے۔
۶۔ سانپ کی بیٹ اور پیشاب۔ (نور الایضاح باب الانجاس والطہارۃ صفحہ 45)

سوال: ہادیہ سوال کرتی ہیں کہ درہم سے کیا مراد ہے؟

جواب: اگر نجاست غلیظہ گاڑھی ہے جیسے پاخانہ وغیرہ تو درہم سے مراد وزن ہوگا اور درہم کا وزن شریعت میں ساڑھے چار ماشے ہے۔ اگر نجاست غلیظہ پتلی ہو جیسے پیشاب وغیرہ تو درہم سے مراد کی لمبائی اور چوڑائی ہے۔

سوال: شاکرہ سوال کرتی ہیں کہ درہم کی لمبائی اور چوڑائی کیسے معلوم کی جائے؟

جواب: شریعت نے اس کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی ہے یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی رک نہ سکے۔ اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جائے گا۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 103 جلد اول)

سوال: ہانیہ سوال کرتی ہیں کہ نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو تو اسے پاک کرنے کا طریقہ ارشاد فرمائیں؟

جواب: نجاست اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک بار ہی دھونے سے کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا۔ ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے۔

سوال: ثانیہ سوال کرتی ہیں کہ نجاست غلیظہ اگر پتلی ہو تو اس کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نجاست اگر پتلی ہو تو تین بار دھونے اور تینوں بار قوت سے نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ نچوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی پوری طاقت سے اس طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اس میں کوئی قطرہ نہ ٹپکے۔ اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہ نچوڑا تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔

پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا ضروری ہے اور تیسری مرتبہ نچوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہو گیا اور ہاتھ بھی پاک ہو گیا۔ (بہارشریعت حصہ دوم صفحہ 107)

سوال: سامعہ سوال کرتی ہیں کہ نچوڑنے کے علاوہ کپڑے کو پاک کرنے کا کوئی آسان طریقہ ہو تو ارشاد فرما دیں؟

جواب: سب سے پہلے کپڑے پر لگی ہوئی نجاست کو صاف کر لیں اس کے بعد کپڑے کو پانی سے بھری ہوئی بالٹی میں ڈال کر نل کھول دیں۔ ہاتھ سے کپڑے کو دبائیں رکھیں۔ تقریباً آدھی بالٹی جتنا پانی گرنے دیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک بالٹی چھ منٹ میں بھرتی ہے تو تین منٹ تک پانی گرنے دیں۔ اب وہ کپڑا پاک ہے۔

سوال: رومانہ سوال کرتی ہیں کہ میرے بچے نے چٹائی پر پیشاب کر دیا۔ اب اسے کیسے پاک کیا جائے۔ طریقہ ارشاد فرمائیں؟

جواب: چٹائی اور وہ چیزیں جنہیں نچوڑا نہیں جا سکتا اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف (بند) ہو جائے۔ یونہی دو مرتبہ اور دھوئیں۔ تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا تو وہ چیز پاک ہو گئی اسے ہر مرتبہ سکھانا ضروری نہیں۔ (بہارشریعت حصہ دوم صفحہ 107)

سوال: عشاء سوال کرتی ہیں کہ میرا کریب کا کامدار دوپٹہ ہے۔ اس پر میرے بچے کے پیشاب کی چھینٹیں پڑ گئی ہیں اب اسے نچوڑا نہیں جا سکتا۔ پاک کیسے کروں؟

جواب: وہ کپڑے جن کو نازکی کی وجہ سے نہ نچوڑ سکتے ہوں انہیں پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔ پھر دو مرتبہ اور دھوئیں۔ تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا موقوف ہو گیا تو وہ کپڑے پاک ہو گئے۔

سوال: مائدہ سوال کرتی ہیں کہ نجاست خفیفہ کیا ہے؟

جواب: نجاست خفیفہ وہ نجاست ہے جس کا حکم شریعت میں ہلکا ہے۔

سوال: ماہین سوال کرتی ہیں کہ نجاست خفیفہ کون سی چیزیں ہیں؟

جواب: نجاست خفیفہ درج ذیل ہیں:

ا۔ گھر کے ان پالتو جانوروں کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے جن کا گوشت کھانا حلال ہے۔

۲۔شکاری پرندوں کی بیٹ جیسے کوا،چیل، باز، شکرا وغیرہ نجاست خفیفہ ہیں۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 104)

سوال: عائزہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے اپنے حیض والے کپڑے دھوئے بہت کوشش کرنے کے باوجود خون کا رنگ کپڑے سے نہ اتر سکا تو کیا میں ان کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہوں؟

جواب: اگر نجاست دور ہو گئی مگر اس کا کچھ رنگ یا بو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازمی ہے۔ ہاں اگر اس کا اثر بہ دقت (دشواری سے) جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں۔ تین مرتبہ دھولیا تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔ صابن یا کھٹائی یا گرم پانی سے دھونے کی حاجت نہیں۔ لہٰذا آپ ان کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 106)

سوال: عائدہ سوال کرتی ہیں کہ میرے کپڑوں پر ناپاک تیل گر گیا پھر میں نے اسے تین مرتبہ دھویا جب بھی چکنائی نہ گئی تو کیا اب میں وہ کپڑے پہن کر نماز پڑھ سکتی ہوں؟

جواب: کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل لگا ہو تو تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائے گا اگرچہ تیل کی چکنائی موجود ہو اس تکلف کی ضرورت نہیں کہ صابن یا گرم پانی سے دھوئے لیکن اگر مردار کی چربی لگی تھی تو جب تک اس کی چکنائی نہ جائے وہ پاک نہ ہوگا۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 106)

سوال: ایمان سوال کرتی ہیں کہ نجاست خفیفہ کتنی مقدار میں لگے تو اس کو دھونا فرض ہے؟

جواب: نجاست خفیفہ کی مقدار کپڑے یا بدن کی چوتھائی حصہ پر لگے گی تو کپڑے یا بدن کا دھونا فرض ہے۔ چوتھائی سے مراد مثلاً اگر دوپٹے کی چار تہیں کریں تو چوتھا حصہ مراد ہوگا۔

سوال: ریحانہ سوال کرتی ہیں کہ نجاست خفیفہ کو پاک کرنے کا طریقہ ارشاد فرمائیں؟

جواب: نجاست خفیفہ اور نجاست غلیظہ کو پاک کرنے کا طریقہ ایک ہی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

سوال: عارفہ سوال کرتی ہیں کہ نجاست خفیفہ یا نجاست غلیظہ کی کتنی مقدار پانی میں گرے تو پانی ناپاک ہوگا؟

جواب: اگر نجاست خفیفہ یا نجاست غلیظہ پانی یا کسی اور پتلی چیز میں گرے تو کل ناپاک ہو

جائے گا اگرچہ ایک قطرہ گرے۔(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 103)

سوال: ارفع سوال کرتی ہیں کہ ہمارے گھر میں مٹی اور چینی کے برتن ہیں اور ایک پالتو کتا بھی ہے۔ اگر کبھی برتن باہر رہ جاتا ہے تو کتا اس میں منہ ماردیتا ہے لہٰذا اس کو پاک کرنے کا طریقہ بتادیں؟

جواب: چینی کے برتن یا مٹی کا پرانا استعمالی چکنا برتن فقط تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔اتنی بھی ضرورت نہیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 107)

سوال: جویریہ کہتی ہیں کہ ہمارے گھر میں تین بچے ہیں ان کے ناپاک کپڑے ایک ٹب میں جمع کرتے ہیں۔اس ٹب کو نہانے کے استعمال میں لانا چاہیں تو اسے کیسے پاک کریں؟

جواب: گھروں میں استعمال ہونے والی پلاسٹک کی بالٹی، مگ اور ٹب وغیر پر کوئی نجاست مثلاً پیشاب وغیرہ لگ جائے تو فقط تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گی۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 107)

سوال: نور فاطمہ کہتی ہیں کہ ہمارے ابو قصاب ہیں اس لیے چھریاں وغیرہ خون سے ناپاک ہو جاتی ہیں لہٰذا ہماری تسلی کے لیے ان کے پاک کرنے کا طریقہ ارشاد فرمائیں؟

جواب: لوہے کی چیزیں جیسے چھری، چاقو وغیرہ (جس میں زنگ ہو نہ نقش و نگار) نجس ہو جائے تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائیں گی اور اس صورت میں نجاست پتلی یا گاڑھی ہونے میں کوئی فرق نہیں۔(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 40)

سوال: فرحانہ سوال کرتی ہیں کہ میری دو چھوٹی بیٹیاں ہیں وہ کھلونوں سے کھیلتی ہیں پھر انہی برتنوں میں ڈال کر کھاتی ہیں۔ان میں سے کچھ لکڑی کے، کچھ مٹی کے اور کچھ شیشے کے برتن ہیں۔ ایک دن میری چھوٹی بیٹی نے پیشاب کر دیا جس کی چھینٹیں برتنوں میں بھی پڑیں تو اب انہیں پاک کیسے کیا جائے؟

جواب: شیشے کی تمام چیزیں، چینی کے برتن، مٹی کے روغنی برتن یا پالش کی ہوئی لکڑی غرض وہ تمام چیزیں جن میں مسام نہ ہوں کپڑے یا پتے سے اس قدر پونچھ لی جائیں کہ اس کا اثر بالکل جاتا رہے پاک ہو جاتی ہیں۔مزید یہ کہ دھو لیا جائے۔

وضو

سوال: انیلہ سوال کرتی ہیں کہ وضو سے پہلے اگر کسی نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہیں پڑھی تو کیا اس کا وضو ہو جائے گا؟

جواب: انیلہ بہن! اگر کسی نے وضو سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہ پڑھی ہو تو وضو ہو جائے گا اور وضو سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا سنت ہے اور سنت کے ترک سے فضیلت اور کمال کی نفی ہوتی ہے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 9)

سوال: افشاں سوال کرتی ہیں کیا وضو سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے اگر نیت بھول گئی تو کیا اس کا وضو ہو جائے گا؟

جواب: اگر وضو سے پہلے نیت کرنا بھول گئی تو بھی وضو ہو جائے گا اور وضو سے پہلے نیت کرنا پیارے آقا ﷺ کی سنت مبارکہ ہے لہٰذا نیت کرے گی تو سنت مبارکہ کا ثواب پائے گی۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 9)

سوال: فوزیہ سوال کرتی ہیں میری بہن آمنہ نے وضو کیا اس کے ناخن بڑھے ہوئے تھے اور ان میں میل تھا میری دوست ہاجرہ نے کہا کہ ناخنوں میں میل ہے اس لیے وضو نہیں ہوا۔ ارشاد فرمایئے کیا واقعی وضو نہیں ہوا؟

جواب: فوزیہ بہن میل چونکہ انسانی جسم سے پیدا ہوتا ہے اس لیے وہ معاف ہے۔ اسی وجہ سے ناخنوں کے اندر کا میل بھی معاف ہے یعنی اگر میل دور کیے بغیر وضو کر لیا تو وضو ہو جائے گا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 9)

سوال: فاطمہ سوال کرتی ہیں میری پڑوسن عابدہ کا ہاتھ جل چکا ہے مگر اس کی کھال جدا نہیں ہوئی (کیونکہ چھالا بن گیا تھا جو کہ اب خشک ہو چکا ہے) تو اب اس کی کھال جو جدا نہیں ہوئی اس کھال کو اتار کر وضو کرنا ضروری ہے؟

جواب: فاطمہ بہن! کھال اتارنا کچھ ضروری نہیں۔ اگر اس کے اوپر سے پانی بہا کر وضو کیا تو ہو جائے گا۔ کسی جگہ چھالا تھا اور وہ سوکھ گیا مگر اس کی کھال جدا نہیں ہوئی تو کھال جدا

کر کے پانی بہانا ضروری نہیں بلکہ اسی چھالے کی کھال پر پانی بہالینا کافی ہے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 9)

سوال: بشریٰ سوال کرتی ہیں کہ کسی جگہ چھالا تھا وہ سوکھ گیا اس کے اوپر سے پانی بہا کر میں نے وضو کرلیا تو اب اگر میں اس کے اوپر سے کھال اتار دوں تو کیا دوبارہ پانی بہانا ضروری ہے؟

جواب: بشریٰ بہن! کسی جگہ چھالا تھا وہ سوکھ گیا اور اس پر پانی بہا کر وضو کرلیا۔ وضو کرنے کے بعد کھال کو جدا کر دیا تو اب بھی اس پر پانی بہانا ضروری نہیں۔

(بحوالہ بہار شریعت جلد اول صفحہ 9)

سوال: ہاجرہ بہن سوال کرتی ہیں میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے ایک ہاتھ سے منہ دھویا تو میری نانی اماں نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ ایک ہاتھ سے منہ دھونے سے وضو نہیں ہوتا۔ تو ارشاد فرمایئے کیا ایک ہاتھ سے منہ دھونے پر وضو ہو جائے گا یا پھر دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا ضروری ہے؟

جواب: ایک ہاتھ سے منہ دھویا تو بھی وضو ہو جائے گا لیکن دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا چاہیے کہ یہ سنت ہے۔ اگر ایک ہاتھ سے دھویا تو مکروہ۔ کیونکہ سنت کا ترک مکروہ ہے یونہی ہر مکروہ کا ترک سنت ہے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 12)

سوال: قرۃ العین سوال کرتی ہیں کیا جلدی جلدی وضو کرنے سے وضو ہو جائے گا؟

جواب: قرۃ العین بہن! اگر کسی نے جلدی جلدی وضو کیا اور تمام اعضاء وضو پر پانی بہہ گیا تو وضو ہو جائے گا مگر اطمینان سے وضو کرنا چاہیے کہ مستحب ہے۔ جیسا کہ عوام میں مشہور ہے "وضو جوان کا سا، نماز بوڑھوں کی سی"۔ یعنی وضو جلدی کریں ایسی جلدی نہیں کرنا چاہیے کہ جس سے کوئی سنت یا مستحب ترک ہو۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 19)

سوال: حمیرا سوال کرتی ہیں کہ میری چھوٹی بہن نابالغہ ہے کیا اس کو نماز کے لیے وضو کرنا ضروری ہے؟

جواب: حمیرا بہن! نابالغ پر وضو فرض نہیں مگر ان سے وضو کرانا چاہیے تا کہ عادت ہو اور

وضو کرنا آجائے اور مسائل وضو سے آگاہ ہو جائیں۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 13)

سوال: ام ہانی سوال کرتی ہیں کہ وضو سے پہلے مسواک کرنا کیسا عمل ہے اور مسواک کیسی ہونی چاہیے کیا میوے اور خوشبودار پھول کے درخت کی مسواک استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب: ام ہانی بہن! وضو سے پہلے مسواک کرنا مدنی آقا ﷺ کی سنت مبارکہ ہے اگر وضو سے پہلے مسواک کرے گی تو سنت کا ثواب پائے گی اور مسواک نہ بہت نرم ہو اور نہ بہت سخت۔ چاہیے کہ زیتون یا پیلو یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو۔ میوے اور خوشبودار پھول کے درخت کی نہ ہو۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 10)

سوال: رابعہ سوال کرتی ہیں کہ یہ ارشاد فرمائیں کہ مسواک کیسے کرتے ہیں اس کا سنت طریقہ کیا ہے؟

جواب: مسواک داہنے ہاتھ سے کرے اور اس طرح ہاتھ میں لے کہ چھنگلیا مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر ہو اور مٹھی نہ باندھے۔ دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے لمبائی میں نہیں۔ چت لیٹ کر مسواک نہ کرے۔ مسواک سے پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجھے پھر بائیں جانب اوپر کے دانت پھر داہنی جانب کے نیچے کے پھر بائیں جانب کے نیچے کے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 10)

سوال: فرح سوال کرتی ہیں کہ وضو میں انگلیوں کا خلال کرنا کیسا ہے اس کا طریقہ بھی ارشاد فرمائیں؟

جواب: ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے۔ پاؤں کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے کرے اس طرح کہ داہنے پاؤں میں چھنگلیا سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کرے اور اگر بے خلال کیے پانی انگلیوں کے اندر سے نہ بہتا ہو تو خلال کرنا فرض ہے۔

(بہار شریعت تخریج سندہ جدید حصہ دوم کتاب الطہارہ باب الوضو صفحہ 717)

سوال: مناحل سوال کرتی ہیں کہ میری بہن حسنہ کے سر کے اگلے حصے کے بال بیماری کی وجہ سے گر چکے ہیں تو کیا اس سارے حصے کا وضو میں دھونا فرض ہے؟

جواب: مناحل بہن! جس کے سر کے اگلے حصے کے بال گر گئے یا تھے نہیں اس پر وہیں تک منہ دھونا فرض ہے جہاں تک عادتاً بال ہوتے ہیں۔(بہار شریعت جلد اول صفحہ 8)

سوال: حمنہ سوال کرتی ہیں کہ میری پیشانی چھوٹی ہے اور بال آگے تک جمے ہوئے ہیں تو میں وضو میں کہاں تک دھوؤں ارشاد فرمادیں؟

جواب: اگر عادتاً جہاں تک بال ہوتے ہیں اس سے نیچے تک کسی کے بال جمے تو ان ظاہر بالوں کی جڑ تک دھونا فرض ہے۔(بہار شریعت جلد اول صفحہ 8)

سوال: ہانیہ سوال کرتی ہیں میری چھوٹی بہن وضو کرنے میں منہ زور سے بند کرلیتی ہے کہ ہونٹ کا کچھ حصہ چھپ جاتا ہے یہ ارشاد فرمائیں کہ ایسا کرنا وضو میں کیسا ہے کیا وضو ہو جائے گا؟

جواب: ہانیہ بہن! لبوں کا وہ حصہ جو عادتاً لب بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے اس کا دھونا فرض ہے تو اگر کوئی خوب زور سے لب بند کرلے کہ اس میں لب کا کچھ حصہ چھپ گیا کہ اس پر پانی نہ پہنچے، کلی کی دھل جاتا تو وضو نہ ہوا۔ ہاں وہ حصہ جو عادتاً منہ بند کرنے میں ظاہر نہیں ہوتا اس کا دھونا فرض نہیں۔(بہار شریعت جلد اول صفحہ 8)

غسل

سوال: حمیدہ سوال کرتی ہیں کہ کیا جمعہ کے دن غسل کرنا فرض ہے؟

جواب: حمیدہ بہن! جمعہ کے دن غسل کرنا فرض نہیں بلکہ سنت مبارکہ ہے۔

سوال: سامعہ بہن سوال کرتی ہیں کہ اگر بال میں گرہ پڑ جائے تو کیا گرہ کھول کر پانی بہانا ضروری ہے؟

جواب: بال میں گرہ پڑ جائے تو گرہ کھول کر اس پر پانی بہانا ضروری نہیں۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 19)

سوال: رافعہ سوال کرتی ہیں کہ میرا پاؤں جل گیا تھا جس کی وجہ سے اس پر پٹی بندھی ہوئی ہے اگر پٹی کھولتی ہوں تو زخم خراب ہوگا اور پانی بہے گا تو اب ارشاد فرمائیں کہ کیا غسل

میں اس جگہ کا دھونا فرض ہے۔ کیا میں پٹی کھول کر اس جگہ پر پانی بہاؤں؟

جواب: رافعہ بہن! کسی زخم پر پٹی وغیرہ بندھی ہو کہ اس کے کھولنے میں ضرر یا حرج ہو یا کسی جگہ مرض یا درد کے سبب پانی بہانا ضرر کرے گا تو اس پورے عضو کا مسح کرے اور نہ ہو سکے تو پٹی پر مسح کرے۔ (بہارشریعت جلد اول صفحہ 19)

سوال: جویریہ سوال کرتی ہیں کہ میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے میرے بازو کی ایک سائڈ زخمی ہو گئی اور پٹی کرنے میں بازو کی دوسری طرف بھی چھپ گئی ہے تو ارشاد فرمائیں کہ اب مجھے پٹی کھولنا ضروری ہے اگر پٹی کھولوں گی تو زخم خراب ہو گا تو اب اس کا غسل میں کیا حکم ہے؟

جواب: جویریہ بہن! اگر پٹی موضع حاجت (جس جگہ ضروری ہے) پر بندھی ہے کہ بازو کے ایک طرف زخم ہے کہ پٹی باندھنے کے لیے بازو کی ساری گولائی پر ہونا اس کا ضروری ہے تو اس کے نیچے بدن کا وہ حصہ بھی آجائے گا جس پر پانی ضرر نہیں کرتا تو اگر کھولنا ممکن ہو تو کھول کر اس حصہ کا دھونا فرض ہے اور اگر ناممکن ہو یوں کہ کھول کر ویسی نہ باندھ سکے گی یا اس میں ضرر کا اندیشہ ہو تو ساری پٹی پر مسح کر لے کافی ہے۔ بدن کا وہ اچھا حصہ بھی دھونے سے معاف ہو جائے گا۔ (بہارشریعت جلد اول صفحہ 19)

سوال: نائمہ کہتی ہیں کہ میرے ہاتھوں پر آٹا گوندھنے کے بعد کچھ آٹا لگا رہ گیا۔ پھر میں نے حیض سے پاک ہونے کے لیے غسل کر لیا اور نماز ادا کر لی تو کیا غسل ہو گیا اور اس نماز کا کیا حکم ہے۔ کیا نماز ہو گئی یا دہرانی پڑے گی؟

جواب: آٹا گوندھنے والے کے ناخن میں آٹا لگا تھا تو غسل تو ہو جائے گا۔ ہاں بعد میں معلوم ہونے پر جدا کرنا اور اس جگہ کو دھونا ضروری ہے پہلے جو نماز پڑھی ہو گئی۔

(بہارشریعت جلد اول صفحہ 20)

تیمم

سوال: عائکہ کہتی ہیں ہمارے گھر کے سامنے ایک عورت ہے جو کہ تیمم کی منکر ہے۔ وہ مجھ سے بار بار سوال کرتی ہے کہ تیمم کرنا کہاں سے ثابت ہے۔ برائے کرم مجھے اس سوال کا

جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: اللہ عزوجل قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ (مائدہ:6)

""یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ان صورتوں میں پانی نہ پایا تو پاک مٹی کا تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو"۔ (کنز الایمان)

سوال: میرب سوال کرتی ہیں کہ سخت سردیوں میں مجھے بخار ہو گیا پھر اسی حالت میں مجھ پر غسل فرض ہو گیا۔ پھر میں نے گرم پانی سے غسل کیا۔ لیکن پھر بھی بخار کی شدت بڑھ گئی پھر ڈاکٹر نے مجھے نہانے سے منع کر دیا ہے۔ اگر میں وضو و غسل کروں گی تو بخار کی شدت اور بڑھ سکتی ہے۔ ایسی صورت میں کیا میں غسل و وضو کی بجائے تیمم کر سکتی ہوں؟

جواب: جی میرب بہن! آپ تیمم کر سکتی ہیں جیسا کہ بہار شریعت میں حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو خواہ یوں کہ اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وضو و غسل کرتی ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہراً فاسق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا" تو اس صورت میں تیمم کرنا جائز ہے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 35)

سوال: ہاجرہ سوال کرتی ہیں کہ میری بہن کے سر میں جگہ جگہ زخم ہو گئے ہیں۔ اب اگر اس پر غسل فرض ہوتا ہے تو سر میں پانی ڈالنا مضر ہو گا۔ یہ ارشاد فرمائیں کہ کیا وہ تیمم کر سکتی ہے؟

جواب: حاجرہ بہن! آپ کی بہن تیمم نہیں کر سکتی۔ اس کی ایک اور صورت ہے وہ یہ کہ اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہائے اور پورے سر کا مسح کرے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 35)

سوال: خدیجہ سوال کرتی ہیں کہ میری خالہ کے سارے جسم پر چکن پاکس نکل آئے ہیں

اور پانی سخت ضرر کا باعث ہے۔ تو کیا ایسی صورت میں وہ وضو و غسل کی جگہ تیمم کر سکتی ہے۔ اور اسی طرح جس کے جسم پر چیچک نکلی ہو اس کے لیے وضو و غسل کا کیا حکم ہے۔ تفصیلاً ارشاد فرمائیں؟

جواب: خدیجہ بہن! آپ کی خالہ تیمم کر سکتی ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ بے وضو کے اکثر اعضاء وضو میں یا جنب کے اکثر بدن میں زخم ہو یا چیچک نکلی ہو تو تیمم کرے ورنہ جو حصہ، عضو یا بدن کا اچھا ہو اس کو دھوئیں اور زخم کی جگہ اور اس کے آس پاس بھی مسح کرے اور مسح بھی ضرر کرے تو اس پر کپڑا ڈال کر اس کپڑے پر مسح کرے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 35)

سوال: اریبا کہتی ہیں کہ میرے ہاتھ سردیوں میں بہت زیادہ پھٹ جاتے ہیں جس کی وجہ سے ہاتھوں پر پانی نہیں لگا سکتی تو میری امی مجھے وضو کروا دیتی ہیں لیکن اگر کبھی ایسا ہو کہ گھر پر کوئی نہ ہو تو اس وقت میرے لیے وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی کے ہاتھ پھٹ گئے کہ خود وضو نہیں کر سکتی اور کوئی ایسا بھی نہیں کو وضو کرا دے تو تیمم کر لے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 35)

سوال: اسماء سوال کرتی ہیں کہ مجھے ڈاکٹر نے ٹھنڈے پانی سے وضو و غسل کرنے سے منع کیا ہے تو کیا اس صورت میں میں تیمم کر سکتی ہوں؟

جواب: بیماری میں اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے وضو و غسل کرے۔ تیمم جائز نہیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 37)

سوال: اروما سوال کرتی ہیں کہ تیمم کا طریقہ ارشاد فرمائیں؟

جواب: تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کر کے کسی ایسی چیز پر جو زمین کی قسم ہو مار کر لوٹ لیں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں اور اس سے سارے منہ کا مسح کریں۔ پھر دوسری مرتبہ یوں ہی کریں اور دونوں ہاتھوں کا ناخن سے کہنیوں سمیت مسح کریں۔ چہرے کے ہر حصے پر مسح کے لیے ہاتھ پھیرنا ضروری ہے۔ گرد لگنا ضروری نہیں۔

سوال: عالیہ سوال کرتی ہیں کہ کیا وضو و غسل کے تیمم کا طریقہ الگ الگ ہے۔ وضاحت فرمائیں؟

جواب: وضو و غسل دونوں کا تیمم ایک ہی طرح کا ہے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 37)

سوال: قاریہ سوال کرتی ہیں کہ تیمم کے فرائض ارشاد فرمائیں؟
جواب: تیمم کے تین فرض ہیں:
ا۔نیت کرنا، ۲۔چہرے کا مسح کرنا، ۳۔دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔
سوال: ہانیہ سوال کرتی ہیں کہ کون کون سی چیزیں زمین کی جنس سے ہیں وضاحت فرمائیں؟
جواب: جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمم جائز ہے جیسے ریت، چونا، سرمہ، ہرتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق، زمرد وغیرہ جواہر سے تیمم جائز ہے اگر چہ ان پر غبار نہ ہو۔
(بہارِ شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 36)
سوال: زیبا سوال کرتی ہیں کہ میں بیمار تھی اور اس حالت میں مجھ پر غسل فرض تھا اور پانی ضرر پہنچاتا تھا۔اس صورت میں میں نے تیمم کر کے ایک نماز ادا کر لی اب دوسری نماز کے وقت پانی سے غسل کرنے پر قادر ہوں تو کیا میں پچھلے تیمم سے نماز پڑھ سکتی ہوں یا تیمم جاتا رہا اور غسل کرنا ضروری ہے؟
جواب: زیبا بہن! آپ کا تیمم جاتا رہا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف "بہارِ شریعت" میں فرماتے ہیں کہ "مریض نے غسل کا تیمم کیا تھا اور اتنا تندرست ہو گیا کہ غسل سے ضرر نہ پہنچے گا تو تیمم جاتا رہا"۔(بہارِ شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 37)
سوال: ماریہ سوال کرتی ہیں کہ تیمم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟
جواب: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہے گا اور علاوہ ان کے پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔(بہارِ شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 37)
سوال: عروج سوال کرتی ہیں مجھ پر غسل فرض تھا میں نے قرآن مجید پڑھنے کے لیے تیمم کیا پھر نماز کا وقت ہو گیا تو کیا میں اسی تیمم سے نماز ادا کر سکتی ہوں؟
جواب: جب نے قرآن مجید پڑھنے کے لیے تیمم کیا ہو تو اسی سے نماز پڑھ سکتی ہے۔
(بہارِ شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 38)
سوال: گلناز سوال کرتی ہیں کہ میں نے اپنی بہن کو تیمم کا طریقہ سکھایا تو کیا میرا تیمم ہو گیا

اوراس تیمم سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دوسرے کو تیمم کا طریقہ بتانے کے لیے جو تیمم کیا اس سے نماز جائز نہیں۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 38)

سوال: فرناز سوال کرتی ہیں کہ اگر منہ پر مسح کرتے ہوئے تیمم کی نیت حاضر ہو اور ہاتھوں پر مسح کرتے ہوئے تیمم کی نیت نہ ہو تو تیمم ہوگا یا نہیں؟

جواب: چونکہ تیمم میں نیت کرنا فرض ہے لہٰذا دونوں مسحوں کے وقت نیت تیمم حاضر ہو ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

سوال: صائمہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی نے وضو کی طرح بغیر نیت کے تیمم کر لیا تو کیا تیمم ہو جائے گا؟

جواب: اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تو تیمم نہ ہوگا۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 37)

سوال: وریشا سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی نے مسجد میں داخل ہونے کی نیت سے تیمم کیا تو کیا اس تیمم سے نماز ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: مسجد میں داخل ہونے کی نیت سے تیمم کیا تو اس تیمم سے نماز ادا نہیں کر سکتے۔

سوال: حوریہ سوال کرتی ہیں کہ بیماری کی وجہ سے وضو غسل نہیں کر سکتی تھی تو تیمم کرنے کے لیے مٹی تلاش کی میرے گھر میں مٹی نہ تھی لہٰذا یہ ارشاد فرمائیں کہ مٹی کے علاوہ کن کن چیزوں سے تیمم جائز ہے؟

جواب: تیمم ہر اس چیز سے ہو سکتا ہے جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمم جائز نہیں۔ آپ کوئی پتھر لے کر اس سے تیمم کر لیں۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ 36)

سوال: نور الصباح کہتی ہیں کہ جوڑوں میں شدید درد کی وجہ سے پانی ڈالنا سخت تکلیف کرتا ہے نیز کہنی میں چوٹ کی وجہ سے ہاتھ پر بھی پانی نہیں پڑتا تو اس صورت میں کیا تیمم کر سکتے ہیں؟

جواب: جس بات پر قدرت ہے وہ فرض ہے۔ اگر پورے عضو پر قدرت ہے تو نہ مسح جائز نہ تیمم اور اگر کہنی یا پاؤں پر پانی ڈالنے سے ضرر ہوتا ہے تو اگر ہمیشہ نقصان ہوتا ہے ہمیشہ وہاں پوری جگہ مسح کرے اور باقی اعضاء دھوئے اور اگر ایسا ہے کہ جاڑے میں دھونا نقصان کرتا ہے گرمیوں میں نہیں یا ٹھنڈے وقت میں نقصان کرتا ہے گرم وقت میں نہیں تو جس وقت نقصان کرتا ہے اس وقت مسح کرے باقی اوقات میں دھوئے۔ تیمم جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ 308)

سوال: گلناز سوال کرتی ہیں ایسی جگہ جہاں کیچڑ ہی کیچڑ ہو تو کیا کیچڑ سے تیمم کرنا جائز ہے؟

جواب: گلناز بہن! اس بارے میں فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے امام ابواعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کیچڑ سے تیمم جائز ہے۔ لیکن اگر کیچڑ میں پانی زائد ہو تو اس سے تیمم جائز نہیں۔ کیچڑ سے تیمم کی یہ ترکیب ہے کہ اپنے بدن یا کپڑے کے حصے یا خواہ کسی اور شے پر کیچڑ کا لیپ کرلے۔ جب وہ خشک ہو جائے تو اس سے تیمم کرے۔ یہی نفیس طریقہ ہے۔ البتہ بلاضرورت کیچڑ سے تیمم ناجائز یعنی ممنوع ومکروہ گناہ ہے۔ یا کیچڑ سے منہ سانا صورت بگاڑنا ہے اور صورت بگاڑنا مثلہ ہے اور مثلہ حرام ہے۔

(افسوس ان مسلمانوں پر کہ باہم کھیل کود میں ایک دوسرے کے منہ پر کیچڑ تھوپتے ہیں یا ہنسی سے کسی کے سوتے میں اس کے منہ پر سیاہی لگاتے ہیں یہ سب حرام ہے)۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر 3 صفحہ 667)

صلوٰۃ

اوقات نماز

سوال: ثمرین واسطی سوال کرتی ہیں کہ کیا نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنے پر کچھ فضیلت بھی ہے اور کیا اوقات کو ضائع کر کے ادا کرنا بھی درست ہے؟

جواب: ثمرین بی بی آپ کے سوال کے جواب کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا جاتا ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (النساء)

"بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا"۔ (کنزالایمان)

بیضاوی شریف میں ہے کہ "نمازوں کی حفاظت کرو یعنی وقت پر ادا کرو اور ہمیشہ کرو"۔

مدارک شریف میں ہے کہ نمازوں پر محافظت کرو یعنی ہمیشہ بروقت پڑھو"۔

نیز ایک اور جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پارہ 18، سورہ نمبر 23)

"اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔ (کنزالایمان)

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ (سورہ نمبر 70)

"اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہ ہیں جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا"۔ (کنزالایمان)

سرکار دو عالم نور مجسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے:

"پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی جس نے اچھی طرح وضو کیا اور وقت میں پڑھیں اور رکوع وخشوع کو پورا کیا اس کے لیے اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ کرم پر عہد کر لیا ہے کہ

اسے بخش دے اور جس نے نہ کیا تو اس کے لیے عہد نہیں۔ چاہے بخش دے چاہے عذاب کرے"۔ (ابوداؤد شریف صفحہ 115)

رسول اللہ ﷺ اپنے رب جل وعلا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ارشاد فرماتا ہے:

"جو نماز اس کے وقت میں ٹھیک ٹھیک ادا کرے اس کیلئے مجھ پر عہد ہے کہ اسے جنت میں داخل فرماؤں۔ اور جو وقت میں نہ پڑھے اور ٹھیک ادا نہ کرے اس کیلئے میرے پاس کوئی عہد نہیں۔ چاہوں اسے دوزخ میں لے جاؤں اور چاہوں تو جنت میں"۔ (سنن دارمی صفحہ 223)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم ستارہ بنی آدم رسول محتشم ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اگر وقت میں نماز قائم رکھے تو میرے بندے کا میرے ذمہ کرم پر عہد ہے کہ اسے عذاب نہ دوں اور بے حساب جنت میں داخل کردوں"۔ (بہار شریعت جلد 5 باب الصلوٰۃ صفحہ 7)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"جو پانچوں نمازیں اپنے وقت میں پڑھے۔ ان کا وضو وقیام وخشوع ورکوع وسجود پورا کرے وہ نماز سفید اور روشن ہو کر یہ کہتی ہے کہ اللہ عزوجل تیری نگہبانی فرمائے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور جو غیر وقت پر پڑھے اور وضو وخشوع ورکوع وسجود پورا نہ کرے وہ نماز سیاہ تاریک ہو کر نکلتی ہے کہ اللہ عزوجل تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔ یہاں تک کہ جب اس مقام پر پہنچے جہاں تک اللہ عزوجل چاہے، پرانے چیتھڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے"۔ (ملخص از فتاوی رضویہ جلد 5، صفحہ 75-271)

امید ہے احادیث وقرآن پاک کی آیات کی روشنی میں جواب واضح ہو چکا ہوگا۔

سوال: نیہا بلال سوال کرتی ہیں کہ نماز فجر جب شروع کی تھی اس وقت سورج نہیں نکلا تھا اور جب سلام پھیرا تو سورج نکل آیا۔ یہ نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب: نماز فجر میں اگر التحیات پڑھنے سے پہلے سورج نکل آیا یعنی اتنی دیر نہیں بیٹھی تھی کہ جتنی دیر میں التحیات پوری پڑھ لی جائے اور سورج نکل آیا تو بالاتفاق نماز نہ ہوتی اور اگر التحیات پڑھنے کے بعد السلام کہا اور جیسے ہی لفظ السلام کہا فوراً سورج نکل آیا اور وعلیکم ورحمۃ

اللہ سورج نکلنے کے بعد کہا تو اس صورت میں نماز ہو جائے گی کیونکہ صرف السلام کہنا نماز سے باہر کر دیتا ہے۔ اور اگر سورج لفظ السلام کہنے سے پہلے طلوع ہو گیا یعنی التحیات تو پوری پڑھ لی تھی لیکن ابھی سلام نہیں کہا تھا کہ سورج نکل آیا تو نماز جاتی رہی کیونکہ لفظ السلام سورج نکل آنے کے بعد کہا لہٰذا نماز کی قضا ذمہ پر ہے۔

سوال: نور الہدیٰ سوال کرتی ہیں کہ فجر کا وقت ختم ہونے کے کتنی دیر بعد قضا پڑھی جائے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طلوع کے بعد کم از کم بیس منٹ کا انتظار واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 325)

سوال: سمعیہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کتب کے مطالعے یا تلاوت وغیرہ میں مشغول رہے اور نماز عشاء کو رات ایک، دو بجے تک مؤخر کر دے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب: نماز عشاء کی نصف شب سے زائد تاخیر مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 325)

سوال: رفعت ناز سوال کرتی ہیں کہ میری دادی نماز عصر کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرتی ہیں کیا بعد نماز عصر قرآن پاک پڑھنا جائز ہے؟

جواب: بعد نماز عصر قرآن پاک پڑھنا جائز ہے مگر جب آفتاب قریب غروب کو پہنچے اور مکروہ وقت آئے اس وقت تلاوت موقوف کرے اور اذکار الٰہیہ کیے جائیں کہ آفتاب نکلتے اور ڈوبتے اور ٹھیک دوپہر کے وقت نماز ناجائز ہے اور تلاوت مکروہ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 4 صفحہ 330)

سوال: نگار گل سوال کرتی ہیں کہ تلاوت کلام مجید نماز پڑھنے والے اور غیر نماز پڑھنے والے پر بالترتیب پڑھنا فرض ہے، واجب ہے یا سنت ہے؟

جواب: نماز ہو یا تلاوت دونوں میں لحاظ ترتیب واجب ہے اگر اس کے برعکس کرے گا گنہگار ہوگا۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ایسا شخص خوف نہیں کرتا کہ اللہ عزوجل اس کا دل الٹ دے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 6 صفحہ 239)

سوال: نگار فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ نماز عصر کے بعد قرآن شریف دیکھ کر یا زبانی پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بعد نماز عصر تلاوت قرآن عظیم جائز ہے۔ دیکھ کر ہو خواہ زبانی مگر جب آفتاب

قریب غروب پہنچے اور وقت کراہت آئے اس وقت تلاوت روک دی جائے اور اذکار الٰہیہ کئے جائیں کہ آفتاب نکلتے اور ڈوبتے اور ٹھیک دوپہر کے (زوال کے وقت) نماز اور تلاوت مکروہ ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 5 صفحہ 330)

سوال: نسرین قریشی سوال کرتی ہیں کہ نماز عصر یا فجر کی نماز کے بعد سجدہ کرنا کیسا عمل ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جائز ہے مگر جب عصر میں وقت کراہت آجائے تو قضا بھی جائز نہیں اور سجدہ مکروہ۔ اگرچہ سہو یا تلاوت کا ہو اور سجدہ شکر تو بعد فجر و عصر مطلقاً مکروہ ہے۔ ردالمحتار میں ہے "نماز کے بعد سجدہ شکر کرنا ان اوقات میں مکروہ ہے جن میں نماز مکروہ ہے اس کے علاوہ مکروہ نہیں۔

چنانچہ نسرین بہن نماز عصر و فجر کے بعد جب تک مکروہ وقت داخل نہ ہو سجدہ جائز ہے۔ مکروہ وقت اس طرح دیکھا جائے گا کہ عصر کا وقت ختم ہونے کے 20 منٹ پہلے مکروہ وقت ہے اور فجر کا وقت ختم ہونے کے بعد 20 منٹ مکروہ وقت کے ہیں۔

سوال: نورین جہاں سوال کرتی ہیں کہ سفر کے عذر سے جن میں قصر لازم آتا ہے دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

"بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا"۔

کہ نہ وقت سے پہلے صحیح نہ وقت کھو کر پڑھنا روا بلکہ فرض ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا ہو۔

سیدنا امام محمد مؤطا شریف میں بسند صحیح امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی کہ "آپ رضی اللہ عنہ نے تمام آفاق میں فرمان تحریر بھیجے کہ کوئی شخص دو نمازیں جمع نہ کرے اور ان میں ارشاد فرمادیا کہ ایک وقت میں دو نمازیں جمع کرنا کبیرہ گناہوں سے ایک گناہ کبیرہ ہے"۔ (مؤطا امام محمد باالجمع بین الصلاتین فی السفر صفحہ 132)

دو نمازوں کے جمع کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ظہر یا مغرب کو اس کے ایسے آخر وقت میں پڑھنا کہ فارغ ہوتے ہی فوراً یا ایک وقفہ قلیل کے بعد عصر یا عشاء کا پڑھ لینا کہ

حقیقت میں تو ہر نماز اپنے وقت پر ہوئی مگر دیکھنے میں مل گئیں۔ایسی جمع مریض و مسافر کے لیے جائز ہے۔اور جمع کی یہی صورت جائز ہے جسے جمع صوری کہتے ہیں۔جمع حقیقی و معنوی جائز نہیں۔(ملخص از فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 33-332)

سوال: منشاء عباس سوال کرتی ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ گرمیوں میں نماز ظہر ٹھہر کر ادا کرتے ہیں کہ دوپہر ٹھنڈی ہو جائے کیا یہ بات درست ہے۔اگر درست ہے تو قرآن و حدیث میں اس کا ثبوت ہے؟

جواب: منشاء عباس صاحبہ! آپ نے جو سنا ہے وہ درست ہے کہ فتاویٰ رضویہ شریف میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "موسم گرما میں ظہر کا ابراد یعنی ٹھنڈا کر کے پڑھنا مستحب ہے"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "جب گرمی سخت ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کرو۔شدت گرمی وسعت دم دوزخ سے ہے"۔(درمختار، کتاب الصلوٰۃ جلد اول صفحہ 60)

اور بخاری ونسائی انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ نبی ﷺ جب گرمی ہوتی تو نماز ٹھنڈی کرتے اور جب سردی ہوتی تو تعجیل (جلدی) فرماتے۔(سنن نسائی تعجیل الظہر فی البرد جلد اول صفحہ 58)

چنانچہ یہ عمل مستحب ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 339)

سوال: فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کوئی شخص پیٹھ کر کے سو رہا ہے تو کیا اس طرف جاء نماز بچھا کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: اگر کوئی شخص چارپائی پر بیٹھا خواہ لیٹا ہے اور اس طرف اس کی پیٹھ ہے تو اس کے پیچھے جاء نماز بچھا کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔اسی طرح اگر اس طرف پیٹھ کیے سو رہا ہے جب بھی مضائقہ نہیں۔مگر سوتے ہوئے کے پیچھے نماز پڑھنے میں احتراز (بچنا) مناسب ہے۔دو وجہ سے ایک یہ کہ کیا معلوم کہ اس کے نماز پڑھنے میں وہ اس طرف کروٹ لے اور ادھر اس کا منہ ہو جائے دوسرے محتمل ہے کہ سوتے میں اس سے کوئی ایسی شے صادر ہو جس سے نماز میں اسے ہنسی آجانے کا اندیشہ ہو۔(فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 346)

سوال: عروج سوال کرتی ہیں کہ چارپائی پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔بعض لوگ کہتے

ہیں کہ اگلی امتوں میں کچھ لوگ چارپائی پر نماز پڑھنے کے سبب بندر بنادیے گئے یہ بات ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: جو چیز ایسی ہو کہ حالت سجدہ میں سر اس پر جم جائے اور مبالغہ کرنے کے باوجود مزید نہ دبے یعنی مستقل ٹھہر جائے تو ایسی چیز پر نماز جائز ہے۔ خواہ وہ چارپائی ہو یا زمین پر رکھا ہوا کھٹولا یا تخت وغیرہ۔ اور یہ جو جاہلوں بلکہ خصوصاً عورتوں میں مشہور ہے کہ اگلی امتوں میں کچھ لوگ چارپائی پر نماز پڑھنے سے مسخ ہو گئے محض غلط و باطل ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے کہ "سجدہ کرنے والا اگر سر کو مزید نیچے کرنا چاہے تو نہ کر سکے اس لیے دبیز کپڑے پر، پھوڑی پر، گندم و جو، تخت، گاڑی پر اگر وہ زمین پر کھڑی ہو تو سجدہ صحیح ہے۔

(ملخص از فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 347)

سوال: شانزے علی سوال کرتی ہیں کہ ہم نیوزی لینڈ میں مقیم ہیں۔ میں جہاں جاب کرتی ہوں وہاں شراب بھی پی جاتی ہے۔ نماز پڑھنے کے لیے کیا حکم ہے کہ کیا میں ایسی جگہ نماز پڑھ سکتی ہوں جہاں شراب پی جاتی ہو؟

جواب: اگر وہاں اس وقت کوئی بھی شراب پینے میں مشغول نہیں تو ایسے وقت میں وہاں نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر وہاں شراب پی جا رہی ہو تو بلا ضرورت وہاں نماز نہ پڑھیں کہ شراب خور پر بحکم احادیث صحیحہ لعنت اترتی ہے اور محل نزول لعنت میں نماز نہ پڑھنی چاہیے۔

اس لیے سید عالم ﷺ نے قوم ثمود کی جائے ہلاکت میں نماز نہ پڑھی کہ وہاں عذاب نازل ہوا تھا۔ نیز شراب پیتے وقت شیطان حاضر اور اس کا غلبہ ظاہر ہے اور محل غلبہ شیطان میں نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 345)

سوال: ام سلمٰی سوال کرتی ہیں کہ ہماری دادی جان یہ کہا کرتی تھیں کہ ذکر و نماز وغیرہ پڑھ کر گھروں کو آباد و روشن رکھنا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: جی ہاں یہ بات درست ہے اور حکم شرع کے عین مطابق ہے۔ حدیث پاک میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پاک ہے "گھروں میں بھی کچھ پڑھا کرو اور گھروں کو قبریں نہ بناؤ"۔

یعنی تم گھروں میں اس طرح نہ رہا کرو جس طرح مردہ ہوتا ہے۔ کوئی عمل نہیں کرتا۔ یا

یہ مراد ہے کہ تم سوئے نہ رہا کرو جس طرح مردے سوئے پڑے ہیں۔ یعنی یہ نہ ہو کہ مردوں کی طرح تم بھی کوئی عبادت نہ کرو۔

لہٰذا پیاری بہن ام سلمہ! نماز، عبادات، ذکر و اذکار وغیرہ گھروں میں کرتے رہنا چاہیے اس سے گھروں میں برکت بھی ہوتی ہے اور ذکر الٰہی کی برکت سے رونق بھی پیدا ہوتی ہے۔ سکون وطمانیت بھی حاصل ہوتا ہے۔

سوال: راحیل سلام سوال کرتی ہیں کہ کسی کو نیک بات کی طرف راغب کرنا کیسا عمل ہے یعنی نماز کی ترغیب دینا وغیرہ اور اس کے لیے سفر کرنا کیسا عمل ہے؟

جواب: پیاری بہن! یہ بہت ہی اچھا عمل ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ ایک شخص کو تیرے ذریعہ سے ہدایت فرمادے تو یہ تیرے لیے تمام روئے زمین کی سلطنت ملنے سے بہتر ہے"۔ (جامع الصغیر مع فیض القدیر جلد 5 صفحہ 259)

ہدایت کو جانے کیلئے آتے جاتے جتنے قدم ان کے پڑیں ہر قدم پر دس نیکیاں ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَاٰثَارَهُمْ (یٰسین:12)

"ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشان پیچھے چھوڑ گئے"۔ (کنز الایمان)

سوال: قصویٰ سوال کرتی ہیں کہ اگر سنت فجر رہ جائیں تو کیا فرض کے بعد ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: فرض فجر کے ادا کرنے کے بعد سنت ادا نہیں کیے جا سکتے کہ ہمارے آئمہ کرام کے نزدیک ممنوع و ناجائز ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا صبح کے بعد کوئی نماز جائز نہیں۔ یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے"۔

چنانچہ اگر سنت فجر رہ جائیں اور فجر کا وقت ختم ہو جائے اس کے بیس منٹ کے بعد جب آفتاب طلوع ہو جائے اور اشراق کا وقت آجائے تب قضائے سنت فجر پڑھے اس سے قبل جائز نہیں۔

مسئلہ: فجر کی سنت قضا ہو گئی اور فرض پڑھ لیے تو اب سنتوں کی قضا نہیں البتہ امام احمد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ 230)

واجبات نماز

سوال: شمع سوال کرتی ہیں کہ کیا وتر و نفل کی تمام رکعتوں میں سورۃ پڑھنی ضروری ہے؟
جواب: جی ہاں، نفل و وتر کی ہر رکعت میں سورۃ پڑھنا واجب ہے۔

(بہار شریعت جلد 3 صفحہ 40)

سوال: نورین کی امی سوال کرتی ہیں کہ میں نے اپنی معلمہ کو تشہد سنایا جس میں وعلی عباد اللہ الصالحین مجھے یاد نہ تھا تو کیا تشہد کا کوئی جز نہ پڑھا ہو تو سجدہ سہو کیا جا سکتا ہے؟
جواب: کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول گئی تو سجدہ سہو واجب ہے لیکن پچھلی نمازوں کا اعادہ کرنا ضروری ہے جس میں نامکمل تشہد پڑھا تھا۔
سوال: علشبہ سوال کرتی ہیں کہ اگر سورہ فاتحہ کا کوئی لفظ رہ جائے تو کیا حکم ہے؟
جواب: الحمد کا اگر کوئی لفظ بھی رہ گیا تو سجدہ سہو کرے کہ پوری سورہ فاتحہ پڑھنا نماز میں واجب ہے۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 41)
سوال: زلیخا بی بی سوال کرتی ہیں کہ اگر ایک رکعت میں تین سجدے بھول کر کر لیے تو اس کا کیا حکم ہے؟
جواب: ایک رکعت میں تین سجدے کیلئے سجدہ سہو کرے۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ 41)
سوال: ذونیرہ شہاب سوال کرتی ہیں کہ فرض کی آخری دو رکعتوں میں سورۃ ملا لے تو اس کا کیا حکم ہے؟
جواب: فرض کی آخری دو رکعتوں میں سورۃ ملانا جائز ہے نہ واجب نہ مکروہ۔ بعض علماء کرام نے اسے خلاف اولیٰ کہا ہے اور خلاف اولی وہ ہے کہ اسکا نہ کرنا بہتر اور کیا تو پھر مضائقہ نہیں۔ (بہار شریعت جلد سوم)
سوال: رجاء زیدی سوال کرتی ہیں کہ اگر نماز میں پیارے آقا ﷺ کا خیال آئے بالخصوص التحیات کے وقت تو اس کا کیا حکم ہے؟
جواب: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہتے ہوئے اگر پیارے آقا ﷺ کا خیال

آ گیا تو اس سے نماز قبولیت کا درجہ پالے گی کہ پوری نماز ہے ہی آقا ﷺ کی متابعت (پیروی) کا نام۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ فرمایا" اور اس کو قائم کرنا، یعنی نماز کو قائم کرنے کا طریقہ آقا ﷺ نے سکھایا"۔

لہٰذا جب نمازی تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ یعنی اے نبی آپ پر سلام ہو کہے تو پیارے آقا ﷺ کی محبت میں اس طرح گم ہو کر کہے کہ جب یہ اپنے نبی کریم ﷺ کو سلام بھیجے گی تو اسے جواب بھی ملے گا۔

جیسا کہ حضور شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کتنے ہی ایسے بزرگ گزرے ہیں کہ جب تک انہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کا جواب نہ آجاتا آگے نہ بڑھتے تھے۔

مجھے کام کیا تھا رکوع سے مجھے کیا خبر سجود کی
تیرے نقش پا کی تلاش تھی جھکا رہا نماز میں

سوال: وردہ غوری سوال کرتی ہیں کہ اگر بڑی سورۃ پڑھتے ہوئے کوئی آیت بھول کر اگلی آیت پڑھنے لگے تو کیا سجدہ سہو واجب ہوگا؟

جواب: نماز پڑھتے ہوئے ایک آیت کو بھولتے ہوئے دوسری آیت کی طرف منتقل ہوئی تو اس صورت میں کوئی کراہت نہیں اور نہ ہی کوئی واجب کا ترک ہوا۔

سوال: ثمرہ شہزاد سوال کرتی ہیں کہ نماز کے دوران تلاوت میں اگر کوئی لفظ غلط پڑھ دیا اور فوراً ہی اصلاح بھی کر لی تو کیا سجدہ سہو وغیرہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر غلطی تلاوت وغیرہ سے متعلق ہے اور اس کی فوراً اصلاح کر لی تو نماز صحیح ہو گئی باطل نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی سجدہ سہو واجب ہوگا۔

سوال: ربیکا سوال کرتی ہیں کہ وتر میں دعائے قنوت سے پہلے صرف ہاتھ اٹھا لینا کافی ہے یا اللہ اکبر بھی کہنا ضروری ہے؟

جواب: تکبیر قنوت کہنا یعنی دعائے قنوت پڑھنے سے پہلے اللہ اکبر کہنا واجب ہے اگر نہ

کہا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

سوال: ہما کہتی ہیں کہ میں نے دو رکعت فرض فجر کی پڑھی بعد الحمد شریف کے سورت ملانے میں کسی لفظ کا تین مرتبہ تکرار کیا۔ اب میری نماز کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: لفظ کے تکرار سے نماز میں فساد نہیں آتا۔ مثال کے طور پر اگر سورۃ اخلاص پڑھتے ہوئے لفظ قل تین مرتبہ کہہ لینے سے کچھ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 6 صفحہ 355)

سوال: نتاشہ سوال کرتی ہیں کہ اگر سورۃ کے درمیان سے دو تین لفظ چھوٹ جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ان کے ترک کرنے سے معنی نہ بگڑیں گے تو نماز صحیح ہوگی ورنہ نہیں۔ پھر اگر یہ سورۃ فاتحہ ہے تو اس میں مطلقاً کسی بھی لفظ کے ترک (چھوٹنے) سے سجدہ سہو واجب ہے جبکہ بھول کر ہو ورنہ اعادہ یعنی نماز لوٹائے گی۔

اور کسی سورت سے لفظ یا الفاظ متروک ہوئے (چھٹ گئے یا پڑھنے سے رہ گئے) اور معنی فاسد نہ ہوئے اور تین آیت کی مقدار پڑھ لیا گیا تو اس کے چھوٹ جانے پر کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 6 صفحہ 355)

سوال: ترنم ناز سوال کرتی ہیں کہ اگر چار رکعت والی نماز میں تیسری میں قعدہ کر لیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: چار رکعت والی نماز میں اگر تیسری رکعت پر قعدہ کر لیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

سوال: ازکیٰ صادق سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی رکعت میں ایک سجدہ بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایک سجدہ ایک رکعت کا بھول جائے تو یاد آنے پر کر لے۔ اگرچہ سلام کے بعد یاد آئے۔ لیکن اگر سلام کے بعد یاد آئے تو اس شرط کے ساتھ کہ کوئی ایسا فعل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو یعنی نماز کے خلاف ہو۔

سوال: ربیعہ بتول سوال کرتی ہیں کہ اگر نماز پڑھتے ہوئے کسی سورۃ کا پہلا لفظ بلا اختیار نکل جائے اگرچہ وہ ترتیب کے لحاظ سے الٹا ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: زبان سے جس سورۃ کا ایک کلمہ غلطی سے نکل گیا اسی کا پڑھنا لازم ہو گیا، مقدم (پہلے پڑھا ہو) ہو خواہ مکرر یا تکرار کے ساتھ یعنی اگر وہ پہلی رکعت میں قُلْ هُوَاللّٰهُ پڑھ چکا تھا پھر دوبارہ دوسری رکعت میں قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی ہاں اگر جان بوجھ کر ترتیب کو تبدیل کر دیا تو گناہ ہے مگر پھر بھی نماز ہو جائے گی۔

سنتیں اور نوافل

سوال: ام ہانی سوال کہتی ہیں کہ میں عصر کی سنتوں میں پہلے قعدہ میں درود شریف اور تیسری رکعت کی ابتداء میں ثناء اور تعوذ پڑھتی ہوں اور میری بہن نہیں پڑھتی۔ برائے کرم ارشاد فرمائیں پڑھنا چاہیے کہ نہیں؟

جواب: ظہر کی پہلی چار رکعتوں میں پہلے قعدہ میں درود شریف اور تیسری رکعت کی ابتداء میں ثناء تعوذ پڑھی جائے۔ (فتاویٰ نوریہ جلد 1 صفحہ 556)

سوال: نوشین احمد پوچھتی ہیں کہ ظہر کے علاوہ جتنے نوافل اور سنتیں ہیں اس میں قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھنا اور تیسری رکعت کی ابتدا میں ثناء اور تعوذ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ظہر کی پہلی چار سنتوں کے علاوہ جتنے نفل اور سنتیں چار چار پڑھے جائیں تو ان کے دونوں التحیات پر درود شریف اور پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں ثناء پڑھی جائے۔ سنتیں غیر مؤکدہ نفل کی طرح ہوتی ہیں۔ (فتاویٰ نوریہ جلد 1 صفحہ 557)

سوال: منال عروج سوال کرتی ہیں کہ سنت مؤکدہ کسے کہتے ہیں کیا اس کا پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: سنت مؤکدہ وہ ہے جس کو پیارے آقا ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو۔ البتہ کبھی ترک بھی فرمایا ہو۔ یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا بہت برا۔ یہاں تک کہ جو اس کو چھوڑنے کی عادت ڈال لے وہ عذاب کا مستحق ہے۔ (سنی بہشتی زیور حصہ دوم صفحہ 113)

سنت مؤکدہ کی شریعت میں تاکید آئی۔ بلا عذر ایک بار ترک کرے تو مستحق ملامت ہے اور اگر ترک کی عادت کر لے تو فاسق، مردود الشہادہ، مستحق النار ہے۔ اس کا چھوڑنے

والا معاذ اللہ عزوجل شفاعت سے محروم ہو جائے کہ پیارے آقا ﷺ نے فرمایا:

"جو میری سنت کو چھوڑے گا اسے میری شفاعت نہ ملے گی"۔

سنت مؤکدہ کو سنت الہدیٰ بھی کہتے ہیں۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 9)

سوال: منزہ فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ سنت غیر مؤکدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: سنت غیر مؤکدہ وہ کہ اس کا چھوڑنا شریعت کو پسند نہیں۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادت ہو عتاب (سزا) کا موجب نہیں۔ (سنی بہشتی زیور، حصہ دوم صفحہ 113)

سنت غیر مؤکدہ کو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں اس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی اور اس کو مستحب بھی کہتے ہیں۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 9)

سوال: امامہ فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے نفل نماز شروع کر دی اور وقت میں گنجائش نہیں تھی۔ ایسی حالت میں نفل نماز ادا کر سکتے ہیں۔ وضاحت فرمادیں؟

جواب: اگر وقت میں گنجائش ہو اور اس وقت نفل ادا کرنا مکروہ نہ ہو جتنے نوافل چاہیے پڑھیں اور اگر فرض نماز نوافل پڑھنے سے جاتی رہے تو نوافل میں مشغول ہونا ناجائز ہے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 15)

سوال: ماریہ فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ میری بہن سائرہ فاطمہ نے نفل نماز جان بوجھ کر شروع کر کے توڑ دی تو کیا اب وہ اس نفل نماز کی قضاء کرے۔ جواب عنایت کر کے ثواب دارین کمائیں؟

جواب: ماریہ بہن! نفل نماز جان بوجھ کر شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اگر توڑ دی تو قضا پڑھنی ہوگی۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 12)

سوال: فائزہ سوال کرتی ہیں کہ میری بہن فرض نماز پڑھ چکی تھی اب اس نے دوبارہ بھول کر فرض کی نیت کر لی تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: فرض کی نیت سے شروع کی پھر یاد آیا پڑھ چکی تھی تو اب یہ نفل ہے اور توڑ دینے سے قضا واجب نہیں بشرطیکہ یاد آتے ہی توڑ دے اور یاد آنے پر اس نماز کو آپ کی بہن نے پڑھنا اختیار کیا تو توڑ دینے سے قضا واجب ہوگی۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ 12)

سوال: ریحانہ اقبال کہتی ہیں کہ میری امی جان نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھ رہی تھیں اور تھک گئیں تو انہوں نے ٹیک لگا لیا تو کیا ان کی نماز ہو گئی۔ جواب عنایت کر دیں؟

جواب: کھڑے ہو کر نفل پڑھتی تھیں اور تھک گئیں تو لاٹھی یا دیوار پر ٹیک لگا کر پڑھنے میں حرج نہیں بغیر تھکے ایسا کیا تو کراہت (ناپسندیدہ) ہے۔ نماز ہو جائے گی۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 13)

سوال: ام طیب سوال کرتی ہیں کہ اگر ثناء پڑھنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر آپ نماز میں ثناء پڑھنا بھول گئیں اور قرأت بھی شروع کر دی تو اس کا اعادہ نہ کرے کیونکہ ان کا محل ہی فوت ہو گیا اور آپ کی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم، صفحہ 42)

سوال: حمیرا انور سوال کرتی ہیں اگر تعوذ تسمیہ بھول جائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تعوذ و تسمیہ بھول گئیں اور آپ قرأت بھی شروع کر دیں تو اس کا اعادہ نہ کرے ان کا محل ہی فوت گیا۔ (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ 42)

سوال: حاجرہ زبیری سوال کرتی ہیں کہ عورت تکبیر کہتے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے؟

جواب: عورت کے لیے سنت یہ ہے کہ مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے۔

(بہار شریعت جلد سوم صفحہ 41)

سوال: عروبہ فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جسے میں روزانہ ہر نماز کے بعد پڑھوں اور یہ عمل حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہو؟

جواب: عروبہ فاطمہ یوں تو بہت سے وظائف ہیں لیکن یہاں ایک عمل درج کیا جاتا ہے۔

امام احمد و امام ابوداؤد و نسائی روایت کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیارے آقا ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا:

"اے معاذ رضی اللہ عنہ میں تجھے محبوب رکھتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی محبوب رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو ہر نماز کے بعد اسے پڑھنا نہ چھوڑنا:

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

"اے پروردگار! تو اپنے ذکر اور شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما"۔

مفسدات نماز

سوال: رافعہ کہتی ہے کہ میں نے نماز میں ایک ہی سلام پھیرا تھا پھر میں نے اپنے بھائی سے بات کرلی تو اب میری نماز کیا فاسد ہوگئی؟

جواب: رافعہ آپ کی نماز فاسد نہیں ہوئی البتہ مکروہ تحریمی ہوئی یعنی اب اس نماز کا لوٹانا واجب ہوگا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 189)

سوال: انیلا نے نماز کے اندر قصداً (جان بوجھ کر) بات کرلی تو کیا اس کی نماز فاسد ہوگئی؟

جواب: انیلا نماز کے اندر قصداً بات کرنے سے اسی وقت نماز فاسد ہوگئی جب تشہد کی مقدار نہ بیٹھی ہو اور اگر بیٹھ چکی ہے تو نماز پوری ہوگئی۔ البتہ اس نماز کا لوٹانا واجب ہے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 189)

سوال: اریبہ کہتی ہے کہ میں نماز میں تھی اور میری بہن نے مجھ سے کسی چیز کا پوچھا تو میں نے اشارے سے اپنا سر ہلا دیا تو اب میری نماز ہوگئی؟

جواب: اریبہ نماز پڑھنے والے سے جب کوئی بات پوچھی جائے یا کوئی چیز مانگی جائے اور نماز پڑھنے والا سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کرے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہوئی۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 189)

سوال: اسماء کہتی ہیں کہ مجھے نماز میں چھینک آجائے تو میں کیا کروں؟

جواب: اسماء بہن اگر نماز میں چھینک آجائے تو سکوت یعنی خاموشی اختیار کرے اور اگر الحمدللہ کہہ دیا تو بھی حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہیں کی تو نماز سے فارغ ہو کر کہہ لے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 189)

سوال: عالیہ کہتی ہے کہ میری دوست نائلہ نماز میں تھی کہ اس کو درد کی وجہ سے منہ سے الفاظ نکل گئے تو اب اس کی نماز فاسد ہوگئی؟

جواب: عالیہ درد یا مصیبت کی وجہ سے یہ الفاظ آہ، اوہ، اف، تف نکلے یا آواز کے

ساتھ رونی اور حرف پیدا ہو گئے ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے، آواز اور حرف نہیں نکلے تو حرج نہیں اس لیے کہ درد یا مصیبت کو برداشت کر سکتی تھی۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 160)

سوال: کلثوم نماز میں تھی اور بیماری کی وجہ سے نماز میں الفاظ نکل گئے۔ تو وہ پوچھتی ہیں کہ کیا میری نماز ہو گئی؟

جواب: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ نکلی یا اوہ نکلی نماز فاسد نہیں ہوئی۔ بہن کلثوم آپ کی نماز ہو گئی۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 190)

سوال: حفصہ پوچھتی ہیں کہ میری والدہ کو سورتیں یاد نہیں ہیں تو اگر میری والدہ دیکھ کر پڑھ لیں تو اب میری والدہ کی نماز ہو جائے گی؟

جواب: حفصہ بہن نماز میں قرآن پاک سے دیکھ کر پڑھنا مطلقاً مفسد نماز ہے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 191)

سوال: جویریہ پوچھتی ہیں کہ نمازی کے آگے سے گزرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنا سخت منع ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہو کر گزرنے کیا ہو تو سو برس کھڑا رہنا ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا"۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 80 باب نمازی کے سامنے گزرنے کا بیان)

سوال: فوزیہ سوال کرتی ہیں کہ کلام کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے تو نماز میں کلام سے کیا مراد ہے؟

جواب: کلام دو حرف یا ایک حرف کا مطلب سمجھانے کو کہتے ہیں مثلاً "ق" ایک حرف ہے۔ عربی میں اس کا معنی ہے نگاہ رکھنا تو اس سے بھی نماز ٹوٹ جائے گی یا مخاطب کو کہا "او" اس سے دو حرف ہوئے اس سے بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ ہاں ایک حرف جس کے کوئی معنی نہ ہو اس سے نماز نہ ٹوٹے گی۔ (رکن دین صفحہ 80، تنویر الابصار، درمختار)

مکروہات نماز

سوال: فرزانہ جمیل کہتی ہیں کہ پاؤں میں موزے پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ میری دوست سلمیٰ کہتی ہیں کہ ان کے پہننے سے ٹخنے بند ہو گئے لہٰذا نماز مکروہ ہوگی کیا یہ درست ہے؟

جواب: سلمیٰ کا یہ قول کہ ٹخنے بند ہو جانے کی صورت میں نماز مکروہ ہوتی ہے غلط ہے۔ موزے پہن کر نماز پڑھنا درست ہے اس میں کوئی کراہت نہیں۔

سوال: کنول پوچھتی ہیں کہ نفل نماز بیٹھ کر ادا کرے تو رکوع کس طرح ادا کرے یعنی سرین اٹھائے یا نہیں؟

جواب: رکوع میں واجب کی مقدار تو اسی قدر ہے کہ سر جھکائے اور پیٹھ کو قدرے خم دے یعنی تھوڑا سا جھکائے مگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کا درجہ کمال وطریقہ اعتدال یہ ہے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے اس قدر کے لیے سرین اٹھانے کی حاجت نہیں۔ قدر اعتدال سے جس قدر زائد ہوگا وہ عبث و بے جا میں داخل ہو جائے گا۔ حاشیہ شامیہ میں ہے کہ اگر کوئی بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہو تو وہ اپنی پیشانی کو گھٹنوں کے برابر جھکائے تاکہ رکوع حاصل ہو جائے۔

سوال: سعدیہ کی امی سوال کرتی ہیں کہ دوران نماز انگلیوں پر آیتوں اور سورتوں کا شمار کرنا جائز ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: دوران نماز انگلیوں پر آیتوں اور سورتوں اور تسبیحات کا گننا مکروہ ہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل۔ لیکن دل میں شمار کرنا یا پوروں کو دبانے سے تعداد محفوظ رکھنا جائز ہے لیکن سب انگلیاں اپنی جگہ پر ہوں۔ (درمختار، بہار شریعت جلد 3 صفحہ 240)

سوال: سوریا یامین سوال کرتی ہیں کہ جس کپڑے میں جاندار کی تصویر ہو اس کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز

کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ اسی طرح نماز پڑھنے والے کے سر پر یعنی چھت میں یا سجدے کی جگہ پر یا نماز پڑھنے والے کے دائیں بائیں بھی تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 238)

سوال: ثمرین اقبال سوال کرتی ہیں کہ دوران نماز انگلیوں کا چٹخانا کیسا ہے۔ کیا یہ عمل نماز کو فاسد کر دیتا ہے؟

جواب: انگلیاں چٹخانا، انگلیوں کی قینچی باندھنا، ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن یہ عمل نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

(درمختار، بہار شریعت جلد 3 صفحہ 237)

سوال: اریبہ فاطمہ سوال کرتی ہیں اگر پیشانی میں گرد و غبار لگے ہوں اگر نماز میں اس کو چھڑائے تو یہ عمل کیسا ہے۔ کیا نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

جواب: اریبہ بہن! پیشانی سے خاک یعنی گرد و غبار یا گھاس وغیرہ کا چھڑانا مکروہ ہے اور تکبر مقصود ہو تو کراہت تحریمی ہے۔ لیکن یہ عمل نماز کو نہیں توڑتا۔

(بہار شریعت جلد سوم صفحہ 240)

متفرق مسائل بہ متعلق نماز

سوال: شر مازید سوال کرتی ہیں کہ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

جواب: جی ہاں! خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ "جو اپنے آپ کو قتل کر دے خواہ جان بوجھ کر ہی، اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی۔ اس پر فتویٰ ہے اگرچہ اس کا گناہ دوسرے کو قتل کرنے والے سے بڑا ہے"۔

اسی طرح شامی میں ہے کہ

"یہ شخص فاسق تو ہے مگر زمین میں فساد پھیلانے والا نہیں اگرچہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے جس طرح باقی فاسق مسلمان"۔

درمختار میں ہے کہ "نماز جنازہ ہر مسلمان کی فرض ہے جب کہ وہ مرجائے سوائے چار آدمیوں کے باغی، ڈاکو، جب کہ لڑائی میں مارے جائیں، رات کو شہر میں غنڈہ گردی کرنے

والا اور گلا گھونٹنے والا جس نے کئی مرتبہ یہ کاروائی کی ہو"۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"مسلمان اگرچہ فاسق ہو اس کے جنازہ کی نماز فرض ہے"۔

چنانچہ خودکشی کرنے والا فاسق ہے کافر نہیں ہے لہٰذا ایسے مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اپنے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی کیا جائے گا۔

سوال: فریحہ اقبال سوال کرتی ہیں کہ بارش کے لیے اذان دینی جائز ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ درست ہے۔ **اذلا حظر من الشرع،** یعنی کہ اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔

اذان ذکر الٰہی ہے اور بارش رحمت الٰہی اور ذکر الٰہی باعث نزول رحمت الٰہی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 370)

سوال: مطربہ حسان سوال کرتی ہیں کہ سنت کو زندہ کرنے سے کیا مراد ہے اور اس کا کیا ثواب ہے؟

جواب: جس سنت کے خلاف رواج پڑ جائے اسے سنت مردہ کہتے ہیں جب کبھی سنت مردہ ہو جائے تو اسے نئے سرے سے رواج دینے کو سنت کا زندہ کرنا کہتے ہیں۔ بے شک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اور اس پر بڑے بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث:

"جس نے میری سنت زندہ کی، بے شک اسے مجھ سے محبت ہے اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا"۔

اللھم ارزقنا۔ "اے اللہ ہمیں یہ رفاقت عطا فرما"۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جو کوئی میری سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے اس پر عمل کریں سب کے برابر اسے ثواب ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو"۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاعتقاد والسنۃ صفحہ 30)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوطی سے تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا"۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاعتقاد والسنہ صفحہ 30)

سوال: نور فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ حضور پر نور ﷺ کے نام مبارک کو سن کر ہاتھ چوم کر آنکھوں پر لگانا کیسا ہے نیز اس کا طریقہ بھی ارشاد فرمائیں؟

جواب: اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جائز بلکہ مستحب ہے۔ جب کہ کوئی ممانعت شرعی نہ ہو مثلاً حالت خطبہ میں یا جس وقت قرآن مجید سن رہا ہے یا نماز پڑھ رہا ہے ایسی حالتوں میں اجازت نہیں باقی سب اوقات میں جائز بلکہ مستحب ہے جبکہ بہ نیت محبت و تعظیم ہو۔

طریقہ: جب مؤذن پہلی بار

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے، یہ کہے صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جب دوبار کہے یہ کہے قُرَّةُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ ہر بار انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں سے لگا لے۔ آخر میں کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ "اے اللہ میری آنکھوں اور سمع کو نفع عطا فرما"۔ (ملخص از فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 415)

سوال: سمیرینہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے غروب آفتاب کے وقت آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ اسی وقت ادا کر لیا تو کیا اب یہ سجدہ ادا ہو گیا؟

جواب: سمیرینہ اگر اس وقت آیت سجدہ کی تلاوت کی تو اس وقت نماز جائز نہیں اس لیے بہتر ہے کہ سجدہ میں تاخیر کی جائے یہاں تک کہ وقت کراہت جاتا رہے لیکن اگر وقت مکروہ میں ادا کر لیا تو بھی سجدہ ہو گیا۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 129)

سوال: درنایاب سوال کرتی ہیں کہ میں جب بھی وضو کرتی ہوں کوشش کر کے تحیۃ الوضو ادا کرتی ہوں مگر ایک دفعہ میں نے یہ نماز زوال کے وقت ادا کر لی اب میں دوبارہ اس نماز کو لوٹاؤں یا وہ ہو گئی؟

جواب: درنایاب! اگر نصف نہار (زوال) کے وقت نفل نماز شروع کی اس کا پورا کرنا واجب ہے مگر اس وقت پڑھنا جائز نہیں بلکہ واجب ہے کہ اس وقت نماز توڑ دی جائے اور

وقت کامل (یعنی کے ایسا وقت جس میں نماز پڑھنا مکروہ نہ ہو) میں پوری کی جائے۔ بہر حال تحیۃ الوضو جو آپ ادا کر چکی ہیں اس کی قضا آپ پر واجب نہیں۔ آئندہ احتیاط لازماً کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نفل نمازوں پر استقامت عطا فرمائے۔

(بہار شریعت جلد اول نماز کے وقتوں کا بیان صفحہ 134)

سوال: علینہ حیدر سوال کرتی ہیں کہ اگر ظہر کی نماز ادا کرنے کا ارادہ ہو مگر منہ سے نیت کے وقت عصر کا لفظ نکل جائے تو کیا نماز ہو جائے گی؟

جواب: نیت میں زبان کا اعتبار نہیں یعنی کہ اگر دل میں ظہر کی نماز کا ارادہ کیا اور زبان سے لفظ عصر نکلا تو نماز ہو جائے گی۔ (ملخص از بہار شریعت جلد اول صفحہ 148)

سوال: لائبہ بلال سوال کرتی ہیں کہ اگر فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ پڑھنا بھول جائیں تو کیا نماز دوبارہ پڑھی جائے گی؟

جواب: اگر چار فرض میں پہلی دو رکعتوں میں سورۃ پڑھنا بھول جائیں تو بعد کی دو رکعتوں میں پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر ایک رکعت میں پڑھنا بھول جائیں تو تیسری یا چوتھی رکعت میں پڑھ لیں۔

اسی طرح مغرب کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورہ پڑھنا بھول جائیں تو تیسری رکعت میں پڑھ لیں لیکن ان تمام صورتوں میں نماز کے آخر میں سجدہ سہو ضرور ادا کریں۔ اگر سجدہ سہو کر لیا تو نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر قصداً چھوڑی تو اعادہ (دوبارہ ادا) کرے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ 202)

سوال: رجاء منہاس سوال کرتی ہیں اگر نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا بھول جائیں اور رکوع میں چلے جائیں تو کیا محض سجدہ سہو کرنے سے نماز مکمل ہو جائے گی؟

جواب: اگر کوئی شخص نماز میں سورۃ ملانا بھول جائے اور اسے رکوع میں یاد آئے تو کھڑا ہو جائے اور سورۃ ملائے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے اس طرح اس کی نماز مکمل ہو گئی۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ دوبارہ رکوع کرنا ضروری ہے اگر رکوع نہ کیا تو نماز نہ ہو گی۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ 202)

سوال: شیبا حارث کہتی ہیں کہ آج کل نمازوں میں خشوع خضوع نہیں رہا۔ نماز کے بارے میں کچھ بتا کر اس مسئلہ کی طرف غور فرمائیں؟

جواب: شیبا بی بی آپ نے ایک نہایت اہم مسئلہ کی طرف نشاندہی کی ہے۔ آج مسلمانوں کی پستی کا عالم دیکھیں کہ نماز جو مومن کی معراج، جنت کی کنجی اور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس سے ہم اس قدر بے زار ہیں کہ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ جلد از جلد ختم ہو جائے اور اس مقصد کے لیے جلدی جلدی قرأت کرنے میں حروف چبا لیتے ہیں یا الفاظ کھا جاتے ہیں مگر احساس نہیں ہوتا۔ اس پر مزید یہ تفاخر کیا جاتا ہے کہ فلاں تو اس قدر جلدی پڑھتا ہے۔ کمال جلدی پڑھنا نہیں بلکہ درست پڑھنا ہے۔ لہٰذا قرأت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کریں۔ ایک تو گناہ کرنا اور دوسرے اس پر دلیری کہ گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھنا حالانکہ اس طرح قرآن پڑھنا سخت حرام و گناہ ہے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو قرآن کریم درست پڑھنے کی توفیق و نماز و قرآن کی لذت عطا فرمائے۔ آمین

سوال: سعدیہ راؤ سوال کرتی ہیں کہ نماز میں سورتوں کو معین کرنا جائز ہے؟

جواب: نماز میں سورتوں کو معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورتیں پڑھا کرے مکروہ ہے مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہوتی ہیں ان کو تبرکاً پڑھ لینا مستحب ہے۔

(بہار شریعت جلد سوم صفحہ 204)

سوال: ماہا ملک کا سوال کچھ یوں ہے کہ فرض و سنت کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورۃ پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: ماہا بی بی! نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورۃ کو پڑھنا تو جائز ہے لیکن فرض و سنت کی دو رکعتوں میں ایک ہی سورۃ کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں۔ مثلاً

۱۔ پہلی رکعت میں سورۃ الناس پڑھی تو اب دوسری رکعت میں بھی یہی پڑھے۔
۲۔ کوئی دوسری سورۃ یاد نہیں آرہی تو پہلی رکعت والی سورۃ پڑھی جا سکتی ہے۔
۳۔ دوسری رکعت میں بغیر ارادے کے پہلی رکعت والی سورۃ شروع کر دی تو بھی

کراہت نہیں پائی جائے گی۔(بہار شریعت جلد اول صفحہ 169-168)

سوال: عنیزہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ قرآن پاک کو ترتیب سے پڑھنا ضروری ہے لیکن میرے بچوں کے مدرسے میں آسانی کے لیے عم پارہ سے قرآن پاک شروع کیا جاتا ہے تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب: آپ نے بالکل صحیح سنا ہے کہ قرآن پاک کو ترتیب سے پڑھنا ضروری ہے لیکن بچوں کی آسانی کے لیے پارہ عم قرآن پاک کی ترتیب کے خلاف پہلے پڑھانا جائز ہے۔

سوال: ثمن آغا سوال کرتی ہیں کہ قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا افضل ہے یا زبانی؟

جواب: قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے دیکھنا بھی ہے اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی ہے اور یہ سب عبادت میں شامل ہے۔

سوال: گل پری کہتی ہیں کہ میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی کہ اتنے میں اذان ہوگئی۔اذان کا جواب دے کر اب کیا دوبارہ اعوذ باللہ پڑھوں؟

جواب: اگر تلاوت کے دوران کوئی دنیاوی کام کیا ہو تو اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر پھر قرأت کرے اور اگر دینی کام کیا ہو مثلاً اذان کا جواب دینا، ذکر و اذکار پڑھے تو اعوذ باللہ پڑھنا آپ کے ذمے نہیں۔

سوال: نورین حیدر سوال کرتی ہیں کہ اگر وتر کی نماز میں بھول کر پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو اب کیا کیا جائے؟

جواب: اگر بھول کر وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو اب تیسری رکعت میں بھی دعائے قنوت پڑھے۔

وتر

سوال: ذرین سوال کرتی ہیں کہ وتر کی شرعی حیثیت کیا ہے۔؟

جواب: وتر واجب ہے۔ اگر سہواً (بھول کر) قصداً (جان بوجھ کر) نہ پڑھا تو قضا واجب ہے۔(بہار شریعت جلد اول صفحہ 210)

سوال: عائشہ سوال کرتی ہیں کہ میں نماز پڑھ رہی تھی کہ وتر کی دوسری رکعت میں کھڑی ہوئی تو شک ہوا کہ شاید تیسری رکعت ہے میں نے دعائے قنوت پڑھ لی جب دو رکعتیں ہوئیں تو یاد آیا ابھی تیسری رکعت باقی ہے میں نے اس میں بھی قنوت پڑھ لی تو کیا میری نماز ہوگئی؟

جواب: اگر دوسری اور تیسری رکعت ہونے میں شک واقع ہوا تو دونوں میں قنوت پڑھے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 212)

سوال: عاتکہ سوال کرتی ہیں کہ میں عشا کی نماز میں وتر ادا کرتی ہوں تو شک یہی رہتا ہے کہ میں صحیح پڑھ رہی ہوں یا نہیں۔ براہ کرم وتر کا طریقہ ارشاد فرما کر تسکین قلب عطا فرمائیں؟

جواب: نماز وتر میں تین رکعت ہیں۔ اور اس میں قعدہ اولی (یعنی پہلی رکعت کے بعد بیٹھنا) واجب ہے۔ اور قعدہ اولی میں التحیات پڑھ کر کھڑی ہو جائے، درود شریف نہ پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں اسی طرح کرے۔ تیسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کاندھوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھے اور دعائے قنوت پڑھے۔ دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ پھر آخری رکعت مکمل کرے۔

(ردالمختار وغیرہا)، (بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم وتر کا بیان)

سوال: صائمہ کہتی ہیں پیارے آقا ﷺ کی حدیث مبارکہ سے وتر کی اہمیت بتا کر وتر کی محبت اجاگر فرما کر ثواب آخرت کمائیں؟

جواب: ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ وتر ہے، وتر کو محبوب رکھتا ہے لہٰذا اے قرآن والو! وتر پڑھو"۔

(ترمذی جلد اول ابواب وتر صفحہ 280)

ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ "اللہ تعالیٰ نے ایک نماز سے تمہاری مدد فرمائی کہ وہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہے وہ وتر ہے اللہ تعالیٰ نے اسے عشاء و طلوع فجر کے درمیان رکھا ہے"۔

(ترمذی جلد اول ابواب وتر صفحہ 280)

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام پر صرف ایک ہی نماز فرض تھی اس لیے کہ وہ صرف ایک علاقے کے مخصوص نبی تھے مگر چونکہ ہمارے نبی حضور اقدس ﷺ عرش و فرش کے نبی بھی ہیں اور شہنشاہ اعظم بھی اس لیے آپ کو خصوصی طور پر دو نمازیں عطا ہوئیں ایک نماز تہجد اور دوسری نماز وتر۔ (فتاویٰ نعیمیہ جلد اول صفحہ 130)

سوال: پانچوں نمازیں کن کی یادگار ہیں؟

جواب: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"سب سے پہلے فجر کی نماز بوقت توبہ حضرت آدم علیہ السلام نے بطور شکرانہ پڑھی۔ ظہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی اور عصر حضرت عزیز علیہ السلام نے پڑھی۔ مغرب حضرت داؤد علیہ السلام نے پڑھی اور عشاء حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی۔ یعنی سابقہ امتوں کو ایک ایک نماز ملی مگر پانچوں نمازوں کا مجموعہ امت مصطفیٰ ﷺ کو ملا"۔

(مرقات جلد اول صفحہ 395)

کیونکہ ان پانچوں نمازوں کا مجموعہ ہماری خصوصیت ہے۔ گویا کہ پانچ نمازیں ہم کو پہلے انبیاء کی طرف سے ملیں اور وتر کی واجب نماز ہم کو نبی کریم ﷺ کی وجہ سے عطا ہوئی کیونکہ وتر کی نماز سب سے پہلے نبی کریم ﷺ نے ہی ادا فرمائی۔ (فتاویٰ نعیمیہ جلد اول صفحہ 131)

صوم

سوال: ثمرین جہاں سوال کرتی ہیں کہ ماہ رمضان کے روزے کی فرضیت قرآن پاک کی کونسی آیت سے ثابت ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے''۔ (کنزالایمان)

سوال: جویریہ یعقوب سوال کرتی ہیں شریعت کی رو سے روزے کس پر فرض ہیں؟

جواب: توحید ورسالت کا اقرار کرنے اور تمام ضروریات دین پر ایمان لانے کے بعد جس طرح ہر مسلمان پر نماز فرض قرار دی گئی ہے اسی طرح رمضان شریف کے روزے بھی ہر مسلمان (مرد وعورت) عاقل وبالغ پر فرض ہیں۔ (درمختار جلد سوم صفحہ 33)

سوال: ام رومان سوال کرتی ہیں ماہ رمضان کی ایسی کونسی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے مسلمان اس ماہ مبارک کا احترام کرتے ہیں؟

جواب: حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالمیان حبیب رحمٰن عزوجل ﷺ کا فرمان ذیشان ہے:

''میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہ ملیں:

۱۔ پہلی یہ کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ عزوجل ان کی طرف رحمت کی نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ عزوجل نظر رحمت فرمائے اسے کبھی بھی عذاب نہ دے گا۔

۲۔ دوسری یہ کہ شام کے وقت ان کے منہ کی بدبو (جو بھوک کی وجہ سے ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے۔

۳۔ فرشتے ہر دن اور رات ان کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ جنت کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"میرے نیک بندوں کے لیے مزین (آراستہ) ہو جا"۔ (کنز الایمان)

۴۔ جب ماہ رمضان کی آخری رات آتی ہے تو اللہ عزوجل اپنے بندوں کی مغفرت فرما دیتا ہے"۔

سوال: عاتکہ سوال کرتی ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیماری کی حالت میں روزہ رکھنے سے مزید بیمار ہو جاتا ہے کیا یہ بات درست ہے۔ وضاحت فرمادیں؟

جواب: عاتکہ بہن! واقعی عام لوگوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ روزہ رکھنے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ اس ضمن میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز واقعہ ہے۔ چنانچہ الملفوظ حصہ دوم صفحہ 43 پر ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایک سال رمضان المبارک سے تھوڑا عرصہ قبل والد مرحوم حضرت رئیس المتکلمین سیدنا و مولینا نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن خواب میں تشریف لائے اور فرمایا بیٹا آئندہ رمضان شریف میں تم سخت بیمار ہو جاؤ گے مگر خیال رکھنا کوئی روزہ قضاء نہ ہونے پائے۔ چنانچہ والد صاحب کے حسب ارشاد واقعی رمضان المبارک میں سخت بیمار ہو گیا لیکن کوئی روزہ نہ چھوٹا۔ الحمد للہ روزوں کی ہی برکت سے اللہ عزوجل نے مجھے صحت عطا فرمائی اور صحت کیوں نہ ملتی کہ سید عالم ﷺ کا ارشاد پاک بھی تو ہے "صوموا تصحوا" یعنی روزہ رکھو صحت یاب ہو جاؤ گے۔ (درمنثور جلد اول صفحہ 44)

سوال: ام حبیبہ سوال کرتی ہیں کہ کیا آنکھوں کا بھی روزہ ہوتا ہے۔ اگر آنکھ کا روزہ ہے تو اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: ام حبیبہ بہن! آنکھ کا بھی روزہ ہوتا ہے اور آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ آنکھ جب بھی اٹھے تو صرف اور صرف جائز امور کی طرف اٹھے۔ آنکھ سے مسجد دیکھے، قرآن مجید دیکھے،

اللہ عزوجل دکھائے تو کعبہ معظمہ کے انوار دیکھئے، مکہ مکرمہ کی مہکی مہکی گلیاں اور سنہری جالیاں کے انوار دیکھے، سبز گنبد کے مینار دیکھے۔

کچھ ایسا کردے مرے کردگار آنکھوں میں
ہمیشہ نقش رہے روئے یار آنکھوں میں
انہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں
کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں

(سامان بخشش)

سوال: صفیہ فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ کیا روزے میں نیت کرنا شرط ہے اگر بغیر نیت کسی شخص نے روزہ رکھ لیا تو اس کا روزہ درست ہوگا وضاحت فرمادیں؟

جواب: پیاری صفیہ بہن روزہ کے لیے بھی اسی طرح نیت شرط ہے جس طرح کہ نماز، زکوٰۃ وغیرہ کے لیے نیت شرط ہے۔ لہٰذا بے نیت روزہ اگر کوئی اسلامی بھائی یا اسلامی بہن صبح صادق کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک بالکل نہ کھائے پیئے تو اس کا روزہ نہ ہوگا۔

(بہار شریعت، درمختار جلد سوم صفحہ 331)

سوال: حمنہ سوال کرتی ہیں کہ وہ کون سے روزے جن میں ضحوہ کبری سے پہلے پہلے نیت ضروری ہے؟

جواب: رمضان شریف کا روزہ، نفل روزہ یا نذر معین کا روزہ (یعنی اللہ عزوجل کے لیے کسی مخصوص دن کے روزے کی منت مانی ہو) یوں کہا ہو کہ مجھ پر اللہ عزوجل کے لیے اس سال ربیع النور شریف کی ہر پیر شریف کا روزہ، تو یہ نذر معین ہے۔ ان تینوں قسم کے روزوں کے لیے غروب آفتاب کے بعد سے لے کر نصف النہار شرعی (ضحوہ کبری) سے پہلے تک جب بھی نیت کرلیں روزہ ہوجائے گا۔

سوال: ام الفضل سوال کرتی ہیں کہ اگر مسافر یا مریض روزہ رکھنا چاہے تو وہ فرض کی نیت کریں یا واجب کی؟

جواب: اگر مسافر یا مریض نے رمضان میں کسی اور روزہ کی نیت کریں تو جس کی نیت

کریں گے وہی ہوگا۔ رمضان کا نہیں اور مطلق روزے کی نیت سے روزہ رکھا تو رمضان کا روزہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (تنویر الابصار، عالمگیری، بہار شریعت جلد 5 صفحہ 33)

سوال: سلمٰی ابراہیم سوال کرتی ہیں وہ کون سے روزے جن کا پورا کرنا واجب ہے؟

جواب: رمضان کا روزہ، کفارے کے روزے، نذر معین، نفل روزہ۔ روزۂ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتا ہے۔ اب بے عذر شرعیہ توڑنا گناہ ہے۔ اگر کسی طرح بھی ٹوٹ گیا اس کی قضاء واجب ہے۔ اور نذر غیر معین (یعنی اللہ عزوجل کے لیے روزہ کی منت تو مانی ہو مگر دن مخصوص نہ کیا) ان قسم کے روزے شروع کرنے کے بعد پورا کرنا واجب ہے۔

(بہار شریعت، درمختار جلد سوم صفحہ 34)

سوال: حلیمہ سعدیہ سوال کرتی ہیں کیا روزے کی نیت مادری زبان سے بھی ہو سکتی ہے۔ نیز روزے کی نیت کے لیے وقت مقرر کرنا ضروری ہے؟

جواب: نیت اپنی مادری زبان میں بھی ہو سکتی ہے مگر شرط یہی ہے کہ عربی زبان سے کریں خواہ کسی اور زبان میں نیت کرتے وقت دل میں بھی ارادہ موجود ہو ورنہ بے خیالی میں صرف زبان سے رٹے رٹائے جملے ادا کر لینے سے نیت نہ ہوگی۔ ہاں اگر بالفرض زبان سے رٹی ہوئی نیت کر لی مگر بعد میں نیت کے لیے مقررہ وقت کے اندر دل میں بھی نیت کر لی تو اب نیت صحیح ہوگی۔

اسی طرح اگر دن میں نیت کریں تو ضروری ہے کہ یہ نیت کریں کہ میں صبح سے روزہ دار ہوں اگر اس طرح نیت کی اب سے روزہ دار ہوں تو روزہ نہ ہوا۔ (الجوہرۃ النیرہ)

سوال: بشریٰ یامین پوچھتی ہیں کیا روزے کے لئے سحری کھانا شرط ہے۔ وضاحت فرمادیں؟

جواب: پیاری بہن! روزے کے لیے سحری کھانا کوئی شرط نہیں بلکہ ایک مستحب عمل ہے اگر آپ روزے کے لیے سحری کا اہتمام کریں گی تو سنت پر عمل ہو جائے گا جیسا کہ پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے"۔

اور اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔
(صحیح بخاری کتاب الصوم صفحہ 35)

سوال: سکینہ فاطمہ سوال کرتی ہیں اگر کوئی جوان شخص روزے کی حالت میں کھا پی رہا ہو تو کیا اسے یاد دلانا ضروری ہے؟

جواب: بعض مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”جوان کو دیکھے تو یاد دلا دے اور بوڑھے کو دیکھے تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں۔ مگر یہ حکم اکثر کے لحاظ سے ہے کیونکہ اصل حکم یہی ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں بلکہ قوت وضعف (یعنی طاقت و کمزوری) کا لحاظ ہے لہٰذا اگر جوان اس قدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں اور بوڑھا قوی (یعنی طاقتور) ہو تو یاد دلانا واجب ہے“۔ (درمختار جلد سوم صفحہ 365)

سوال: آمنہ خورشید سوال کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ اگربتی سلگ رہی تھی اور اس کا دھواں میری ناک میں پہنچ گیا گیا۔ اس صورت میں میرا روزہ فاسد ہو جائے گا؟

جواب: آمنہ بہن! اگربتی سلگ رہی ہو اور اس کا دھواں ناک میں گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ہاں اگر لوبان یا اگربتی سلگ رہی ہو اور روزہ یاد ہونے کے باوجود منہ قریب لے جا کر اس کا دھواں ناک سے کھینچا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (بہار شریعت، درمختار جلد سوم صفحہ 362)

ان وجوہ کا بیان جن کے سبب روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

سوال: نگہت وکیل سوال کرتی ہیں کہ میری بہن ناہید حمل سے ہے کیا وہ ماہ رمضان کے روزے چھوڑ سکتی ہے؟

جواب: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے تو اجازت ہے کہ اس وقت میں روزہ نہ رکھے بعد میں اس روزے کی قضا کر لے۔ لیکن اسے صحیح اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے سے اس کی جان یا بچہ کی جان کو خطرہ ہے تو پھر روزے چھوڑے ورنہ کوشش کر کے روزہ رکھیں کہ انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ روزے کی برکت سے صحت اچھی رہے گی۔
(بہار شریعت جلد اول صفحہ 66)

سوال: ماہین زمان سوال کرتی ہیں کہ آج کل اکثر ڈاکٹر وطبیب چھوٹے چھوٹے مرض پر روزہ رکھنے سے منع کرتے ہیں۔ کیا ڈاکٹر کے کہنے پر روزہ چھوڑ سکتے ہیں؟

جواب: آج کل اکثر اطباء یا ڈاکٹر فاسق ہوتے ہیں اور حاذق تو فی زمانہ نایاب ہورہے ہیں ان کو لوگوں کا کہنا کچھ قابل اعتبار نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ افطار کیا جائے۔ ان طبیبوں کو اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ سے منع کردیتے ہیں۔ اگر مریض کو قوی اندیشہ ہے کہ وہ روزہ رکھنے سے ہلاک ہوجائے گا تو روزہ نہ رکھے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 66)

سوال: سیدہ نازش سوال کرتی ہیں کہ وہ کونسی وجوہات جن کی بنا پر شریعت مطہرہ نے روزہ نہ رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے؟

جواب: حمل والی اور دودھ پلانے والی اگرچہ ماں ہو یا دائی یا شیخ فانی یعنی وہ بوڑھی عورت یا بوڑھا مرد جس کی عمر ایسی ہوگئی ہو کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا یعنی نہ اب روزہ رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا تو ایسے لوگوں کے لیے شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہے کہ روزہ نہ رکھا جائے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 66)

سوال: سمیہ ابراہیم سوال کرتی ہیں جن لوگوں کو شریعت مطہرہ کے نزدیک روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے کیا انہیں روزے کا فدیہ بھی دینا ہوگا؟

جواب: سمیہ ابراہیم! شریعت مطہرہ کے نزدیک جن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے انہیں ہر حال میں روزے کا فدیہ ادا کرنا ہوگا۔ ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار کے مسکین کو دے دے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 67)

سوال: فرحین سوال کرتی ہیں کہ اگر فدیہ ادا کرنے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھا جاسکے تو شریعت مطہرہ کا اس مسئلے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے تو یہ فدیہ اس کی طرف

سے صدقہ نفل ادا ہوگا اور ان روزوں کی قضا کی جائے گی۔

سوال: سمیرا زمان کہتی ہیں کہ مجھے میری دادی کے روزوں کا فدیہ ادا کرنا ہے چونکہ وہ بہت ضعیف ہیں اور روزہ نہیں رکھ سکتیں۔ کیا شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا فدیہ ادا کر سکتے ہیں نیز کیا یہ ضروری ہے کہ جتنے فدیے اتنے ہی مساکین کو دی جائے؟

جواب: یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان میں ہی پورے رمضان کا فدیہ دے دے یا آخر میں اور فدیہ دینے کے لیے ضروری نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین کو دے بلکہ ایک مسکین کو کئی دن کے فدیے دے سکتے ہیں۔ ہر دن کا فدیہ تقریباً سوا دو سیر آٹے کی قیمت یعنی ایک صدقہ فطر کے برابر ہے۔ (بہار شریعت، درمختار جلد اول صفحہ 67)

سوال: ام رومان سوال کرتی ہیں کہ میں نے روزے کی اس طرح نیت کی کہ اگر کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے۔ کیا میری یہ نیت درست ہے؟

جواب: اگر آپ نے یوں نیت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے۔ یہ نیت صحیح نہیں ہے اور آپ کا روزہ نہیں۔ (عالمگیری بہار شریعت جلد اول صفحہ 190)

سوال: نمرہ اشتیاق سوال کرتی ہیں کیا روزے کی حالت میں مسواک کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے نیز اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ روزے کی حالت میں مسواک کرنا مکروہ ہے؟

جواب: نمرہ بہن روزے کی حالت میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور روزے میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے ویسے ہی روزہ میں بھی سنت ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر، اگرچہ پانی سے تر کی ہو زوال سے پہلے کریں یا بعد کسی وقت بھی مکروہ نہیں۔

(درمختار جلد سوم صفحہ 399)

سوال: امبرین سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی نے تل یا تل کے برابر کوئی چیز نگل لی تو روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: امبرین بہن اگر کسی شخص نے تل یا تل کے برابر کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل لی تو اس صورت میں روزہ بھی ٹوٹ جائے گا اور کفارہ واجب ہوگا۔

سوال: نابالغ دن میں بالغ ہوا یا کافر دن میں مسلمان ہوا اور وہ وقت ایسا تھا کہ روزہ کی

نیت ہوسکتی ہے اور نیت کر بھی لی پھر وہ روزہ توڑ دیا تو کیا اس دن کے روزے کی قضا ہوگی؟

جواب: صورت مسئولہ میں کہ اگر نابالغ دن میں بالغ ہوا یا کافر دن میں مسلمان ہوا اور وہ وقت تھا کہ روزے کی نیت کر سکتا تھا اور نیت کر کے پھر اس روزے کو توڑ دیا اس پر روزے کی قضا ہے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 382)

سوال: مہرین سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی شخص نے زندگی میں ماہ رمضان کے روزے نہ رکھے اور مر گیا تو ایسی صورت میں کس طرح اس شخص کے روزے کی قضاء ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں میت کے روزے قضا ہو گئے تھے تو اس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کرے یعنی جب کہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو ورنہ ولی پر ضروری نہیں کر دے تو بہتر ہے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 382)

سوال: رضیہ احمد سوال کرتی ہیں کسی نے تیل لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کر لیا کہ روزہ ٹوٹ گیا یا کسی عالم نے ہی روزہ جانے کا فتویٰ دے دیا اس نے کھا پی لیا تو اس صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ایسے شخص پر کفارہ لازم ہے اگر کفارہ ادا نہ کیا تو گنہگار ہوگا۔
(بہار شریعت جلد اول صفحہ 383)

سوال: سمیہ ابراہیم سوال کرتی ہیں کہ شریعت مطہرہ کے مطابق کن اشخاص کے لیے روزہ نہ رکھنے کی صورت میں فدیہ واجب ہے اور کن اشخاص کو دوسرے ایام میں قضا روزے رکھنے ہوں گے؟

جواب: پیاری سمیہ شرعاً روزہ نہ رکھنے کی رخصت مریضوں، مسافروں، حاملہ خواتین اور دودھ پلانے والی خواتین کے لیے ہے اور اس کے علاوہ شیخ فانی (بوڑھے ضعیف) افراد جو کمزوری کے باعث روزہ رکھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو کے لیے ہے۔

مریضوں، مسافروں، حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کے لیے فدیہ نہیں ان کو صحت یابی کے بعد قضا روزے رکھنے ہوں گے۔ جب کہ شیخ فانی جس کی زندگی کی بظاہر امید نظر نہ آتی ہو ان کا فدیہ ادا کیا جا سکتا ہے البتہ صحت یابی کے بعد روزہ رکھنے کی قدرت رکھتا ہو تو حکم

ہے کہ قضاء روزے بھی رکھ لے۔

سوال: سمیہ مزید سوال کرتی ہیں کہ مقدار فدیہ کے متعلق بھی فرما دیجئے؟

جواب: فدیہ کی مقدار یہ ہے کہ ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلانا واجب ہے۔ یا پھر ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے دے۔ سوا دو سیر آٹے کی قیمت کے برابر رقم کی ادائیگی بھی کی جا سکتی ہے۔

سوال: سنیہ زمان سوال کرتی ہیں کہ کیا ماہ رمضان کے بعد کون سا روزہ افضل ہے۔ نماز فرض کے بعد کون سی نماز افضل ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا ہے اور فرض نماز کے بعد افضل نماز صلوٰۃ الیل ہے۔ (ترمذی صفحہ 275 باب الصلوٰۃ)

سوال: ثمرین سوال کرتی ہیں کہ جن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے کیا وہ ماہ رمضان میں اعلانیہ کھا پی سکتے ہیں؟

جواب: نہیں انہیں بھی اعلانیہ کسی چیز کو کھانے پینے کی اجازت نہیں۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 66)

سوال: بشریٰ یعقوب سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی نے دل میں روزے کی منت مانی اور اس کی زبان سے بلا اختیار کچھ اور الفاظ نکل گئے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: منت صحیح ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو۔ اگر کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے منت کے الفاظ جاری ہو گئے منت صحیح ہو گئی یا کہنا یہ چاہتا تھا کہ اللہ کے لیے مجھ پر ایک دن کا روزہ ہے اور زبان سے ایک مہینہ نکلا تو اس صورت میں مہینے بھر کا روزہ واجب ہے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 71)

مفسدات روزہ کا بیان

سوال: شگفتہ نیاز سوال کرتی ہیں کہ میں کلی کر رہی تھی کہ بلا قصد پانی حلق میں چلا گیا تو کیا اس صورت میں میرا روزہ فاسد ہو گیا؟

جواب: کلی کر رہا تھا بلا قصد (بغیر ارادے کے) پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی

چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا۔ مگر جب کہ روزہ ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا اگر چہ قصداً (ارادے سے) ہو۔ یونہی کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی وہ اس کے حلق میں چلی گئی روزہ جاتا رہا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 59)

سوال: عارفہ سوال کرتی ہیں کہ میرے دانتوں سے خون نکل کر حلق میں چلا گیا تو کیا میرا روزہ فاسد ہو گیا۔ وضاحت فرمادیں؟

جواب: دانتوں سے خون نکل کر حلق سے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم ہی تھا مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور خون کا مزہ بھی حلق میں محسوس نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 59)

مکروہات روزہ

سوال: نبیلہ عمر سوال کرتی ہیں کہ کیا حالت روزہ میں اگر بچے کو غذا چبا کر دینے سے فاسد ہو جاتا ہے؟

جواب: روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر بد مزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضگی کا باعث ہوگا تو اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں۔ اسی طرح اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اسے کھلائی جائے نہ کوئی حیض و نفاس والی یا کوئی بے روزہ ایسا نہ ہو جو اسے چبا کر دے تو بچہ کے کھلانے کے لیے روٹی چبانا مکروہ نہیں لیکن احتیاط کریں کہ کوئی ذرہ حلق کے اندر نہ جائے ورنہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (درمختار، بہار شریعت جلد اول صفحہ 63)

سوال: رابعہ سوال کرتی ہیں روزہ کی حالت میں ٹھنڈ پہنچانے کے لیے بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا کیسا ہے۔ وضاحت فرمادیں؟

جواب: روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ وضو و غسل کے علاوہ ٹھنڈ پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ٹھنڈ کے لیے نہانا یا بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا لپیٹا تو

یہ مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔(درمختار، بہار شریعت جلد اول صفحہ 64)

سوال: خدیجہ زمان سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی نے منہ میں تھوک جمع کر کے نگل لیا تو کیا اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا؟

جواب: منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ کی حالت میں ایسا عمل کرنا مکروہ ہے لیکن اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔(درمختار، بہار شریعت)

سوال: کیا روزے کی حالت میں عورت اپنی مخصوص صفائی کر سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! روزے کی حالت میں عورت اپنی مخصوص صفائی کر سکتی ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔

سوال: اگر عورت ضحوہ کبریٰ سے پہلے پاک ہو جائے تو کیا اس دن روزے کی قضا ہو گی یا روزہ ہو جائے گا؟

جواب: اگر عورت ضحوہ کبریٰ (یعنی زوال سے پہلے) سے پہلے پاک ہو گئی تو اس دن کا روزہ نہ ہوگا اور اس روزہ کی قضا لازم ہو گی لیکن اس دن اسے روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

سوال: شہیلہ کہتی ہیں کہ میری نانی بہت بوڑھی ہیں اور وہ اپنی قضا نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کرنا چاہتی ہیں تو کیا اپنی زندگی میں روزوں اور نمازوں کا فدیہ ادا کیا جا سکتا ہے؟

جواب: بہن شہیلہ آپ کی نانی جو ضعیفہ ہیں وہ اپنی قضا نمازوں کا تو فدیہ ادا نہیں کر سکتیں چونکہ زندگی میں کوئی بھی ایسی صورت نہیں ہے کہ نماز معاف ہو کہ اگر کوئی شخص ضعف کی وجہ سے کھڑا ہو کر ادا نہیں کر سکتا وہ بیٹھ کر ادا کر لے، جو بیٹھ کر ادا نہیں کر سکتا وہ لیٹ کر ادا کر لے اس میں بھی حرج ہے تو لیٹ کر اشاروں سے کر لے۔ اور ہاں روزہ میں یہ صورت نکلتی ہے کہ اگر وہ بہت بوڑھی ہیں تو روزوں کا فدیہ ادا کر سکتی ہیں۔ شیخ فانی یعنی بہت بوڑھی عورت کیلئے روزہ چھوڑنا جائز ہے اور ان پر ہر دن کے بدلے نصف صاع گندم کے حساب سے فدیہ واجب ہوگا۔ یعنی سوا دو سیر آٹے کی قیمت۔(نور الایضاح کتاب الصوم فی العوارض صوم صفحہ 161)

زکوٰۃ

سوال: مطرف ہما سوال کرتی ہیں کہ کیا زکوٰۃ کی رقم بہن یا بیٹی کو دی جا سکتی ہے؟

جواب: بہن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جب کہ زکوٰۃ کی حقدار ہو اور بیٹی کو جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فتاوٰی رضویہ میں درمختار کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ وعشر کا مصرف فقیر ہے۔ اور زکوٰۃ وعشر ایسے لوگوں پر صرف نہ کی جائے جن سے اپنی ولادت کا تعلق ہو۔ (فتاوٰی رضویہ جلد دہم صفحہ 264)

سوال: زرنگار سوال کرتی ہیں کہ کیا مالدار کے لیے صدقہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں تا کہ تشفی ہو؟

جواب: صدقہ واجب (مثلاً زکوٰۃ، صدقہ، فطر وغیرہ) مالدار کو لینا حرام اور دینا حرام اور اس کو دینے سے ادا نہ ہوگا۔

صدقہ نافلہ مالدار کو مانگ کر لینا حرام اور بے مانگے مناسب نہیں جب کہ دینے والا مالدار مالدار جان کر دے اور اگر محتاج سمجھ کر دے تو لینا حرام اور اگر لینے کے لیے اپنے آپ کو محتاج ظاہر کیا تو دہرا حرام۔

ہاں! وہ صدقات نافلہ کہ عام خلائق کے لیے ہوتے ہیں اور ان کے لینے میں کوئی ذلت نہیں وہ غنی کو بھی جائز ہیں جیسے حوض کا پانی، نیاز کی شیرینی، سرائے کا مکان، پل پر سے گزرنا وغیرہ۔ (فتاوٰی رضویہ جلد دہم صفحہ 261)

امید ہے کہ آپ کے مسئلے کا جواب فتاوٰی رضویہ کی روشنی میں ملنے کے بعد تشفی ہوگئی ہوگی۔

سوال: حسینہ ایوب کہتی ہیں کہ میرے پاس دولاکھ روپے زکوٰۃ کے موجود ہیں۔ مسجد کی تعمیر وغیرہ میں زکوٰۃ کی مذکورہ رقم خرچ کر سکتی ہوں جب کہ مسجد کی تعمیر وغیرہ کے لیے رقم کی ضرورت بھی ہے؟

جواب: بحرالرائق میں ہے کہ زکوٰۃ سے تعمیر مسجد، ملکیت کے لیے کفن اور اس کا اداء قرض

اور ایسے غلام کا خریدنا جائز نہیں جسے آزاد کردیا گیا ہو۔ اور ان چاروں میں جواز کا حیلہ یہ ہے کہ آدمی زکوٰۃ فقیر کو دے پھر اسے کہے کہ ان چاروں پر خرچ کرے، صاحب مال کے لیے زکوٰۃ کا ثواب اور فقیر کے لیے خرچ کا ثواب ہوگا۔

لہٰذا حسینہ بی بی آپ دو لاکھ روپے بطور زکوٰۃ کسی شرعی فقیر کو مالک کردیں اور پھر وہ فقیر مسجد میں صرف کردے۔ اس طرح آپ کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی اور مسجد میں خرچ کرنے کی وجہ سے فقیر کو بھی اجر ملے گا۔ یاد رہے کہ مسجد کے لیے حیلہ کی رقم تب ہی استعمال کرے جب بہت زیادہ ضرورت ہو۔ حتی الامکان مسجد میں چندہ ہی کی رقم لگائی جائے اور زکوٰۃ فقراء و مساکین کو دی جائے تاکہ مستحقین زکوٰۃ کی حاجت روائی ہوسکے اور وہ محروم نہ رہیں۔

(ملخص از فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 256)

حدیث پاک میں ہے کہ اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کو اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (ردالمحتار جلد دوم صفحہ 13)

سوال: زرینہ احمد سوال کرتی ہیں کہ کیا طالبعلم کو زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں جب کہ صحت مند اور کمانے پر قدرت بھی رکھتا ہو؟

جواب: وہ دینی طالبعلم جو صاحب نصاب نہ ہو انہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے بلکہ انہیں دینا افضل ہے جب کہ وہ طالب علم دین کو بطور دین پڑھتا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 253)

سوال: مطربہ سوال کرتی ہیں کہ کیا سیدوں کو زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں جب کہ وہ غریب و مفلوک الحال ہوں۔ اگر شرعاً سیدوں کو زکوٰۃ نہ دے سکتے ہوں تو کوئی ایسا طریقہ ارشاد فرمائیں کہ ہم ان غریب سیدوں کی مدد کرسکیں؟

جواب: مطربہ بی بی آپ کے سوال کے کئی جز ہیں۔ ہر جز کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ سادات کرام و تمام بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلاثہ بلکہ ائمہ مذاہب اربعہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع قائم ہے۔

امام شعرانی رضی اللہ عنہ میزان میں فرماتے ہیں کہ "باتفاق ائمہ اربعہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب پر صدقہ فرضیہ حرام ہے اور وہ پانچ خاندان ہیں آل علی، آل عباس، آل جعفر،

آل عقیل، آل حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ۔

ابن سعد کی روایت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے اہل بیت پر صدقہ حرام فرمایا ہے“۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ اس کی علت پر ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اور بے شک اس تحریم کی علت ان حضرات عالیہ کی عزت و کرامت و نظافت و طہارت ہے کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے۔ اور گناہوں کا دھوون اس ستھری نسل والوں کے قابل نہیں“۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 100 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

چنانچہ ثابت ہوا کہ سادات کرام کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں نیز اگر دے بھی دے تو ادا نہ ہوگی بلکہ گنہگار ہوگا۔

رہا یہ ہے اس زمانہ پر آشوب میں حضرات سادات کرام کی مدد کس طرح ہو تو اس ضمن میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فتاویٰ رضویہ میں بڑے نفیس انداز میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ

”بڑے مال والے اگر اپنے خالص مالوں سے بطور ہدیہ ان حضرات عالیہ (عالی مرتبہ) کی خدمت نہ کریں تو ان کی بے سعادتی ہے۔ وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جد امجد حضور نبی مکرم ﷺ کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا و ماویٰ نہ ملے گا۔ کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انہی کے صدقے میں ان کی سرکار سے عطا ہوا جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں ان کی خوشنودی کے لیے ان کے پاک مبارک بیٹوں پر اس کا ایک حصہ صرف کیا کریں کہ اس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم، رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے بھاری انعاموں، عظیم اکراموں سے مشرف ہوں۔

ابن عساکر امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”جو میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا کروں گا“۔

خطیب بغدادی امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من صنع صنیعة الی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلی مکافاتة اذا لقینی۔

"جو شخص اولاد عبدالمطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے۔ جب وہ بروز قیامت مجھ سے ملے گا"۔

اللہ اکبر...... اللہ اکبر...... قیامت کا دن، وہ قیامت کا دن، وہ سخت ضرورت، سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو محمد ﷺ صاحب التاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیا کچھ نہال فرمادیں۔ ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دو جہاں کو بس ہے بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں صلوں سے اعلیٰ و انفس ہے جس کی طرف کلمہ کریمہ " اذ لقینی " (جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا)۔ اشارہ فرماتا ہے۔ بلفظ اذ تعبیر فرمانا الحمد للہ روز قیامت وعدۂ وصال و دیدار محبوب ذی الجلال کا مژدہ سناتا ہے۔

مسلمانو! اور کیا درکار ہے دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو و باللہ التوفیق۔

اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو الحمد للہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمت سادات بھی بے جا ہو۔ یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ (کہ اپنی بات سے نہ پھرے) مال زکوٰۃ سے کچھ (لائق اعتماد) روپے بہ نیت زکوٰۃ دے کر مالک کو دے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کر دو۔ اس سے وہ دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو دی گئی اور جو یہ سید نے پایا نذرانہ تھا اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمت سید کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا۔

ان امور خیر کا ثواب دونوں کے لیے ہے کیونکہ جو کسی نیکی پر رہنمائی کرتا ہے اسے بھی عمل کرنے والے کی طرح ثواب ملتا ہے۔

اسی طرح امام سیوطی نے جامع صغیر میں نقل کیا ہے:

"اگر صدقہ سو ہاتھ سے بھی گزرے تو اجر میں بغیر کسی کمی کے ہر ایک کو اتنا ہی اجر حاصل

ہو گا جتنا پہلے کو ہے"۔ (ملخص از فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 107-105)

امید ہے کہ درج بالا مفصل بیان سے آپ کو مسئلے کا اطمینان بخش جواب مل گیا ہو گا۔

سوال: نور جہاں سوال کرتی ہیں کہ میری پڑوسن بطور زکوٰۃ اناج و کپڑے دیتی ہے یعنی پیسے نہیں دیتی تو کیا ان کی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے؟

جواب: عوض زکوٰۃ کے محتاجوں کو کپڑے پہنا دینا، انہیں کھانا کھلا دینا جائز ہے۔ اور اس سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ خاص طور پر روپیہ دینا ہی واجب نہیں مگر ادائے زکوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ اس قدر مال کا محتاجوں کو مالک کر دیا جائے۔

اگر فقیروں یا محتاجوں کو اپنے گھر بلا کر کھانا پکا کر بطریق دعوت کھلایا تو ہرگز زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ یہ صورت اباحت کی ہے نہ کہ تملیک کی، یعنی دعوت کھانے والا اس کھانے کا مالک نہیں بن جاتا۔ لہٰذا اس کو یوں کہے کہ چاہے تو خود کھائے، چاہے جانور کو کھلائے، بچے تو ساتھ لے جائے۔ لہٰذا کپڑا دیں یا اناج مکمل طور پر اس کو مالک بنا دیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (ملخص از فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 71)

سوال: درنایاب سوال کرتی ہیں کہ میری خالہ بیوہ ہیں۔ تین یتیم بچے بھی ہیں۔ خود مالک نصاب ہیں یعنی تھوڑا زیور ہے بری وغیرہ کا جس پر زکوٰۃ بہت مشکل سے ادا کرتی ہیں۔ سلائی کر کے گھر کا خرچ چلاتی ہیں بہت تنگی سے گزرہ ہوتا ہے۔ گھر میں فرج، فرنیچر اور ٹی وی بھی ہے۔ کیا ایسی صورت میں یتیم بچوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: جو شخص مالک نصاب ہو (جبکہ وہ مال حاجت اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، اہل خانہ کے لیے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجت اصلیہ سے ہیں) اسے زکوٰۃ دینا جائز نہیں آپ کی خالہ اگرچہ بیوہ ہیں اور غریب بھی ہیں لیکن مالک نصاب ہیں تو انہیں زکوٰۃ اصلاً جائز نہیں۔

(بہار شریعت جلد اول، حصہ پنجم صفحہ 32)

سوال: ایک شخص کے پاس اپنی کمائی کی کچھ رقم تھی۔ انہوں نے حج کرنے کے ارادے سے درخواست دی اور رقم جمع کروائی لیکن قرعہ اندازی میں ان کا نام نہیں آیا اور حکومت

وقت کی جانب سے ان کو وہ رقم واپس مل گئی۔ وہ شخص آئندہ سال حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور درخواست بھی جمع کروانے کا ارادہ ہے۔ آپ یہ بتایئے کہ حج کے ارادے سے جو رقم رکھی گئی ہے اس پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی یا نہیں؟

جواب: اس رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ زکوٰۃ کے واجب ہونے کی دسویں شرط سال گزرنا ہے لہٰذا وہ رقم کسی بھی غرض کے لیے جمع کر کے رکھی اس پر سال گزر گیا تو اس مال پر زکوٰۃ واجب ہو گئی۔ (بہار شریعت حصہ 5 صفحہ 333)

سوال: مشعال طاہر سوال کرتی ہیں کہ میرے چچازاد پر بہت قرض ہے اگر میرے بھائی یہ رقم بغیر ہمارے چچازاد بھائی کو اطلاع دیے زکوٰۃ کی مد میں سے ان کے قرض خواہ کو دے دیں تو کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اگر انہیں اطلاع دیتے ہیں تو بہت خوددار ہیں قبول نہیں کریں گے؟

جواب: محترمہ مشعال صاحبہ! اگر آپ کے بھائی مذکورہ رقم دل میں زکوٰۃ کی نیت کر کے آپ کے چچازاد بھائی کے حوالے کر دیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اب وہ جس طرح چاہے خرچ کریں۔

اور اگر بے اطلاع زکوٰۃ کی رقم سے ان کا قرض ادا کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی کہ زکوٰۃ میں شرط تملیک یعنی مالک بنانا ہے اور یہاں یہ شرط مفقود ہے (زکوٰۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دے بلکہ صرف نیت زکوٰۃ کافی ہے)۔ (بہار شریعت حصہ 5 صفحہ 336)

سوال: تابندہ بنت لقمان سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی شخص کے پاس سال کے شروع میں حاجت اصلیہ سے زائد اور قرض سے فارغ 10 ہزار ہوں اس سال کے دوران اس کو وقتاً فوقتاً مزید رقم حاصل ہوتی رہی تو کیا زکوٰۃ اس رقم پر ہو گی جو سال کے شروع میں اس کے پاس تھی؟

جواب: اس شخص کے کل مال پر زکوٰۃ ہو گی۔ عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مال کے ہر ہر جز پر سال گزرنا شرط ہے حالانکہ ہر جز پر سال گزرنا شرط نہیں۔ کیونکہ اگر شرعاً سال کے شروع میں نصاب کامل ہو تو دوران سال اس جنس کا جتنا مال حاصل ہو اس کا بھی وہی سال شمار ہو گا جو کہ پہلے سال کا تھا۔ اس نئے مال کا جدا سال نہیں بلکہ پہلے مال کا ختم سال اس کے لیے

بھی سال تمام ہے۔

مثلاً زید کو عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک مہینے میں تیرہ ہزار بطور میراث کے پھر 25 شوال کو کرائے کی مد میں 25 ہزار حاصل ہوئے اس طرح سال کے آخر میں زید کے پاس 37 ہزار ہو گئے۔ اب زید پر زکوۃ واجب ہے کہ اس کل رقم کی زکوۃ نکالے۔ چونکہ تمام نوٹ ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں لہٰذا دوران سال جتنے روپے حاصل ہوں گے اس کا وہی سال شمار ہوگا جو کہ 12 ہزار کا تھا۔ (بہار شریعت حصہ 5 صفحہ 333)

سوال: چاندنی بیگم سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی کے پاس سال کی ابتدا میں ساڑھے باون تولہ چاندی تھی پھر دوران سال اس کو چار ہزار روپے حاصل ہوئے جو کہ نصاب کی مقدار سے کم ہے تو کیا چاندی پر سال گزرنے پر اس پر زکوۃ ہوگی یا نہیں؟

جواب: چاندی کے ساتھ ساتھ ان چار ہزار روپوں پر بھی زکوۃ ہوگی کیونکہ کرنسی چاندی و سونے کے تابع ہے لہٰذا جب چاندی پر سال تمام ہو جائے گا تو روپوں پر بھی سال پورا ہو جائے گا۔ چنانچہ چار ہزار کی چاندی فرض کر کے پہلے سے موجود چاندی میں شامل کی جائے پھر سب پر زکوۃ نکالی جائے۔

جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں اس نے کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اس نئے مال کا جدا سال نہیں بلکہ پہلے مال کا ختم سال اس کے لیے بھی سال تمام ہے۔ (بہار شریعت حصہ 5 صفحہ 332)

سوال: بخت آور سوال کرتی ہیں کہ کیا کئی سالوں کی پیشگی زکوۃ ادا کرنی جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! صاحب نصاب کے لیے کئی سال کی زکوۃ ایڈوانس میں ادا کرنا جائز ہے بشرطیکہ آئندہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنے کے بعد اس کا نصاب اتنے سال باقی رہے کہ جتنے سال کی زکوۃ ادا کر چکا ہے۔ اگر بالفرض اب وہ نصاب نہ رہا، زکوۃ ایڈوانس میں دے چکا ہے تو اب وہ صدقات نافلہ کے قائم مقام ہو جائیں گے۔

بہار شریعت میں عالمگیری کے حوالہ سے ہے "مالک نصاب پیشتر سے چند سال کی بھی زکوۃ دے سکتا ہے"۔ (بہار شریعت حصہ 5 صفحہ 336)

سوال: نورین صدیقی سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی کے مال پر سال کی تکمیل رجب الرجب میں ہوئی ہے مگر مال کا مالک چاہتا ہے کہ زکوۃ ماہ رمضان میں ادا کروں کہ اس میں زیادہ ثواب ہے۔ کیا اس کے لیے سال کی تکمیل کی تاریخ بدلنا جائز ہے؟

جواب: سال کی تکمیل کی تاریخ بدلنا جائز نہیں۔ یعنی جونہی رجب الرجب میں سال پورا ہوا اس پر اپنے مال کی زکوۃ کی ادائیگی واجب ہے۔ اب رمضان المبارک کا انتظار نہیں کر سکتا کرے گا تو گنہگار ہوگا۔

ہاں البتہ اس کے لیے حیلہ اختیار کیا جا سکتا ہے کہ سال آئندہ کی زکوۃ ماہ رمضان میں پیشگی ادا کرے پھر آئندہ ہر سال ماہ رمضان میں آئندہ سال کی پیشگی زکوۃ ادا کرتی رہے۔ یہ بھی پورے مہینے نہیں چلے گا بلکہ ایک تاریخ فکس کرنا ہوگی۔ اس تاریخ اور اس وقت سے پہلے پہلے ادائیگی کرنی ہوگی۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب سال تمام ہو فوراً پوری زکوۃ ادا کرے۔ ہاں اولیت چاہے تو سال تمام ہونے سے پہلے پیشگی ادا کرے اس کے لیے بہتر ماہ ماہِ رمضان المبارک ہے کہ اس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر ہے"۔

سوال: نسیم فرحت سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی کا مال دوران سال کم ہو جائے تو اس کی زکوۃ کس طرح دی جائے گی؟

جواب: شروع سال میں جس قدر مال کا مالک تھا اگر سال کے آخر میں اتنا ہی باقی ہے اور درمیان میں نقصان یا کمی رہی تو درمیانی حالت پر نظر نہ کی جائے گی۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ سب کا سب مال ختم نہ ہو جائے ورنہ ملک اول یعنی پہلے جتنا سال تھا سے شمار سال جاتا رہے گا اور جس دن ملک جدید ہوگی یعنی نیا سال آئے گا اس دن سے حساب کیا جائے گا۔

مثلاً یکم محرم کو مالک نصاب ہوا، جمادی الاول میں سب مال جاتا رہا۔ جس مہینہ پھر مال آیا تو اسی مہینہ سے سال گنیں گے حساب محرم جاتا رہا۔

درمختار میں ہے کہ:

"سال کی دونوں اطراف میں کمال نصاب (نصاب کا مکمل ہونا) کی شرط ہے۔ ابتداء میں انعقاد اور انتہاء میں وجوب کے لیے، درمیان مدت میں کمی نقصان دہ نہیں ہاں اگر سارا مال ہلاک ہو گیا تو سال باطل ہو جائے گا"۔

اگر یہ کمی ونقصان باقی رہا تو یعنی ختم سال پر ابتدائے سال جیسا ہوا تو اس وقت جس قدر موجود ہے اتنے کی زکوٰۃ واجب ہو گی اور احکام وہی ہوں گے جو کہ نصاب زکوٰۃ کے ہیں پھر اگر مال میں اس قدر کمی آ گئی کہ نصاب کی بقدر مال نہ رہا تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

(ملخص از فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ 90-89)

سوال: منیٰ انجم سوال کرتی ہیں کہ میری بھابھی افشاں مالک نصاب ہیں کہ ان کے جہیز کا بہت سا زیور ہے۔ ہمارے بھائی انہیں زکوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب دلاتے رہتے ہیں لیکن وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتی۔ بھائی کی آمدنی اس قدر نہیں کہ وہ بھابھی کے زیور کی زکوٰۃ بھی ادا کر دیں نیز بھائی نے بھی کچھ زیور بطور تحفہ بھابھی کو دے رکھا ہے اس صورت میں بھائی کے لیے کیا شرعی حکم ہے، کیا بھائی سے بھی مواخذہ ہوگا اور بھائی بھابھی کو کس حد تک ڈانٹ ڈپٹ کر سکتا ہے؟

جواب: زیور عورت کی ملک ہے اس کی زکوٰۃ ذمہ شوہر پر ہرگز نہیں اگرچہ اموال کثیرہ رکھتا ہو اور عورت کے نہ دینے پر مرد پر اس کا کچھ وبال نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (فاطر:18)

"کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی"۔ (کنز الایمان)

وہ زیور جو عورت کو دیا اور اس کی ملک کر دیا اس پر بھی یہی حکم ہے اور اگر ملک نہ کیا آتے ہی ملک میں رکھا اور عورت کو صرف پہننے کو دیا تو بے شک اس کی زکوٰۃ مرد کے ذمہ ہے جب کہ خود یا دوسرے مال سے مل کر بقدر نصاب فاضل عن الحاجۃ الاصلیۃ ہو، یعنی حاجت اصلیہ سے زائد ہو اور نصاب کو پہنچے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ 33-132)

سوال: سعدیہ انصاری سوال کرتی ہیں کہ زکوٰۃ ادا کرنے کا کیا فائدہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح تو مال زکوٰۃ ادا کر کے کم ہو جائے گا؟

جواب: زکوٰۃ اعظم فرض دین واہم ارکان اسلام سے ہے۔ لہٰذا قرآن عظیم میں بتیس جگہ نماز کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا اور طرح طرح سے بندوں کو اس فرض اہم کی طرف بلایا اور صاف فرمادیا کہ خبردار یہ نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہو گیا بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے۔

يَمۡحَقُ ٱللَّهُ ٱلرِّبَوٰاْ وَيُرۡبِي ٱلصَّدَقَٰتِۗ (بقرہ:276)

"اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو"۔ (کنز الایمان)

بعض درختوں کے کچھ اجزائے فاسدہ اسی قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں کہ پیڑ کی اٹھان کو روک دیتے ہیں۔ احمق نادان انہیں نہ تراشے گا کہ میرے پیڑ سے اتنا کم ہو جائے گا۔ پر عاقل ہوشمند تو جانتا ہے کہ اس کے چھانٹنے سے تو یہ لہلہا کر درخت بنے گا۔ یہی حساب زکوٰتی مال کا ہے۔

ابن خزیمہ اپنی صحیح اور طبرانی اوسط اور حاکم مستدرک میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی بے شک اللہ تعالیٰ نے اس مال کا شر اس سے دور کر دیا۔ اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کر لو اور زکوٰۃ دے کر اور اپنے بیماروں کا علاج کرو خیرات سے"۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ رحمۃ الرحمان فتاویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

"اے عزیز! ایک بے عقل گنوار کو دیکھ کہ تخم (بیج) گندم اگر پاس نہیں ہوتا تو اسے قرض لے کر حاصل کرتا ہے اور اسے زمین میں ڈال دیتا ہے اس وقت تو وہ اپنے ہاتھوں سے خاک میں ملا دیا مگر امید لگی ہے کہ خدا چاہے تو یہ کھونا بہت کچھ پانا ہو جائے گا۔ تجھے اس گنوار کے برابر بھی عقل نہیں یا جس قدر اسباب پر بھروسہ ہے اپنے مالک جل وعلا کے ارشاد پر اتنا اطمینان بھی نہیں کہ اپنے مال بڑھانے کو زکوٰۃ کا بیج نہیں ڈالتا۔

وہ فرماتا ہے زکوٰۃ دو تمہارا مال بڑھے گا اگر دل میں اس فرمان پر یقین نہیں تو یہ کھلا کفر ہے ورنہ تجھ سے بڑھ کر احمق کون ہے کہ اپنے یقینی نفع دین و دنیا کی ایسی تجارت چھوڑ کر

دونوں جہانوں کا ضائع کرنا مول لیتا ہے۔(ملخص از فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 12)
لہٰذا دنیا اور آخرت کے تمام فوائد کے پیش نظر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے کہ یہ اسلام کا فرض اعظم ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ
"تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو"۔

(سنی بہشتی زیور صفحہ 326)

سوال: کنول انصاری سوال کرتی ہیں کہ صاحب نصاب کسے کہیں گے؟

جواب: جس شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر رقم ہو (اور یہ سب حاجات اصلیہ سے فارغ ہوں) اس کو صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔(فیضان شریعت بحوالہ بہار شریعت حصہ پنجم)

سوال: ثمینہ عثمان سوال کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک تولہ سونا ہے اور ایک تولہ چاندی۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی چیز نصاب کے برابر نہیں تو صورت مذکورہ میں زکوٰۃ کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ثمینہ بیگم آپ کے پاس سونا اور چاندی دونوں موجود ہیں اور موجود زمانے میں اگر ایک تولہ سونا کی چاندی لے کر چاندی میں ملالی جائے تو چاندی کا نصاب (ساڑھے باون تولہ یعنی اس صورت میں ان پیسوں کی ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکتی ہے) پورا ہو جائے تو اس صورت میں از روئے شرع آپ پر زکوٰۃ واجب ہے۔

سوال: مصباح مشکور سوال کرتی ہیں کہ میرے پاس صرف دو تولہ سونا ہے اور میں ہر ماہ اپنی خرچی سے سو روپیہ بچا کر جمع کرتی ہوں تو اس صورت میں زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: مصباح بیگم آپ کے پاس دو تولہ سونا ہے جو کہ نصاب کے برابر نہیں لیکن آپ سو روپیہ ہر ماہ بچالیتی ہیں اگر دو تولہ سونا اور سو روپے کو ملانے سے اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر پہنچ جائے تو آپ پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

سوال: ہما نواز سوال کرتی ہیں کہ میرے پاس 3 تولہ سونا ہے اس کے علاوہ نہ ہی کچھ

چاندی ہے اور نہ ہی رقم (یعنی مہینے کے آخر میں کچھ بھی بچت نہیں ہوتی) تو کیا سونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: چونکہ آپ کے پاس 3 تولہ سونے کے علاوہ نہ ہی کچھ چاندی ہے اور نہ ہی رقم لہٰذا زکوٰۃ واجب نہیں۔ لیکن اگر آپ کے پاس 10 روپے بھی ہوں تو صورت مذکورہ میں تین تولہ سونا 10 روپے کے ساتھ ملانے سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے گا تو اس صورت میں زکوٰۃ واجب ہوگی لیکن اگر سونا ساڑھے سات تولہ سے کم ہو اور اس کے ساتھ نہ ہی کچھ چاندی ہو اور نہ ہی کچھ رقم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی لہٰذا اس بات کو ذہن نشین رکھنا چاہیے۔

سوال: فرح ناز سوال کرتی ہیں کہ میرے پاس سونے یا چاندی کی کوئی چیز نہیں لیکن چالیس ہزار روپے ہیں تو کیا ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: جی ہاں آپ پر زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ صرف سونے اور چاندی کے بقدر نصاب ہونے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی بلکہ اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر کسی کے پاس رقم موجود ہو تو سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مثال کے طور پر اگر مارکیٹ میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت دس ہزار روپے ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

سوال: شگفتہ کنول سوال کرتی ہیں کہ میرے پاس آٹھ تولہ سونا ہے اس کے علاوہ چاندی اور رقم کچھ نہیں لہٰذا مجھے کتنے سونے کی زکوٰۃ دینی ہوگی؟

جواب: سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور آپ کے پاس نصاب سے زیادہ سونا ہے لہٰذا بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم میں ہے کہ

"نصاب سے زیادہ مال ہے تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی"۔

چونکہ آپ کے پاس نصاب سے زیادہ سونا ہے مگر یہ زیادتی نصاب کے پانچویں حصہ کو نہیں پہنچتی لہٰذا صرف ساڑھے سات تولہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی بقیہ آدھے تولہ کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ ساڑھے سات تولہ کا پانچوں حصہ ڈیڑھ تولہ ہے لہٰذا اگر ساڑھے سات تولہ سونا میں

ڈیڑھ تولہ سونے کا اضافہ ہوگیا تو اس صورت میں نصاب سے زیادہ مال کی بھی زکوٰۃ واجب ہوگی یعنی پورے نو تولہ سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (بہار شریعت جلد 6 حصہ پنجم صفحہ 106)

سوال: فائقہ سوال کرتی ہیں کہ حاجت اصلیہ سے کیا مراد ہے نیز ان پر زکوٰۃ واجب ہونے یا نہ ہونے کے متعلق شریعت مطہرہ کا حکم کیا ہے؟

جواب: حاجت اصلیہ سے مراد وہ اشیاء جن کی زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہوتی ہے تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسے رہنے کا مکان، سردیوں، گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، گھر کا سامان، کار موٹر سائیکل وغیرہ، آلات حرب، پیشہ وروں کے اوزار اور اہل علم کے لیے ضرورت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلہ وغیرہ۔ چنانچہ یہ اشیاء چونکہ حاجت اصلیہ سے تعلق رکھتی ہیں لہٰذا ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری، درمختار)

سوال: ملیحہ سوال کرتی ہیں کہ وہ اشیاء جو کہ آرائش و زیبائش کے لیے ہوتی ہیں جیسے فرنیچر، ڈیکوریشن کا سامان وغیرہ۔ تو چونکہ عموماً زندگی بسر کرنے کے لیے ان کی ضرورت نہیں ہوتی اس لحاظ سے یہ حاجت اصلیہ سے زائد سامان ہوا تو کیا ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: زکوٰۃ صرف تین قسم کے مال پر واجب ہوگی:

۱۔ ثمن (سونا چاندی) ۲۔ سائمہ (چرائی پر چھوٹے جانور) ۳۔ مال تجارت

سونا چاندی (جب کہ بقدر نصاب ہوں یعنی سونا ساڑھے سات تولہ اور چاندی ساڑھے باون تولہ ہو) تو اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، ان کی تجارت کی جائے یا نہ کی جائے، استعمال میں ہوں یا نہ ہوں ہر صورت میں زکوٰۃ ان پر واجب ہوگی۔

اس کے علاوہ سامان پر زکوٰۃ صرف اسی وقت واجب ہوگی جب کہ وہ سامان تجارت کی غرض سے ہوں ورنہ سامان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اگرچہ حاجت اصلیہ سے زائد ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے۔

لہٰذا ملیحہ بیگم آرائش و زیبائش کا سامان اگرچہ حاجت اصلیہ سے زائد ہے اور عموماً زندگی گزارنے کے لیے ان کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن چونکہ کوئی انہیں تجارت کرنے کی غرض سے نہیں رکھتا لہٰذا ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ 10)

سوال: ربیعہ سوال کرتی ہیں کہ ہمارے گھر دو فریج ہیں ان میں سے ایک ہم استعمال کرتے ہیں اور دوسرا استعمال میں نہیں آتا اسی طرح ہمارے دو گھر ہیں۔ایک میں تو ہم رہتے ہیں اور دوسرا خالی ہے تو کیا ان ضرورت سے زائد اشیاء پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: نہیں سامان پر صرف اسی صورت میں زکوٰۃ واجب ہوگی جب کہ وہ تجارت کی غرض سے ہو تو چونکہ اس زائد فریج اور مکان سے مقصود تجارت کرنا نہیں ہے لہٰذا زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

سوال: بدر فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ ایک مکان سستا بک رہا تھا۔میرے والد نے اسے اس غرض سے خرید لیا کہ کچھ عرصہ بعد جب اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو منافع کے ساتھ بیچ دوں گا تو کیا اس صورت میں اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: جی ہاں! سال گزرنے پر اس مکان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔کیونکہ آپ کے والد نے مکان بیچنے کی غرض سے خریدا ہے لہٰذا کوئی بھی چیز جو کہ بیچنے کی غرض سے خریدی جائے تو اس پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔

سوال: شائستہ کنول سوال کرتی ہیں کہ میرے بھائی نے اپنے استعمال کے لیے ایک اسکوٹر خریدی لیکن دو ماہ بعد اس نے بیچنے کی نیت کر لی کہ اگر مناسب داموں میں بک جائے تو بیچ دوں گا۔لیکن سال گزر چکا ہے اب تک اسکوٹر نہیں بکا تو شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: بہار شریعت حصہ پنجم میں ہے کہ نیت تجارت کے لیے شرط ہے کہ وقت عقد (یعنی خریدتے وقت) نیت ہو تو اگر عقد کے بعد (یعنی خریدنے کے بعد نیت کی زکوٰۃ واجب نہ ہوئی۔یونہی اگر رکھنے کے لیے کوئی چیز لی اور یہ نیت کی نفع ملے گا تو بیچ ڈالوں گا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔(بحوالہ درمختار)

لہٰذا آپ کے بھائی نے اسکوٹر اپنے استعمال کی غرض سے خریدا تھا بعد میں بیچنے کی نیت کی تو اس پر سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی کیونکہ مال پر اس وقت زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب خریدا بھی بیچنے کی غرض سے ہو۔

سوال: نایاب فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ میرے ماموں نے چھ ہزار کی چھ استریاں بیچنے کی

غرض سے خریدی جن میں سے تین بک چکی ہیں اور تین باقی ہیں تو اگر ان تین پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی جب کہ فی استری کی قیمت بارہ سو روپے ہو گئی ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے بحوالہ عالمگیری

"مال تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی سے کم نہ ہو اور اگر مختلف قسم کی چیزیں ہوں تو سب کی قیمتوں کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ کی قدر ہو۔ (عالمگیری)

یعنی جب کہ اس کے پاس یہی مال ہو اور اگر اس کے پاس سونا چاندی اس کے علاوہ ہو تو اسے ملائیں گے۔

لہٰذا ایک تو یہ کہ آپ کے ماموں نے جو 6000 ہزار کی قیمت پر استریاں خریدیں اول سال بھی اس کی قیمت بقدر نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کے برابر نہیں ہے جب کہ مال تجارت پر زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے شرط ہے کہ وہ شے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم نہ ہو۔

اور دوسرا یہ کہ سال گزرنے پر تین استریاں باقی رہ گئیں جو اس وقت کے حساب سے 3600 کی بقدر ہیں تو اگر آپ کے ماموں کے پاس اس کے علاوہ کچھ مقدار میں سونا، چاندی ہے اس کو ملانے سے یہ بقدر نصاب ہو جائے تو پھر زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔

سوال: فریال کاظمی سوال کرتی ہیں کہ ہمارے دو مکان کرائے پر ہیں تو کیا ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: بہار شریعت بحوالہ عالمگیری میں ہے کہ کرائے پر اٹھانے کے لیے دیگیں ہوں ان کی زکوٰۃ نہیں۔ یونہی کرائے کے مکان کی۔

سوال: قمر ہاشمی سوال کرتی ہیں کہ ہمارا ایک مکان کرائے پر ہے جس سے ہر ماہ تین ہزار آتا ہے جسے میں محفوظ کر کے رکھ لیتی ہوں تو کیا ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: اگر آپ کے پاس مکان کے جمع شدہ کرائے کے علاوہ (سونا، چاندی) کچھ بھی نہیں تو اس صورت میں جس دن جمع شدہ رقم نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کے

برابر پہنچ جائے تو اس دن سے سال زکوٰۃ شروع ہوگا اور اس دن سے سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مثال کے طور پر ساڑھے باون تولہ چاندی دس ہزار روپے کی ہے اور جنوری سے کرایہ آنا شروع ہوا تو اپریل میں بارہ ہزار ہو جائیں گے تو اب سے سال شروع ہوگا اور اگلے سال اپریل میں سال پورا ہوگا اور تمام جمع شدہ مال کی اس میں زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ لیکن اگر مکان کے کرائے کے علاوہ کچھ سونا، چاندی ہے کہ اس کرائے کی رقم ملانے سے ساڑھے باون تولہ چاندی کا نصاب پورا ہوتا ہے تو پھر سال زکوٰۃ اسی وقت سے شروع ہو جائے گا جب سے کرایہ ملنا شروع ہوا۔

مثال کے طور پر جنوری سے کرایہ ملنا شروع ہوا اور ایک تولہ سونا اس کے پاس ہے تو یہ ایک تولہ سونا کرائے کی رقم کے ملانے سے نصاب یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی جتنا پورا ہو جاتا ہے لہٰذا جیسے ہی سال پورا ہوا زکوٰۃ ادا کر دے۔

سوال: شاہدہ واحد سوال کرتی ہیں کہ میرے سسر میرے شوہر سے کہا کرتے تھے کہ واحد تم لوگوں کی مدد تو کرتے ہو یہ نیکی ہے لیکن بعض لوگوں کی مانگنے کی عادت بھی ہوتی ہے یہ بہت بری بات ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی سے کچھ مانگنا (جیسے کپڑے وغیرہ) شرعاً کیسا ہے نیز گداگروں، پیشہ ور مانگنے والوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو اپنی ضروریات شرعیہ کے مطابق مال رکھتا ہے یا اس کے کسب پر قادر ہے اسے سوال حرام ہے اور جو اس مال سے آگاہ ہو اسے دینا حرام ہے اور لینے اور دینے والا دونوں گنہگار و مبتلائے آثام۔ جیسا کہ حضور سید العالمین ﷺ فرماتے ہیں:

"صدقہ حلال نہیں کسی غنی کے لیے، نہ کسی تندرست کے لیے"۔

نیز صحاح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

جو لوگوں سے سوال کرے اور اس کے پاس وہ شے ہو جو اسے بے نیاز کرتی ہو وہ روز قیامت اس حال پر آئے گا کہ اس کا وہ سوال اس کے چہرہ پر خراش و زخم ہوگا"۔

نیز فرماتے ہیں حضور ﷺ:

"جو اپنا مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے ان کے مال کا سوال کرتا ہے وہ جہنم کی آگ کا ٹکڑا مانگتا ہے۔ اب چاہے تھوڑی لے یا بہت"۔

نیز فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ:

"جو بے حاجت وضرورت شرعیہ سوال کرے وہ جہنم کی آگ کھاتا ہے"۔

سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ در مختار کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں کہ

"جس شخص کے پاس ایک دن کی روزی موجود ہو یا وہ توانا ہو اس کے لیے روزی کا سوال کرنا جائز نہیں۔ اس کے حال سے آگاہ شخص اگر اسے کچھ دے گا تو وہ گنہگار ہو گا کیونکہ وہ حرام پر اس کی مدد کر رہا ہے"۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ:2)

"اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"۔ (کنز الایمان)

(فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ 308-307)

چنانچہ شاہدہ صاحبہ کسی حاجت مند کی حاجت پوری کرنا نیکی ضرور ہے اور اس کا بہت ہی اجر وثواب بھی ہے لیکن اگر کوئی شخص بلا حاجت کے سوال کرے تو اسے نہ دیا جائے کہ ایک تو سوال کرنا حرام دوسرا اس کی مدد کرنا حرام۔

نیز پیشہ ور گداگروں کی ہرگز مدد نہ کی جائے کہ فی زمانہ گداگری ایک پروفیشن بن چکا ہے۔ اس کی باقاعدہ تنظیمیں ہیں جو اسے چلا رہی ہیں۔ روزانہ کے لاکھوں کمائے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ان کی مدد نہیں بلکہ درحقیقت گناہ پر مدد ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔

سوال: مہر کاظمی سوال کرتی ہیں کہ وہ زیور جو کسی نے اپنی لڑکیوں کو بنوا دیا اور ان کی ملک میں کر دیا وہ لڑکیاں ابھی نابالغ ہیں کیا ہم اپنے زیورات وغیرہ کی زکوٰۃ نکالتے وقت ان کو شامل کریں؟

جواب: جو زیور لڑکیوں (نابالغ) کو ہبہ کر دیا اس کی زکوٰۃ نہ اس پر ہے نہ نابالغ بچیوں پر۔ آپ پر اس لیے نہیں کہ یہ آپ کی ملک نہیں اور نابالغ بچیوں پر اس لیے نہیں کہ وہ بالغ

نہیں۔(فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ 145)

سوال: ذاکرہ نورانی سوال کرتی ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی جو کہ ابھی نابالغہ ہے اس کے لیے زیور بنوا کر رکھا ہے اور اس زیور کو بیٹی کے نام کر دیا ہے ان زیورات کی زکوٰۃ کس پر ہے۔ خیال رہے کہ یہ زیور میں نے جہیز کی نیت سے بنایا ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فتاوی رضویہ شریف میں اس مسئلے کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"نابالغ لڑکیوں کا جو زیور بنا دیا گیا اگر ابھی انہیں مالک نہ کیا گیا بلکہ اپنی ہی ملک پر رکھا اور ان کے پہننے کے صرف میں آتا ہے اگرچہ نیت یہ ہو کہ بیاہ ہونے پر ان کے جہیز میں دے دیں گے جب تو وہ زیور ماں باپ جس نے بنایا ہے اسی کی ملک ہے اگر تنہا یا اس کے اور مال سے مل کر قدر نصاب ہے اسی مالک پر اس کی زکوٰۃ ہے اور اگر نابالغ لڑکیوں کی ملک کر دیا گیا تو اس کی زکوٰۃ کسی پر نہیں۔ ماں باپ پر تو یوں نہیں کہ ان کی ملک نہیں اور لڑکیوں پر یوں نہیں کہ وہ نابالغہ ہیں جب جوان ہوں گی اس وقت سے ان پر احکام زکوٰۃ وغیرہ کے جاری ہوں گے"۔(فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ 145)

سوال: ارومہ اسماعیل سوال کرتی ہیں کہ زکوٰۃ اعلان سے دینا بہتر ہے یا خفیہ طور سے؟

جواب: زکوٰۃ اعلان سے دینا بہتر ہے اور خفیہ طور سے دینا بھی بے تکلف روا ہے۔ اگر کوئی صاحب عزت حاجت مند ہو کہ اعلانیہ نہ لے گا یا اس میں سبکی سمجھے گا تو اسے خفیہ بھی دینا بہتر ہے۔(فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ 158)

سوال: رفیعہ عدنان سوال کرتی ہیں کہ میرے چچا کا اپنا ذاتی مکان ہے اور ان کی ماہانہ آمدنی کل چار ہزار روپے ہے اور بوجہ عیالدار ہونے کے میرے چچا کی فیملی کا خرچ کل چھ ہزار روپے ہے تو کیا انہیں زکوٰۃ کے مال سے امداد دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جی ہاں انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگرچہ ماہانہ آمدنی سات یا آٹھ ہزار کی ہو۔ مگر اس کے ضروری مصارف و نفقہ اہل و عیال سے اتنا نہ بچتا ہو کہ اپنی حاجت اصلیہ سے نصاب کی رقم کا مالک ہو۔

سوال: صبا منان سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی شخص کے پاس مال زکوٰۃ کے قابل ہے اس نے اس مال سے اکٹھی رقم مسلمان فقیر کو دے دی لیکن اس نے رقم دیتے وقت زکوٰۃ ک کی نیت نہ کی نہ اس کے دل میں خیال آیا کہ زکوٰۃ ادا کرتا ہوں۔ بعد میں خیال آیا ہو تو یہ دیا ہوا روپیہ زکوٰۃ میں داخل ہوا یا نہیں؟

جواب: اگر یہ مال جو محتاج کو دیا خالص بہ نیت زکوٰۃ الگ کر رکھا تھا یعنی اس نیت سے جدا کر کے رکھ چھوڑا کہ اسے زکوٰۃ میں دیں گے تو جس وقت اس میں سے محتاج کو دیا گیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اگرچہ دیتے وقت زکوٰۃ کا خیال نہ آیا۔ اور اگر ایسا نہ تھا تو وہ مال جب تک محتاج کے پاس موجود ہے اب اس میں زکوٰۃ کی نیت کر لے صحیح ہو جائے گی۔ اور اگر اس کے پاس نہ رہا تو اب نیت نہیں کر سکتا یہ مال خیرات نفل میں گیا زکوٰۃ ادا کرے۔

درمختار میں ہے کہ

"صحت ادائیگی زکوٰۃ کے لیے ادائے وقت کا نیت سے متصل (ملا) ہونا ضروری ہے خواہ حکمی ہو مثلاً کسی نے بلا نیت زکوٰۃ ادا کر دی اور ابھی مال فقیر کے قبضہ میں ہو تو نیت کر لی یا کل یا بعض مال برائے زکوٰۃ جدا کرتے وقت نیت کر لی جائے باقی جدا کرنے سے ذمہ داری پوری نہیں ہوتی بلکہ فقراء تک پہنچانے سے ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 161)

سوال: ثناء نور سوال کرتی ہیں کہ عورت کے مہر پر زکوٰۃ ہوگی؟

جواب: مہر کا مال وصول ہونے پر سال گزرنے کی شرط کے ساتھ زکوٰۃ واجب ہوگی اگر مہر مطلق ہے کہ جس کی وصولی کے لیے کوئی دن تاریخ مقرر نہیں تو جب تک وصول نہ کرے گی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ خیال رہے کہ وصولیابی کے بعد سال گزرنا شرط ہے۔

سوال: طوبیٰ سوال کرتی ہیں کہ میرے بھائی نے پوچھا ہے کہ میں نے شادی کے وقت اپنی بیوی کو حق المہر میں 13 تولہ سونا دیا تھا، کیا یہ جائز ہے۔ اور 3 تولہ سونا وہ اپنے جہیز میں لائی تھی۔ چنانچہ کل سونا 16 تولہ ہوا۔ اب میری بیوی اگر زکوٰۃ 16 تولہ پر نہیں دے سکتی تو کیا اس کی یہ زکوٰۃ میں اپنے خرچے سے دے سکتا ہوں اور پھر یاد رہے کہ حق المہر بھی میں نے ہی ادا کیا تھا؟

جواب: چونکہ سونا آپ کی بیوی کی ملکیت ہے اس لیے اس کی زکوۃ تو اسی کے ذمہ ہے لیکن اگر آپ اس کے کہنے پر اس کی طرف سے زکوۃ ادا کردیں گے تو ادا ہو جائے گی۔

سوال: افراح کہتی ہیں میں زکوۃ کے بارے کچھ زیادہ ہی محتاط ہوں اس لیے اس فرض کو باقاعدگی سے ادا کرتی ہوں لیکن میں نے سنا ہے کہ ماں اگر اپنا زیور اپنی بیٹی کے لیے اٹھا رکھے یا یہ نیت کرے کہ یہ سونا میں اپنی بیٹی کو جہیز میں دوں گی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی اور جب یہ زیور سونا بیٹی کو ملے تو وہ اس کو پہن کر یا استعمال میں لا کر زکوۃ ادا کرے۔ آپ وضاحت فرمائیں کہ لڑکی کے لیے کوئی زیور بنوا کر رکھا جائے تو زکوۃ دی جائے یا نہیں؟

جواب: اگر لڑکی کو زیور کا مالک بنا دیا تو جب تک وہ لڑکی نابالغ ہے اس پر زکوۃ نہیں۔ بالغ ہونے کے بعد لڑکی پر زکوۃ واجب ہوگی جب کہ صرف یہ زیور یا اس کے ساتھ کچھ نقدی نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے۔ صرف یہ نیت کرنے سے کہ یہ زیور لڑکی کے جہیز میں دیا جائے گا زکوۃ سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جب تک لڑکی کو اس کا مالک نہ بنا دیا جائے۔

سوال: علشبہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوۃ تو ادا کرے مگر مکمل ادا نہ کرے کہ جن کی پراپرٹی کروڑوں میں ہوتی ہے ان کی زکوۃ بھی لاکھوں میں بنتی ہے جب کہ وہ کچھ رقم ادا کر کے سمجھتے ہیں کہ ان کی زکوۃ ادا ہوگئی تو کیا یہ بات درست ہے۔ نیز بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ تھوڑی بھی زکوۃ سب مال کو پاک کر دیتی ہے؟

جواب: زکوۃ اسلام کے اہم ستونوں میں سے ایک ستون ہے۔ لہٰذا تمام مال کی اور ہر سال زکوۃ ادا کرنا ہر مالک نصاب پر فرض ہے اور زکوۃ ادا نہ کرنے والے پر قرآن و حدیث میں کئی وعیدات موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

"اور جو جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی"۔ (کنز الایمان، سورۂ توبہ:34)

"جس دن تپایا جائے گا وہ سونا، چاندی جہنم کی آگ سے پس داغی جائیں گے اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ یہ ہے جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب

چکھو مزا اس جوڑنے کا"۔ (کنز الایمان)

اسی طرح حدیث پاک میں حضور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، فرمایا نبی ﷺ نے ان کے سر، پستان پر وہ جہنم کا گرم پتھر رکھیں گے کہ سینہ توڑ کر مثانہ سے نکل جائے گا اور مثانہ کی ہڈی پر رکھیں گے کہ ہڈیاں توڑتا سینہ سے نکلے گا"۔ (صحیح بخاری باب الزکوٰۃ جلد اول صفحہ 189)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ن ارشاد فرمایا کہ کوئی روپیہ، دوسرے روپے پر نہ رکھا جائے گا اور نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی سے چھو جائے گی بلکہ زکوٰۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ لاکھوں، کروڑوں جوڑے ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔

حضور پرنور محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

"جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ مال روز قیامت گنجے اژدہے کی شکل بنے گا اور اس کے گلے میں طوق بن کر پڑے گا"۔

فرماتے ہیں پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ

"وہ اژدہا منہ کھول کر اس کے پیچھے دوڑے گا یہ بھاگے گا۔ اس سے فرمایا جائے گا لے اپنا وہ خزانہ کہ چھپا کر رکھا تھا کہ میں اس سے غنی ہوں۔ جب دیکھے گا ک اس اژدہا سے کہیں مفر (فرار) نہیں ناچار اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا۔ وہ ایسے چبائے گا جیسے نرا اونٹ چباتا ہے"۔ (صحیح مسلم باب الم مانع الزکوٰۃ جلد اول صفحہ 321)

حضور اقدس ﷺ نے کچھ لوگ دیکھے جن کے آگے پیچھے غرقی لنگوٹیوں کی طرح کچھ چیتھڑے تھے اور جہنم کی گرم آگ پتھر اور تھوہڑ اور سخت کڑوی جلتی بدبو، گھانس چوپایوں کی طرح چرتے پھرتے تھے۔ جبرائیل امین سے پوچھا گیا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی یہ زکوٰۃ نہ دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں فرماتا۔

پس جس قدر بھی مال ہے اس تمام مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے نیز پچھلے سالوں کی بھی زکوٰۃ ادا کردی جائے کہ حدیث پاک میں ہے کہ "زکوٰۃ کا مال جس میں ملا ہوگا اسے تباہ و

برباد کردے گا"۔

نیز فرمایا حضور ﷺ نے "خشکی وتری میں جو مال تلف ہوا وہ زکوٰۃ نہ دینے سے ہی تلف ہوا ہے"۔

لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ تھوڑی زکوٰۃ باقی مال کو پاک کردے گی بلکہ تھوڑی بھی زکوٰۃ ادا کردی تو یہ صرف اس مال کو پاک کرے گی جس کی زکوٰۃ دی ہے بقیہ مال میں شر بدستور باقی رہے گا۔ بلکہ حدیث پاک کے مطابق زکوٰۃ کا مال جس مال میں مل جائے اسے تباہ کردیتا ہے۔ (ملخص از فتاویٰ رضویہ جلد دہم)

حج

سوال: زریاب حیدر سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی عورت کو حج کے لیے جاتے ہوئے حیض آجائے اور اگر وہ حالت احرام میں بعد فراغت حیض کا غسل کرے ایسی صورت میں اگر بال گریں یا ٹوٹیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: غسل کے دوران اگر خود بخود بال گریں تو ہر بال کے بدلے ایک کھجور دے اور زیادہ ہو تو صدقہ دے جب تک چہارم سر کی مقدار نہ پہنچے۔ (بہار شریعت)

سوال: نگار گل سوال کرتی ہیں کہ میرے سر کے بال بہت گرتے ہیں جس کے باعث بار بار کھجانا بھی پڑتا ہے۔ حالت احرام میں میرے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: بہار شریعت میں مذکور ہے کہ ”سر کھجانے یا کنگھا کرنے میں بال گریں اس پر بھی صدقہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دو تین بال تک ہر بال کے لیے ایک مٹھی اناج یا ایک ٹکڑا روٹی یا ایک چھوہارا“۔ (بہار شریعت حصہ ششم صفحہ 502)

سوال: ثمرین ابراہیم سوال کرتی ہیں کہ اگر خود بخود بال گریں تو کیا کفارہ ہوگا؟

جواب: اپنے آپ بے ہاتھ لگائے بال گر جائے یا بیماری سے تمام بال گر پڑیں تو کچھ نہیں۔ (بہار شریعت جلد ششم صفحہ 502)

سوال: صوفیہ ناہید سوال کرتی ہیں کہ صدقہ، دم، بدنہ وغیرہ سے کیا مراد ہے۔ وضاحت فرمادیں؟

جواب:

صدقہ: سوا دو سیر آٹا یا اس کی قیمت۔

دم: اس سے مراد ایک بکری، بکرا یا بھیڑ۔

بدنہ: اونٹ یا گائے (جس میں سات حصے ہوں)۔

یہ سب جانور انہیں شرائط کے ہوں گے جو قربانی میں ہیں۔ (بہار شریعت حصہ ششم صفحہ 499)

سوال: کنیز زینب سوال کرتی ہیں کہ اگر ہم سے کوئی غلطی نادانستہ سرزد ہو جائے تو بھی اس کا کفارہ دینا ہوگا اور کیا ہم گنہگار بھی ہوں گے۔ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: محرم (احرام والا) جرم اگر بالقصد (ارادے کے ساتھ) بلا عذر کرے تو کفارہ بھی واجب ہے اور گنہگار بھی ہوا لہٰذا اس صورت میں توبہ واجب کہ محض کفارہ سے پاک نہ ہوگا جب تک توبہ نہ کرے۔ اور اگر کرنا نادانستہ یا عذر سے ہے تو کفارہ کافی ہے۔

جرم میں کفارہ بحرحال لازمی ہے یاد سے ہو یا بھول چوک سے۔ اس کا جرم ہونا جانتا ہو یا معلوم نہ ہو۔ خوشی سے ہو یا مجبوراً۔ سوتے میں ہو یا بیداری میں۔ نشہ یا بے ہوشی میں یا ہوش میں۔ اس نے اپنے آپ کیا ہو یا دوسرے نے اسے حکم کیا ہو۔ (بہار شریعت حصہ ششم صفحہ 499)

امید ہے کہ محترمہ کنیز صاحبہ آپ کی تسلی ہو گئی ہوگی۔

سوال: حمیرا سوال کرتی ہیں کہ حج کے لیے جاتے ہوئے مانع حیض گولیاں استعمال کرنا کیسا ہے۔ ہمیں کسی نے بتایا ہے کہ اگر مانع حیض گولیاں استعمال کر کے حیض روکا تو مسجد حرام میں داخل نہیں ہو سکتی؟

جواب: مانع حیض گولیاں استعمال کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں جو بھی حرج ہے وہ طبعاً ہے کہ اس سے جسمانی نقصانات ہوتے ہیں۔

اور حیض روکا ہی اسی لیے جاتا ہے کہ مسجد حرام میں داخل ہو سکے، طواف وغیرہ کر سکے۔ اگر یہی فائدہ نہ حاصل ہو تو پھر مانع حیض گولیاں استعمال کیونکر کریں۔ لہٰذا جس نے بھی آپ کو یہ مسئلہ بتایا غلط ہے ایسی صورت میں مسجد حرام میں بھی جا سکتی ہے اور دیگر ارکان حج و عمرہ بھی ادا کر سکتی ہے۔

سوال: لاریب فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ حاجی کثرت سے کیا پڑھے؟

جواب: حاجی کثرت سے تلبیہ پڑھے۔ نیز حاجی جتنی بار سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اللہ اکبر کہے گا اسے ہر ایک کے عوض ایک بشارت دی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

سوال: عروہ مسعود سوال کرتی ہیں حج و عمرہ کے فضائل بیان فرما دیں؟

جواب: حج و عمرہ کے فضائل میں متعدد احادیث مبارکہ منقول ہیں کہ نبی کریم ﷺ

ارشادفرماتے ہیں:

"حج وعمرہ کو آنے والے خدا کے مہمان، اگر اسے پکاریں وہ جواب دے اور بخشش چاہیں وہ بخش دے۔ (نسائی)

سرکار ﷺ فرماتے ہیں "حج کرو غنی ہو جاؤ گے"۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "الٰہی حاجی کو بخش دے اور اسے بھی جس کے لیے بخشش چاہے"۔ (عبدالرزاق)

سرکار ﷺ فرماتے ہیں "حج کرو حج گناہوں کو دھو دیتا ہے جیسے پانی میل کو"۔ (طبرانی)

حج گزشتہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم)

حج مبرور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (رواہ غزالی فی الاحیاء)

حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ عرض کیا گیا حج مبرور کیا ہے فرمایا کھانا کھلانا اور نیک بات کہنا۔ (طبرانی)

سوال: انشاء قیصر سوال کرتی ہیں کہ حج کر کے اگر فارغ ہوں تو کیا کریں کیا عمرہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں اگر حج کے بعد فارغ ہو تو عمرہ ادا کیا جا سکتا ہے اور اس کی فضیلت حدیث پاک میں بھی ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

"حج کے ساتھ عمرہ کرنے میں عمر میں برکت ہو گی"۔ (بیہقی)

سوال: تشریح سوال کرتی ہیں کہ پیدل حج سے کیا مراد ہے اور کیا فضیلت ہے؟

جواب: آپ کے سوال کا جواب حدیث پاک کی روشنی درج کیا جاتا ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا:

"جو مکہ سے پیادہ (پیدل) حج کو جائے جب تک مکہ میں لوٹ کر آئے اللہ عزوجل اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھے ہر نیکی مثل حرم کی نیکی کے۔ عرض کیا گیا حرم کی نیکی کیسی؟ فرمایا اس میں ہر نیکی پر لاکھ نیکی۔ (رواہ ابن خزیمہ و حاکم)

سوال: سوہا مراد سوال کرتی ہیں کہ کیا حاجی عرفہ یعنی 9 ذوالحجہ کو روزہ رکھ سکتا ہے۔ تفصیلاً جواب ارشاد فرمائیں؟

جواب: یوم عرفہ یعنی 9 ذوالحجہ کو حاجی کے لیے روزہ رکھنا جائز نہیں کہ دعا میں ضعف (کمزوری) ہوگا۔

مجدد ملت، محسن اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ
"9 ذوالحجہ کو حاجی کو روزہ مناسب نہیں کہ دعا میں ضعف ہوگا"۔

نیز 9 ذوالحجہ کو حاجی کے لیے حاجی کو مزید نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ
"یونہی پیٹ بھر کر کھانا سخت ضرر اور غفلت و کسل کا باعث ہے۔ تین روٹی کی بھوک والا ایک ہی کھائے"۔

نبی کریم ﷺ نے تو ہمیشہ کے لیے یہی حکم دیا خود دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی کبھی پیٹ بھر کر نہ کھائی اور اگر انوار و برکات لینا چاہو تو نہ صرف آج بلکہ حرمین طیبین میں جب تک حاضر ہو تہائی پیٹ سے زیادہ ہرگز نہ کھاؤ۔ مانو گے تو اس کا فائدہ نہ مانو گے تو اس کا نقصان آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ ہفتہ بھر اس پر عمل کر کے دیکھو اگلی حالت سے فرق نہ پاؤ جبھی کہنا جی بچے تو کھانے پینے کے بہت دن ہیں۔ یہاں تو نور و ذوق کے لیے جگہ خالی رکھو کہ

بھرا تن دوبارہ کیا بھرے گا

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 747)

امید ہے سوہا بی بی کہ آپ کو سوال کا جواب تفصیلاً اور تسلی بخش مل گیا ہوگا۔

سوال: علیزہ مراد سوال کرتی ہیں کہ میرے پاس بیمہ کی رقم تھی اس سے میں نے حج ادا کرلیا اب مجھے پتہ چلا کہ بیمہ کی رقم میں اصل رقم کے علاوہ سود بھی شامل ہوتا ہے۔ اب میرے پاس اتنی رقم و وسائل نہیں کہ دوبارہ حج ادا کروں تو کیا میرا وہ حج فرض ادا ہوا گیا؟

جواب: علیزہ بی بی ظاہری طور پر تو حج فرض ادا ہو گیا لیکن قبولیت کی الگ بات ہے۔
"اللہ عزوجل پاک ہے اور پاک ہی کو پسند فرماتا ہے"۔
لہٰذا قبولیت کی امید کم ہی ہے لہٰذا اگر پھر کبھی زندگی میں استطاعت ہو تو ضرور بالضرور

حج ادا کرے نیز حج کس مال سے اور کون سے مال سے ادا کرنا ہے اس کے بارے میں علم حاصل کرنا فرض ہے۔ لہٰذا لاعلمی کی وجہ سے جو خطا ہوئی اسے بطور عذر نہیں پیش کر سکتے اس فعل پر اللہ عزوجل سے توبہ بھی کریں۔

سوال: تہلیل سلام سوال کرتی ہیں کہ حج بدل کرنے والے کو خرچ کہاں سے دیا جائے۔ کیا مکہ مکرمہ سے کسی شخص کو مقرر کر کے حج بدل کرایا جا سکتا ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

"حج بدل جو کرائے جاتے ہیں ان سے فرض تو نہیں اترتا کیونکہ حج عبادت بدنی اور مالی دونوں سے مرکب ہے جس پر حج فرض تھا اور (معاذ اللہ) بے کیے مر گیا ظاہر ہے کہ بدنی حصے سے تو عاجز ہو گیا۔ اب رب عزوجل کی رحمت ہے کہ صرف مالی حصے سے اس کی طرف سے حج بدل قبول فرماتا ہے جب کہ وہ وصیت کر جائے۔ اور رحمت پر رحمت کہ بعد اس کے حج کرانا بھی قبول فرمایا جاتا ہے اگرچہ میت نے وصیت نہ کی اس لیے حج بدل کرانے والے کو اسی شہر سے جانا چاہیے جو شہر میت کا تھا مکہ معظمہ سے حج کرا دینا اس میں داخل نہیں"۔ (فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ 262)

سوال: روحا بتول سوال کرتی ہیں کہ کیا مرد موسم سرما میں کوئی گرم شال یا کوٹ وغیرہ حالت احرام میں استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب: محرم چہرہ اور سر کو ڈھانپنے سے پرہیز کرے۔ بخلاف بقیہ بدن کے اور قمیض اور شلوار پہننے سے بچے۔ یعنی ہر اس لباس سے پرہیز کرے جو انسان کے تمام قد یا بعض بدن کے موافق بنایا جاتا ہے۔

قبا (کوٹ) پہننے سے پرہیز کرے لیکن اگر گرم قباء اس طرح اپنے اوپر ڈالے کہ دونوں آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے تو جائز ہے۔

اسی طرح اونی چادر وغیرہ سے بھی سردی سے بچاؤ کیا جا سکتا ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ 264)

سوال: درنایاب سوال کرتی ہیں کہ مجھے حاملہ ہوئے تین ماہ ہوئے ہیں۔ مجھے ڈاکٹر نے

Bed Rest کا مشورہ دیا ہے۔ خود میری حالت بھی بے حد خراب ہے۔ حاملہ ہونے سے قبل میں نے حج فارم جمع کرایا تھا اور مجھ پر اور میرے شوہر پر حج فرض ہے۔ میری حالت ایسی نہیں ہے کہ میں سفر کر سکوں اور حج کے افعال انجام دے سکوں۔

کیا میں اپنا ارادہ ملتوی کر سکتی ہوں۔ نیز یہاں میری دیکھ بھال کے لیے میرے شوہر بھی نہ جائیں تو از روئے شرع کیا حکم ہے۔ خیال رہے کہ اگر میرے شوہر تنہا گئے تو آئندہ سال میں تنہا نہ جا سکوں گی اور ہم اس قدر مال دار بھی نہیں ہیں کہ ہر سال حج کریں۔ مجھے اطمینان بخش جواب دے کر ثواب دارین حاصل کریں؟

جواب: درنایاب بی بی صحیح مجبوری کی حالت میں حج کو مؤخر کرنے کی اجازت ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے۔ لیکن اب آپ پر اور آپ کے شوہر پر حج فرض ہو چکا ہے لہٰذا دوسرے سال اس کی ادائیگی لازم ہے۔ بالفرض اگر آپ دونوں کے پاس اتنا مال نہ رہا کہ آپ حج کو جا سکیں تو قرض لے کر بھی جانا فرض ہے اور مجبوری ختم ہونے کے بعد تاخیر کرنا گناہ ہے۔

سوال: ارم احمد سوال کرتی ہیں کہ ہم حج کے لیے پہلی فلائیٹ سے روانہ ہوں گے تقریباً 30 دن مکہ میں قیام کے بعد حج کی تیاری ہوگی۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم یہاں سے عمرہ کی نیت سے جائیں اور وہاں سے ہم حج قران کی نیت کر کے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ سکتے ہیں؟

جواب: جی نہیں ایسا ممکن نہیں۔ قران حج وہ شخص کر سکتا ہے جو میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھے۔ لہٰذا عمرہ کی ادائیگی کے بعد حج قران کی نیت نہیں ہو سکتی۔ آپ کا حج حج تمتع ہوگا۔

سوال: نازمین حیدر سوال کرتی ہیں کہ مجھے فرضیت حج کا علم نہیں تھا اور نہ میرے شوہر کا ذہن حج کرنے کا تھا۔ پاکستان میں عموماً حج فارم رجب المرجب میں جمع ہو جاتے ہیں جب کہ اب شوال المکرم ہے۔ فارم وغیرہ جمع نہیں ہو سکتے لیکن اگر کوئی اڑھائی گناہ زیادہ پیسے دے کر جانا چاہے تو حکومت پاکستان کی طرف سے جا سکتا ہے۔ تو کیا اب ہم اڑھائی گناہ پیسے دے کر حج کو جائیں یا اگلے سال کا انتظار کریں۔ اس صورت میں ہم گنہگار تو نہ ہوں گے؟

جواب: نازمین بی بی! اولاً تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ دارالاسلام (اسلامی ملک) میں

جہالت، لاعلمی عذر نہیں ہے۔ یہ انوکھی بات ہے کہ آپ کو فرضیت حج کا علم نہ ہو سکا لیکن بحرحال جس وقت علم ہو گیا پچھلی تاخیر کی توبہ کرتے ہوئے حج کو جائے۔ اب اگر رقم زیادہ کا حکومت مطالبہ کرتی ہے تو بہتر ہے کہ دے دے۔

لیکن آپ کے سوال میں جو یہ درج ہے کہ اڑھائی گنا زیادہ مانگتی ہے تو یہ بات درست نہیں بلکہ حکومت کچھ Percent لے کر اجازت دے دیتی ہے۔ لیکن اگر اس سال فارم وغیرہ کا وقت گزر چکا لہٰذا آئندہ اسے رعایت دی جائے گی لیکن آئندہ سال لازم رہے گا۔ اگر آئندہ سال صاحب استطاعت نہ رہے تو قرض لے کر بھی جانا پڑے گا۔

سوال: فاطمہ نور سوال کرتی ہیں کہ میری والدہ دمہ کی مریضہ ہیں اور عموماً میری والدہ کو آکسیجن کی ضرورت پڑ جاتی ہے اگر حالت احرام میں آکسیجن ماسک لگایا تو اس کا کفارہ کیا ہے۔ اور یہ صورتحال اس وقت پیش آتی ہے جب دھول، مٹی حبس یا لوگوں کا اژدہام ہو اور حج میں ایسی صورت پیش آنے کا 80 فیصد چانس ہے؟

جواب: حالت احرام میں آکسیجن ماسک لگا سکتے ہیں اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

سوال: ثناء سوال کرتی ہیں کہ میری کزن ہما کا Misscarrage حج کو جاتے ہوئے ہو گیا۔ پس اس کے چالیس دن نفاس میں گزر گئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہما حج ادا نہ کرے اور ایسی صورت میں کیا کفارہ دینا ہو گا کہ حج کی فلائیٹ بھی کنفرم ہوتی ہے۔ کچھ دن زائد رک نہیں سکتی؟

جواب: اصل میں لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ حائضہ یا نفساء (نفاس والی) کچھ بھی نہیں کر سکتی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

حج کے دو ارکان ہیں: ۱۔ وقوف عرفہ، ۲۔ طواف الزیارۃ۔ اور حائضہ ہو یا نفاس والی ان دونوں کے احکام یکساں ہیں جیسا کہ حدیث مبارک سے ظاہر ہے کہ

صحیح بخاری میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حج کے لیے نکلے۔ جب مقام سرف میں پہنچے مجھے حیض آیا تو میں رو رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ فرمایا تجھے کیا ہوا کیا تو حائضہ ہوئی؟۔ عرض کی ہاں۔

فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنات آدم پر لکھ دیا ہے تو سوا خانہ کعبہ کے طواف کے سب کچھ ادا کر جیسے حج کرنے والا ادا کرتا ہے"۔ (صحیح بخاری)

. چنانچہ حالت حیض کی طرح نفاس میں بھی عورت سوائے خانہ کعبہ کے طواف کے باقی تمام افعال یعنی وقوف عرفہ (جو کہ حج کا رکن اعظم ہے)، رمی جمرات، مزدلفہ میں قیام، سعی، قربانی، قصر وغیرہ ہم کرے لیکن طواف زیارۃ کے لیے نفاس کے ختم ہونے کا انتظار کرے۔ پھر اگر نفاس ختم نہ ہو اور اس کے جانے کے دن قریب ہوں تو یہ عورت اسی حالت میں طواف کرے اور بعد ادائیگی طواف کے ایک بدنہ دے (بدنہ اس جانور کو کہا جاتا ہے جس کے سات حصے ہوں مثلاً گائے، اونٹ وغیرہ)۔

سوال: شمیل امام سوال کرتی ہیں کہ میری والدہ بلڈ پریشر کی مریضہ ہیں۔ 9 ذی الحجہ کو عرفات کے راستے میں بے ہوش ہوگئیں۔ قافلے کے دیگر لوگ انہیں میدان عرفات میں اسی حالت میں لے گئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا میری والدہ کا حج ہو گیا اور اس کا اگر کوئی کفارہ ہو تو یہ بھی ارشاد فرمادیں؟

جواب: عرفات کے میدان میں تھوڑی دیر ٹھہرنے سے وقوف ہو جاتا ہے اور حج کا رکن اعظم ادا ہو جاتا ہے۔

مصنف بہار شریعت رقمطراز ہیں:

"تھوڑی دیر ٹھہرنے سے بھی وقوف ہو جاتا ہے خواہ اسے معلوم ہو کہ یہ عرفات ہے یا نہ ہے۔ باوضو ہو یا بے وضو ہو یا حیض و نفاس والی عورت، سوتا ہو یا بیدار، ہوش میں ہو یا جنون و بے ہوشی میں یہاں تک کہ جو عرفات سے ہو کر گزر گیا اسے حج مل گیا یعنی اب حج اس کا فاسد نہ ہوگا جب کہ یہ سب حالت احرام سے ہوں"۔

چنانچہ محترمہ شمیل صاحبہ آپ کے سوال سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی والدہ بے ہوش ہونے سے قبل احرام کی حالت میں تھیں لہٰذا آپ کی والدہ کے حج کا رکن اعظم یعنی وقوف عرفات ہو گیا اور اس کا کوئی کفارہ بھی نہیں ہے۔

سوال: زریاب سوال کرتی ہیں کہ ہم پچھلے سال حج پر گئے۔ ہم نے 10 ذی الحجہ کو قربانی

کی مگر عید الاضحیٰ کی قربانی خود کی نہ ہم نے پاکستان میں کسی سے کہا اب اس کا کیا کفارہ ہوگا؟

جواب: زریاب بی بی واضح ہو کہ عید الاضحیٰ کی قربانی مقیم پر واجب ہوتی ہے اور عند الشرع مقیم اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی شہر، ملک میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت کرلے۔ چنانچہ اگر آپ اس وقت مقیم تھے تو آپ پر قربانی عید الاضحیٰ واجب تھی ورنہ نہیں۔

مصنف بہار شریعت حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "مسافر پر اگرچہ قربانی واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کرسکتا ہے ثواب پائے گا۔ حج کرنے والے جو مسافر ہوں ان پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہوں تو واجب ہے۔ جیسا کہ مکہ مکرمہ کے رہنے والے اگر حج کریں تو چونکہ یہ مسافر نہیں ان پر واجب ہوگی۔

(بہار شریعت حصہ 15 صفحہ 5178)

لہٰذا اگر کسی مقیم نے قربانی نہیں کی تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ بکری (جانور) یا اس کی قیمت صدقہ کردے۔

سوال: ام حبیبہ سوال کرتی ہیں کہ میری ساس کے پاؤں میں ورم ہے اور عموماً درد رہتا ہے۔ پچھلے دنوں ہم عمرے پر گئے میری ساس نے طواف وسعی وہیل چیئر پر کیے۔ سوال یہ ہے کہ میری ساس کبھی چلتی بھی ہیں اور کبھی بیمار بھی ہو جاتی ہیں۔ کئی گھنٹوں تک کھڑی بھی رہ لیتی ہیں مگر اس کے بعد شدید تکلیف ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح ان کا طواف و سعی ٹھیک ہوا یا ہمیں اس کا کفارہ دینا پڑے گا؟

جواب: سعی میں پیدل چلنا واجب ہے۔ سعی کے چار پھیرے یا زیادہ بلا عذر سواری (وہیل چیئر) پر کیے تو دم واجب ہوگا۔ اگر چار سے کم پھیرے وہیل چیئر پر کیے تو ہر پھیرے کے بدلے صدقہ دینا ہوگا۔ اگر عذر کی وجہ سے وہیل چیئر پر کیے تو صدقہ نہ ہوگا اور نہ دم۔

(بہار شریعت حصہ ششم)

ام حبیبہ عموماً کا اعتبار نہیں کی جائے۔ اگر آپ کی ساس کے پاؤں سعی کے وقت متورم تھے اور درد کی وجہ سے پھیرے وہیل چیئر پر کیے تو ان پر کسی قسم کا کفارہ نہیں۔ اور اگر درد عموماً رہتا ہے اور سعی کے وقت نہ تھا اور کل پھیرے وہیل چیئر پر کیے تو دم دینا ہوگا۔

لہٰذا اس مسئلے کی روشنی میں اخذ کریں کہ واقعی آپ کی ساس نے عذر کی حالت میں وہیل چیئر استعمال کی ہے یا نہیں اگر نہیں تو دم دینا واجب ورنہ کچھ بھی نہیں کہ عذر کے ساتھ وہیل چیئر کا استعمال جائز اور درست ہے۔

سوال: ضوفشاں اکرام سوال کرتی ہیں کہ میرے والد حج فرض ادا کر چکے ہیں کیا وہ اپنے دوست کی طرف سے حج بدل ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: ایسا شخص جس نے حج فرض ادا کر لیا ہو وہ کسی دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 2012)

سوال: نورین کرم دین سوال کرتی ہیں کہ ایسا شخص جس پر حج فرض نہیں ہے کیا وہ حج بدل کر سکتا ہے؟

جواب: حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں:

"بہتر ہے کہ حج بدل کے لیے ایسا شخص بھیجا جائے جو خود حجۃ الاسلام (فرض حج) ادا کر چکا ہو اور اگر ایسے شخص کو بھیجا جائے جس نے خود نہیں کیا ہے جب بھی حج بدل ادا ہو جائے گا"۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ ششم صفحہ 516)

سوال: نیہاں سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی شخص پر حج فرض ہوا اور اسے ادا کرنے کا موقع نہ مل سکے تو کیا ایسا شخص مرتے وقت کسی کو وصیت کر سکتا ہے کہ میری طرف سے حج ادا کر لینا؟

جواب: نیہاں بی بی آپ نے اس امر کی وضاحت نہیں کی کہ "موقع نہ مل سکے"۔ بہر حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جسے حج کرنے سے نہ حاجت ظاہر مانع ہوئی نہ بادشاہ ظالم نہ کوئی ایسا مرض جو روک دے پھر بغیر حج کے مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ بلا عذر فرض حج کیلئے نہ جانا یا اس میں تاخیر کرتے رہنا سخت گناہ اور رب تعالیٰ کو ناراض کرنے کا موجب ہے۔ لہٰذا جونہی حج فرض ہو فوراً ادا کر لینا چاہیے۔ نیز جس پر حج فرض ہوا یا قضا یا منت کا حج اسکے ذمہ ہوا اور موت کا وقت قریب آ گیا تو واجب ہے کہ وصیت کر جائے جس پر حج فرض ہے اور ادا نہ کیا نہ وصیت کی بالاجماع گنہگار ہے۔ (بہار شریعت جلد ششم صفحہ 517)

لہٰذا قریب المرگ شخص حج بدل کی وصیت کر سکتا ہے بلکہ واجب ہے کہ وصیت کر جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص وصیت نہ کر سکا اور اگر اس کا وارث اس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے ان شاء اللہ امید ہے کہ ادا ہو جائے گا۔ اور اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال سے کرایا جائے اگرچہ اس نے وصیت میں تہائی مال کی قید نہ لگائی مثلاً یہ کہہ مرا کہ میری طرف سے حج بدل کرایا جائے۔ (بہار شریعت حصہ ششم صفحہ 517)

سوال: شہزاد سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی عورت نے عمرے کی نیت کی پھر عمرے کرنے سے پہلے حیض آ گیا ایسی عورت عمرہ کو فراغت تک مؤخر کرے گی۔ پھر جب غسل کرے گی تو سر کے بال دھونے میں بال ٹوٹنے اور گرنے کا اندیشہ ہے۔ جب کہ احرام کی حالت میں بالوں کے ٹوٹنے پر دم لازم ہو جاتا ہے تو ان بالوں کا حساب کیسے ہوگا کیونکہ اکثر نہانے میں بال پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں گنتی تو ہو نہیں سکتی تو اس پر کس طرح دم دیا جائے؟

جواب: عموماً لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اگر احرام میں کوئی بھی ممنوع احرام کام ہو گیا تو اس کا کفارہ دم ہے جب کہ ایسا نہیں۔ بعض صورتوں میں دم اور بعض صورتوں میں صدقہ دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی عورت حالت احرام میں غسل کرے یا کنگھا وغیرہ تو اس مسئلے کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ "عورت پورے یا چہارم 1/4 سر کے بال ایک پور کے برابر کترے تو دم ہے اور کم میں صدقہ"۔ (بہار شریعت حصہ ششم صفحہ 503)

لہٰذا نہانے میں جتنے بال گریں ان کا اندازہ لگا لیں ویسے عموماً بہت زیادہ تو نہیں گرتے کہ چہارم سر کی مقدار کو پہنچ جائیں۔ چنانچہ کچھ صدقہ کر دیں۔

سوال: سوہا سرفراز سوال کرتی ہیں کہ ہمارے والدین نے حج قران کی نیت کی لیکن دوران حج ان کی رقم جو قربانی کے واسطے رکھی تھی ضائع ہو گئی۔ کیا حج قران بغیر قربانی کے ہو سکتا ہے جب کہ صحیح مجبوری ہو؟

جواب: حج قران کرنے والے کے لیے دو قربانیاں کرنی ضروری ہیں لیکن اگر یہ رقم حج سے قبل ضائع ہو گئی اگر قرض لے سکتا ہے تو لے لے ورنہ تین روزے حج سے قبل اور سات روزے حج کے بعد رکھ لے۔ بہتر ہے کہ وطن واپس آ کر رکھے۔

اور اگر وہاں نہ روزے رکھے نہ اس کے بدلے کوئی کفارہ دیا تو اب بھی دو دم ان قربانیوں کے بدلے اور دو دم تاخیر کے بدلے دے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کفارے کو کسی عازم حج کے ذریعے کروا لے وطن میں رہ کر یہ کفارہ ادا نہیں ہو سکتا۔

سوال: شمرین سوال کرتی ہیں کہ عورت کیلئے حج فرض ہونے کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟

جواب: عورت کے حج فرض ہونے کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱۔ اسلام۔

۲۔ بلوغ۔

۳۔ عاقل ہونا۔

۴۔ آزاد ہونا۔

۵۔ تندرست ہو کہ حج کو جا سکے، اعضاء سلامت ہوں۔

۶۔ سفر خرچ کا مالک ہو۔

۷۔ وقت، یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں۔

یہ حج کے وجوب کی شرائط ہیں۔ اب ان باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنہیں وجوب ادا کی شرائط کہا جاتا ہے۔ اگر وجوب ادا کی شرائط پائی جائیں تو خود حج کو جانا فرض ہے اور اگر سب نہ پائی جائیں تو خود جانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے سے حج کرا سکتی ہے یا وصیت کر جائے مگر اس میں اتنا ضرور ہے کہ حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود قادر نہ ورنہ خود بھی کرنا ضروری ہوگا۔ وہ شرائط یہ ہیں:

۱۔ راستہ میں امن ہونا۔

۲۔ عورت کے ساتھ محرم کا ہونا۔

۳۔ جانے کے زمانے میں عورت عدت میں نہ ہو۔

۴۔ قید میں نہ ہو۔

ان کی مزید تفصیلی معلومات کے لیے علمائے اہل سنت کی کتب مثلاً بہار شریعت حصہ ششم رفیق الحرمین اور عورتوں کا حج سے استفادہ حاصل کریں۔

سوال: زلیخا نور سوال کرتی ہیں کہ اگر منیٰ کے علاوہ حاجی نے کسی اور جگہ رات بسر کی تو کیا ہوگا؟
جواب: اگر منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ حاجی نے رات بسر کی تو جائز ورنہ خلاف ادب ہے۔
(فتاویٰ رضویہ صفحہ 267)

سوال: گل زرہ سوال کرتی ہیں کہ میرے والدین کے ساتھ ہم حج پر گئے اس وقت میری عمر سات سال جب کہ میری بہن کی عمر چھ سال تھی کیا بڑے ہونے کے بعد ہم پر دوبارہ حج کرنا ضروری ہے؟

جواب: انسان نابالغی میں جو عمل کرتا ہے اس کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس عمل کے معاونت کرنے والوں کو بھی اجر ملتا ہے۔ لہٰذا آپ کے والدین کو اس حج کا اور آپ کو بھی اس حج کا ثواب مل گیا لیکن آپ کا یہ حج نفل ہوا لہٰذا بالغ ہونے کے بعد جب حج کی تمام شرائط پائیں گی تو اس وقت حج فرض ہوگا۔

سوال: ثمرین وہاب سوال کرتی ہیں کہ کیا کوئی زمانہ حج کے بعد بھی حرم طیبہ گیا تو اس کو وہی فضیلت ملے گی جو زمانہ حج کی ہے؟

جواب: حرم محترم کے اعمال کا ثواب اس زمین پاک کے اعتبار سے ہے اور نہ کہ زمانہ حج کی خصوصیت سے۔ ایک نیکی پر ایک لاکھ کا ثواب اور دنوں میں بھی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 673)

سوال: غزالہ کیف سوال کرتی ہیں کہ حج کا طواف افضل ہے یا اور دنوں کا نیز اگر رمضان میں عمرہ، طواف کیا جائے تو اس کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: کعبہ معظمہ کا طواف جو حج میں کیا جائے گا اگر وہ طواف فرض ہے جب تو ظاہر ہے کہ فرض کے ثواب کو دوسری چیز نہیں پہنچ سکتی اور اگر وہ طواف عمرہ ہے تو رمضان المبارک میں اس کا ثواب ذوالحجہ سے بہت زیادہ ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ "رمضان المبارک میں ایک عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے"۔ (مسلم)۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 673)

سوال: زرمین سوال کرتی ہیں کہ اگر ہم حج تمتع کی نیت کریں تو ہم پر کتنی قربانیاں ہوں گی؟

جواب: حج تمتع کرنے والے پر ایک قربانی واجب ہے۔

سوال: زنیرہ سوال کرتی ہیں کہ کیا 10 ذوالحجہ کو ہمیں دو قربانیاں کرنی ہوں گی۔ اگر ہم دونوں قربانیاں منیٰ میں کرلیں تو کافی ہوں گی یا نہیں یا وطن میں کسی کے ذریعے کردینا ضروری ہے؟

جواب: مقیم حاجی پر دو قربانیاں واجب ہیں:

ا۔ حج کے شکرانے کی قربانی۔

۲۔ عیدالاضحیٰ کی قربانی۔

لہٰذا یہ دونوں قربانیاں منیٰ میں کرلیں تو بھی ادا ہوجائیں گی یا اگر عیدالاضحیٰ کی قربانی وطن میں کروالیں تب بھی ادا ہوجائیں گی۔ لیکن وطن میں کرانے سے افضل ہے کہ منیٰ میں کی جائیں کہ منیٰ میں کرنے سے ثواب میں زیادتی ہوگی۔

سوال: عورت خود اتنی مالدار تو ہے کہ اپنے خرچ پر حج پر جاسکتی ہے مگر اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ اپنے محرم کا خرچ بھی اٹھاسکے تو کیا ایسی صورت میں حج پر جانا ضروری ہوگا؟

جواب: عورت کیلئے حج کی ادائیگی فرض ہونے کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ محرم کے ساتھ جانے پر قدرت رکھے۔ لہٰذا اگر محرم کیلئے رقم نہیں ہے تو جب تک اس کا انتظام نہیں ہوجاتا یا محرم پر خود حج فرض نہیں ہوجاتا اس وقت تک عورت پر بھی حج کی ادائیگی فرض نہ ہوگی۔

سوال: منال احمد سوال کرتی ہیں کہ مدینہ طیبہ کی حاضری حج سے پہلے افضل ہے یا حج کے بعد۔ جواب بالتفصیل ارشاد فرمائیں۔؟

جواب: علماء فرماتے ہیں کہ نیک پہلے حاضر ہوجائیں اور بد، گنہگار افراد بعد میں حاضر ہوں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حاضری مدینہ دونوں طرح درست ہے۔

پہلے حاضر ہوگیا تو گویا ایسا ہے جیسے فجر کے فرض سے قبل سنتیں اور بعد میں حاضر ہوا تو ایسا ہے گویا مغرب کے فرض کے بعد سنتیں۔ بہر حال حاضری دربار اقدس ﷺ ضروری ہے۔

سوال: جہاں آراء سوال کرتی ہیں کہ اگر کوئی شخص 11 ذوالحجہ کو بغیر رمی کیے بے ہوش ہوجائے تو کیا اس کی طرف سے کوئی رمی کرسکتا ہے۔ مذکورہ شخص شام پانچ بجے تک بے

ہوش رہا اور اس کے گھر والوں نے اس کی طرف سے رمی کر دی تھی اگر کوئی کفارہ ہو تو بتا دیں کیونکہ ہمیں اس بارے کوئی علم نہ تھا؟

جواب: جہاں آراء صاحبہ! 11 ذوالحجہ کی رمی کا وقت صبح صادق تک رہتا ہے جب کہ آپ کے سوال میں یہ شخص پانچ بجے تک بے ہوش رہا اور ان کے گھر والوں نے ان کی طرف سے رمی کر دی۔ لہٰذا ہونا تو یہ چاہیے کہ مذکورہ شخص دوبارہ رمی کر لیتا تو یہ کفایت ہو جاتی۔ لہٰذا اب اس کی رمی نہ ہوئی اس کا کفارہ دے یعنی دم۔

اب چونکہ یہ وطن آ چکا ہے لہٰذا دم کے لیے رقم کسی عازم سفر کو دے کہ وہ اس کی طرف سے وہاں دم دے دے۔ نیز اسلامی ملک میں رہتے ہوئے کہ جہاں عازم حج کے لیے تربیتیں، مدرسے، علماء کرام کی بیشتر تعداد اور کتابوں کا حصول آسان تر ہو وہاں پر لاعلمی عذر نہیں ہے۔ یہ مسئلہ زندگی کے تمام شعبہ جات میں پیش نظر رہے۔

سوال: ناہید حیدر سوال کرتی ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ شیطان پر جو کنکریاں ماری جاتی ہیں وہ اٹھالی جاتی ہیں اگر اس شخص کا حج قبول ہو گیا ہو ورنہ مردود کنکریاں وہیں رہ جاتی ہیں؟

جواب: جی ہاں! یہ بات درست ہے۔

سوال: جب کعبہ معظمہ پر نظر پڑے تو کیا پڑھے؟

جواب: جب جب کعبہ معظمہ پر نظر پڑے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور دعا کرے کہ وقت قبول ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 744)

سوال: کنزیٰ مشتاق سوال کرتی ہیں کیا بے وضو سعی کی جا سکتی ہے؟

جواب: بے وضو سعی میں حرج نہیں لیکن باوضو سعی کرنا مستحب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 745)

سوال: زرشہ سوال کرتی ہیں کہ میرے والد ملک کی ایک معروف کمپنی میں کام کرتے ہیں۔ بذریعہ قرعہ اندازی ان کا نام حج کے لیے نکل آیا۔ لہٰذا اس طرح میرے والد کا حج فرض ہوگا یا نفل۔ ہم صاحب استطاعت نہیں ہیں کہ خود حج پر جا سکیں؟

جواب: جب کوئی شخص کسی غریب آدمی کو حج کی درخواست دینے سے پہلے حج کے

مصارف کا مالک بنا دے تو وہ غنی ہو گیا۔ اب اس نے جو حج کیا وہ اس کی طرف سے فرض حج ادا ہوگا۔ اور اگر اس کو مالک بنا کر روپیہ نہیں دیا تھا بلکہ روپیہ خرچ کرنے والے نے بنک میں جمع کروایا اور اس کے نام سے درخواست دے دی تو یہ طریقہ باطل ہے لیکن جانے والے کا نفل حج ادا ہوگا جب کہ فرض حج اس پر باقی رہے گا۔ جب یہ غنی ہوگا تو پھر دوبارہ اس کو اپنا فرض حج ادا کرنا ہوگا۔ (وقار الفتاویٰ جلد 2 صفحہ 441)

سوال: ال عظیم سوال کرتی ہیں کہ کیا داماد کے ساتھ عورت حج پر جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! داماد ساس کے لیے محرم ہے اور وہ اس کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے لیکن فتنہ ہو کہ ساس جوان و خوبصورت اور داماد بھی جوان ہو تو بہتر ہے کہ ساتھ نہ جائیں۔ واللہ اعلم ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال: کرن اقبال سوال کرتی ہیں کہ کیا کنکریاں مزدلفہ کے علاوہ کسی اور مقام سے بھی لی جاسکتی ہیں؟

جواب: منیٰ سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے اس کے علاوہ جہاں سے چاہیں اٹھالیں کوئی حرج نہیں۔ (وقار الفتاویٰ جلد دوم صفحہ 447)

سوال: ارمانہ کمال سوال کرتی ہیں کہ میں نے ایک حدیث پڑھی ہے کہ رمضان "المبارک میں جو شخص عمرہ کرے اس کو اتنا ثواب ملے گا جیسے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج مبرور ادا کیا"۔

کیا رمضان المبارک میں عمرہ کرنے سے مراد بحالت روزہ عمرہ ادا ہے یا رات کے وقت بھی عمرہ ادا کرنے کی یہی فضیلت ہوگی؟

جواب: رمضان المبارک کے مہینے میں دن یا رات میں جس وقت بھی عمرہ کریں اس حدیث کی بشارت میں داخل ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد دوم صفحہ 451)

سوال: نور فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی شخص کا طواف وداع چھوٹ جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ تفصیلاً ارشاد فرمائیں؟

جواب: طواف وداع واجب ہے اس کے چھوڑنے سے ایک قربانی واجب ہوگی۔ اس

میں قصداً یا کسی عذر کی وجہ سے چھوڑنے میں کوئی فرق نہیں بلکہ جبراً چھڑوا دینے سے بھی قربانی واجب ہے۔

حضرت علامہ علاء الدین حصکفی نے در مختار میں لکھا ہے:

یعنی بالغ محرم پر ترک واجب کسی وجہ سے ہو دم واجب ہے اگر چہ اس سے غلطی بھول کر ہو۔ عدم علم سے ہو یا اسے غلطی کرنے پر مجبور کیا گیا ہو حتیٰ کہ سوئے ہوئے شخص (سے بھی ترک واجب ہو جائے تو اس) پر دم واجب ہے۔

(برحاشیہ شامی جلد 2، کتاب الحج باب الجنایات صفحہ 217)

اور طواف وداع جب واجب ہے تو اس کو چھوڑ دینے یا اکثر حصہ ترک کر دینے سے دم واجب ہے۔ (بحر الرائق جلد 3 صفحہ 21 باب الجنایات)

نوٹ:۔ حائضہ، نفاس والی اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی کہ اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی وجہ سے طواف وداع نہ کر سکے تو اس پر دم واجب نہیں۔

سوال: رو حا مراد سوال کرتی ہیں کہ اگر حاجی نے طواف زیارت کے بعد کئی نفل طواف کر لیے تو کیا یہ نفلی طواف طواف وداع کے قائم مقام ہوں گے؟

جواب: رو حا مراد اگر کسی نے طواف زیارت کے بعد نفل کی نیت سے طواف کر لیا تو وہی اس کے لیے طواف وداع ہے کہ طواف وداع میں وداع ہونے کی نیت شرط نہیں جیسا کہ بہار شریعت حصہ ششم میں ہے۔

"طواف رخصت (وداع) میں نفس طواف کی نیت ضروری ہے۔ واجب وداع ہونے کی نیت کی حاجت نہیں یہاں تک کہ اگر بہ نیت نفل کیا واجب ادا ہو گیا"۔

جیسا کہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ شامی میں لکھا ہے:

"طواف وداع کا ابتدائی وقت طواف زیارت کے بعد شروع ہو جاتا ہے جب وہ واپسی کے سفر کا ارادہ کیے ہوئے ہو"۔ (شامی جلد 2 کتاب الحج مطلب فی طواف، صفحہ 202)

سوال: رو حا امام سوال کرتی ہیں کہ رمی جمرات (کنکریاں مارنے) کے وقت جو بھیڑ ہوتی ہے اس کی وجہ سے اس واجب کو دشواری کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے اکثر اموات بھی اسی سبب

سے ہو جاتی ہیں۔ ایسے حالات میں بوڑھے اور بیمار چل تو سکتے ہیں مگر اس بھیڑ کا سامنا کرنے سے سخت خائف ہوتے ہیں اور عورتوں کو دوسرے خطرات کے علاوہ غیر مردوں کے ساتھ بدن مس ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ اس صورت سے بچنے کے لیے رمی میں اپنا نائب مقرر کرنے کی اجازت ہے یا نہیں۔ براے مہربانی وضاحت فرمادیں کہ کن حالات میں کن لوگوں کو نائب مقرر کرنے کی اجازت ہے یا عدم ادائگی کی صورت میں دم دینا پڑے گا؟

جواب: رمی میں نائب مقرر نہیں کر سکتے۔ یہ تکلیفات جن کا تذکرہ سوال میں ہے اس لیے ہوتی ہیں کہ ہر شخص جلدی کرنا چاہتا ہے لہٰذا بوڑھے اور عورتیں آخر میں جائیں۔ رات میں رمی کرنا اگرچہ مکروہ ہے مگر عذر کی وجہ سے کراہت باقی نہیں رہتی۔

کسی وجہ سے رمی نہ کر سکے تو دم دینا واجب ہے مگر ایک دن کی رمی ترک ہونے سے بھی ایک دم، صرف ایک جمرہ کی رمی ترک ہونے سے بھی ایک دم، اور تینوں دن کی رمی ترک ہونے سے بھی ایک دم لازم آئے گا۔ لہٰذا اگر ایسا عذر ہو کہ جس کی وجہ سے رمی نہیں کر سکتا تو تیسرے دن دم دے گا اور یہ دم زمین حرم پر دینا ضروری ہے۔

سوال: ہانیہ سوال کرتی ہیں کہ عمرہ کے لیے گئی تو اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ طواف کرتے ہوئے اگر نماز کا وقت ہو جاتا تو جماعت قائم ہو جاتی تھی۔ جس کی وجہ سے طواف درمیان میں رہ جاتا۔ از راہ کرم یہ ارشاد فرمائیں کہ اس صورت میں طواف دوبارہ نئے سرے سے کرنا ہوگا یا جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے شروع کریں گے اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہانیہ بہن! طواف کے درمیان اگرچہ جماعت کی وجہ سے زیادہ دیر ٹھہریں پھر جہاں سے طواف چھوڑا تھا وہیں سے شروع کریں گے لیکن طواف کے درمیان زیادہ فاصلہ ہونا مکروہ ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

یہ باتیں طواف میں مکروہ ہیں۔ طواف کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ دینا یعنی کچھ پھیرے کر لیے پھر کچھ دیر ٹھہر گئے اور کسی کام میں لگ گئے باقی پھیرے بعد کو کیے مگر وضو جاتا رہا تو کر آئے یا جماعت قائم ہوئی اور اس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تو شریک ہو جائے بلکہ جنازہ کی نماز میں بھی طواف چھوڑ کر مل سکتا ہے باقی جہاں سے چھوڑا تھا آ کر

پورا کرے۔(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 744)

سوال: فرزانہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے سن رکھا ہے کہ طواف نماز کی مثل ہے تو کیا جس طرح نماز میں سلام کا جواب نہیں دے سکتے اس طرح طواف میں بھی نہیں دیں گے؟

جواب: طواف میں سلام کا جواب دینا مباح (جائز) ہے اگر چہ طواف نماز کی مثل ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

طواف وسعی میں سلام کا جواب دینا مباح ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 745)

سوال: حمیدہ کہتی ہیں کہ طواف وسعی میں فضول ادھر اُدھر نگاہیں دوڑانا کیسا عمل ہے؟

جواب: حمیدہ بہن! ایسا مقدس فریضہ انجام دیتے ہوئے ہم رب عزوجل (رحمت کی طرف توجہ) کی بجائے اپنے ذہن کو ادھر ادھر مشغول اور اپنی نگاہیں فضول دوڑائیں کیسی محرومی کی بات ہے اور شریعت میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔

پریشان نظری یعنی ادھر اُدھر فضول دیکھنا سعی میں بھی مکروہ ہے اور طواف میں اور زیادہ مکروہ۔(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 745)

قربانی

سوال: خدیجہ سوال کرتی ہیں کہ قربانی کس پر واجب ہے؟

جواب: قربانی کے وجوب کی چند شرائط ہیں:

ا۔اسلام: یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔

۲۔اقامت: یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں۔

۳۔مالک نصاب ہونا: یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔صدقہ فطر ہر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس نصاب کی مقدار مال ہو۔

حریت: یعنی آزاد ہونا، جو آزاد ہو اس پر قربانی واجب ہوتی ہے۔غلام کے پاس مال ہی نہیں لہٰذا عبادت مالیہ اس پر واجب نہیں۔

مرد ہونا اس کے لیے شرط نہیں ہے۔ عورتوں پر بھی واجب ہے جس طرح مردوں پر واجب ہے۔ بلوغ اس کے لیے شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور بالغ پر واجب ہے تو آیا خود اس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اس کا باپ اپنے مال سے قربانی کرے گا۔ ظاہر الروایہ یہ ہے کہ نہ خود اس نابالغ پر واجب ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (بہار شریعت جلد دوم حصہ 15 صفحہ 85)

سوال: مالک نصاب سے کیا مراد ہے؟

جواب: مالک نصاب یہ ہے کہ جو شخص ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم جو کہ آج کل 2006 دسمبر میں تقریباً 16000 روپے بنتی ہے اس رقم کا مالک ہو تو وہ صاحب نصاب ہے۔

قربانی کے لیے مال نمو (بڑھنے والا) ہونا شرط نہیں ہے بلکہ غیر نمو مال پر بھی قربانی واجب ہے۔

مثلاً اگر کسی عورت کو جہیز میں حاجت اصلیہ کے علاوہ دیگر آرائش کا سامان ملا جیسے مختلف قسم کے شوپیس، فانوس، کھیل کود کا سامان وغیرہ تو اگر ان سامان کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم کی مقدار ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

سوال: نفیسہ سوال کرتی ہیں کہ حاجت اصلیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: حاجت اصلیہ سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کا سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کے لیے گاڑی اور پہننے کے لیے کپڑے اور ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔

مثلاً زید کے پاس ایک مکان سکونت کے علاوہ خالی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے اگرچہ اس مکان کو کرائے پر چلاتا ہو یا خالی ہو یا سادی زمین ہو یا مکان سکونت اتنا بڑا ہو کہ اس کا ایک حصہ اس کی رہائش کے لیے کافی ہو اور دوسرا حصہ حاجت سے زائد ہو اس کی قیمت تنہا یا اسی قسم کے مال سے مکمل نصاب کو پہنچے جب بھی قربانی واجب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 361)

سوال: شازیہ سوال کرتی ہیں کہ قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے؟
جواب: قربانی کے تین ایام ہیں جنہیں ایام نحر کہتے ہیں اور اس کا وقت شہر والوں کے لیے دس ذی الحجہ کی بعد نماز عید سے لے کر 12 ویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔ اور گاؤں والوں کے لیے 10 ذی الحجہ کی طلوع فجر سے 12 ویں کے غروب آفتاب تک ہے۔ گاؤں والوں کے لیے عید کی نماز کے بعد قربانی کرنا شرط نہیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ "قربانی یوم نحر تک یعنی 10 سے 12 ویں تک جائز ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 354)
سوال: عدیلہ سوال کرتی ہیں کہ ہمارے گھر کام کرنے والی ماسی ہندو ہے تو کیا ہم اسے قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں؟
جواب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں قربانی اگر فقیر نے کی ہو تو اس کا گوشت کسی کافر کو دینا جائز نہیں۔ فقیر اگر دے گا تو اتنے گوشت کا تاوان دینا لازم ہوگا اور اگر غنی نے کی تو ذبح کرنے سے اس کا واجب ادا ہو گیا گوشت کا اسے اختیار ہے مگر مستحب یہ ہے کہ اسکے تین حصے کرلیں۔ ایک حصہ اپنے لیے، ایک حصہ اقارب کے لیے، ایک تصدق کے لیے۔
لہٰذا کفار کو دینا ان تینوں مدوں سے خارج ہے۔ ان کو دینا خلاف مستحب ہے اور اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑ کر کافر کو دینا حماقت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 456)
سوال: ادینہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی پر قربانی واجب نہیں اور وہ کرلے تو ثواب پائے گا؟
جواب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس سوال کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ جس پر قربانی واجب نہ تھی اس نے کرلی تو ثواب پائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 372)
سوال: فرح سوال کرتی ہیں کہ قربانی کا جانور ذبح کرنے والے کو سری وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: قربانی کا چمڑا یا گوشت یا سری پائے قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں دینا جائز نہیں خود کھائے یا بطور ہدیہ کسی دوسرے کو دے دے شرع میں اس پر کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 470)

سوال: انوشہ سوال کرتی ہیں کہ قربانی کی کھال کا کیا مصرف ہے؟

جواب: حکم شرع یہ ہے کہ اسے صدقہ کردے یا اسے باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی جائز کام میں لائے مثلاً مشکیزہ وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جلد میں لگائے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 461)

سوال: فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ ایک شخص نے قربانی کا جانور 20000 میں خریدا پھر آگے جا کر اس نے اس جانور کو 22000 میں بیچ دیا یعنی 2000 روپے زیادہ لیے اب اس کے لیے کیا حکم ہے کہ آیا اسے پورے 22000 کا جانور خرید کر قربانی کرنا ضروری ہے یا 20000 کی بھی کر سکتا ہے؟

جواب: اس قیمت کے کم وبیش جانور کی قربانی کرنا صحیح ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ اسی معینہ قیمت کا جانور خرید کر قربانی کی جائے۔

سوال: ہاجرہ سوال کرتی ہیں کہ ایک شخص نے قربانی کا جانور خریدا جو کہ فقیر تھا پھر اس شخص کا جانور بھاگ گیا تو آیا اب اس شخص کو دوبارہ قربانی کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: اگر فقیر نے قربانی کا جانور خریدا پھر وہ بھاگ گیا اب فقیر پر کچھ لازم نہیں یعنی اب اسے نیا جانور خریدنے کی ضرورت نہیں کہ یہ قربانی کرنا اس پر عنداللہ واجب نہ تھا بلکہ یہ خود اس نے اپنے اوپر لازم کیا تھا۔

سوال: رئیس فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ قربانی کے جانور کی کھال کا کیا حکم ہے یہ صدقہ واجب سے ہے یا نافلہ سے؟

جواب: قربانی کے جانور کی کھال صدقہ نافلہ سے ہے۔ لہٰذا اسے غنی، سید کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح میاں بیوی کو، بیٹا ماں کو دے سکتا ہے ہاں اگر قربانی کی کھال بیچ دی اگر وہ کھال سید کو دینے کے لیے فروخت کی تو یہ رقم سید کو دے سکتے ہیں اور اگر اپنے صرف میں خرچ کرنے کو فروخت کی تو اب سید کو نہیں دے سکتے۔

سوال: بشریٰ احمد سوال کرتی ہیں کہ اگر جانور کو ذبح کرتے ہوئے عیب پیدا ہو گیا مثلاً جانور کی ٹانگ ٹوٹ گئی اب اس جانور کا کیا حکم ہے۔ اس جانور کی قربانی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: قربانی کا جانور ذبح ہوتے وقت اگر اس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو اس وقت کے عیب پیدا ہونے کا اعتبار نہیں یعنی اس جانور کی قربانی ہو جائے گی۔

سوال: مناحل بہن سوال کرتی ہیں کہ قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اگر جانور میں ایسا عیب پیدا ہو جائے جو مانع قربانی ہو تو اس جانور کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی کا جانور خریدنے کے بعد ذبح سے پہلے اگر جانور میں عیب پیدا ہو گیا تو غنی کو نیا بے عیب جانور خرید کر اس کی قربانی کرنا ضروری ہے اور فقیر اسی جانور کی قربانی کرے۔

سوال: شگفتہ سوال کرتی ہیں کہ جانور کی اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟

جواب: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے اوجھڑی کھانے کو مکروہ تحریمی (ناجائز) فرمایا ہے۔ چنانچہ

"کرش یعنی اوجھڑی امعا یعنی آنتیں بھی اس حکم کراہت میں داخل ہیں۔ دبر، خرج و ذکر سے اور کرش وامعا مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں"۔

سوال: صائمہ سوال کرتی ہیں کہ چھ مہینہ کے مینڈھے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: چھ مہینے کا ایسا فربہ مینڈھا کہ سال بھر والوں کے ساتھ ہو تو دور سے تمیز نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے اگرچہ خصی نہ ہو اور بکرا سال بھر سے کم کا جائز نہیں اگرچہ خصی ہو۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 کتاب الاضحیہ صفحہ 443)

سوال: وشیحہ سوال کرتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک بکری ہے جس کی عمر گیارہ ماہ ہے کیا اس کی قربانی جائز ہے؟

جواب: بکرا اور بکری ایک سال سے کم کے ہیں تو ان کی قربانی بالکل جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 443)

سوال: ملیحہ سوال کرتی ہیں کہ خصی بکرے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خصی کی قربانی افضل ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 444)

سوال: مدیحہ سوال کرتی ہیں کہ جو قربانی کرے اس کو روزہ رکھنا جائز ہے؟

سوال: انوشہ سوال کرتی ہیں کہ قربانی کی کھال کا کیا مصرف ہے؟
جواب: حکم شرع یہ ہے کہ اسے صدقہ کر دے یا اسے باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی جائز کام میں لائے مثلاً مشکیزہ وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جلد میں لگائے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 461)

سوال: فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ ایک شخص نے قربانی کا جانور 20000 میں خریدا پھر آگے جا کر اس نے اس جانور کو 22000 میں بیچ دیا یعنی 2000 روپے زیادہ لیے اب اس کے لیے کیا حکم ہے کہ آیا اسے پورے 22000 کا جانور خرید کر قربانی کرنا ضروری ہے یا 20000 کی بھی کر سکتا ہے؟
جواب: اس قیمت کے کم وبیش جانور کی قربانی کرنا صحیح ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ اسی معینہ قیمت کا جانور خرید کر قربانی کی جائے۔
سوال: ہاجرہ سوال کرتی ہیں کہ ایک شخص نے قربانی کا جانور خریدا جو کہ فقیر تھا پھر اس شخص کا جانور بھاگ گیا تو آیا اب اس شخص کو دوبارہ قربانی کرنا ضروری ہے یا نہیں؟
جواب: اگر فقیر نے قربانی کا جانور خریدا پھر وہ بھاگ گیا اب فقیر پر کچھ لازم نہیں یعنی اب اسے نیا جانور خریدنے کی ضرورت نہیں کہ یہ قربانی کرنا اس پر عنداللہ واجب نہ تھا بلکہ یہ خود اس نے اپنے اوپر لازم کیا تھا۔
سوال: رئیس فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ قربانی کے جانور کی کھال کا کیا حکم ہے یہ صدقہ واجب سے ہے یا نافلہ سے؟
جواب: قربانی کے جانور کی کھال صدقہ نافلہ سے ہے۔ لہٰذا اسے غنی، سید کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح میاں بیوی کو، بیٹا ماں کو دے سکتا ہے ہاں! اگر قربانی کی کھال بیچ دی اگر وہ کھال سید کو دینے کے لیے فروخت کی تو یہ رقم سید کو دے سکتے ہیں اور اگر اپنے صرف میں خرچ کرنے کو فروخت کی تو اب سید کو نہیں دے سکتے۔
سوال: بشریٰ احمد سوال کرتی ہیں کہ اگر جانور کو ذبح کرتے ہوئے عیب پیدا ہو گیا مثلاً جانور کی ٹانگ ٹوٹ گئی اب اس جانور کا کیا حکم ہے۔ اس جانور کی قربانی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: قربانی کا جانور ذبح ہوتے وقت اگر اس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو اس وقت کے عیب پیدا ہونے کا اعتبار نہیں یعنی اس جانور کی قربانی ہو جائے گی۔

سوال: مناحل بہن سوال کرتی ہیں کہ قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اگر جانور میں ایسا عیب پیدا ہو جائے جو مانع قربانی ہو تو اس جانور کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی کا جانور خریدنے کے بعد ذبح سے پہلے اگر جانور میں عیب پیدا ہو گیا تو غنی کو نیا بے عیب جانور خرید کر اس کی قربانی کرنا ضروری ہے اور فقیر اسی جانور کی قربانی کرے۔

سوال: شگفتہ سوال کرتی ہیں کہ جانور کی اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟

جواب: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے اوجھڑی کھانے کو مکروہ تحریمی (ناجائز) فرمایا ہے۔ چنانچہ

"کرتیں یعنی اوجھڑی امعا یعنی آنتیں بھی اس حکم کراہت میں داخل ہیں۔ دبر، خرج و ذکر سے اور کرش و امعا مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں"۔

سوال: صائمہ سوال کرتی ہیں کہ چھ مہینے کے مینڈھے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: چھ مہینے کا ایسا فربہ مینڈھا کہ سال بھر والوں کے ساتھ ہو تو دور سے تمیز نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے اگرچہ خصی نہ ہو اور بکرا سال بھر سے کم کا جائز نہیں اگرچہ خصی ہو۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 کتاب الاضحیہ صفحہ 443)

سوال: وشحہ سوال کرتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک بکری ہے جس کی عمر گیارہ ماہ ہے کیا اس کی قربانی جائز ہے؟

جواب: بکرا اور بکری ایک سال سے کم کے ہیں تو ان کی قربانی بالکل جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 443)

سوال: ملیحہ سوال کرتی ہیں کہ خصی بکرے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خصی کی قربانی افضل ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 444)

سوال: مدیحہ سوال کرتی ہیں کہ جو قربانی کرے اس کو روزہ رکھنا جائز ہے؟

جواب: عید کے دن کا روزہ حرام ہے۔ہاں قربانی کرنے والے کو مستحب یہ ہے کہ عید کے دن قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے۔قربانی کے گوشت میں سے پہلے کھائے مگر یہ روزہ نہیں ہے نہ ہی اس میں روزے کی نیت جائز ہے۔اس دن یعنی دس ذی الحجہ اور اس کے تین دن بعد کے روزے حرام ہیں۔(فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 444)

سوال: فوزیہ سوال کرتی ہیں کہ ایک گائے کو چھ شخصوں نے مل کر خریدا۔ان میں سے پانچ کے حصے واجبی تھے اور ایک کے دو حصے نفلی تو جس شخص کے دو حصے نفلی ہیں گائے کے گوشت تقسیم ہونے سے پہلے ایک حصے میں دوسرے کو شریک کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: قربانی اراقہ دم (خون بہانے) کا نام ہے اور اب اراقہ دم ہو گئی تو دوسرے کی طرف انتقال کرنا ناممکن ہے۔ہاں اس کا ثواب یا گوشت جسے چاہے دے۔یعنی قربانی اصل میں خون بہانے کا نام ہے اور چونکہ اس صورت میں جانور کا خون تو بہہ چکا ہے لہٰذا اب اسے دوسرے کی طرف منتقل نہیں کرسکتے۔

سوال: حمیدہ سوال کرتی ہیں کہ فقیر نے بہ نیت قربانی جانور خریدا۔قربانی کے وقت سے پہلے وہ جانور ہلاک ہو گیا اب فقیر کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: فقیر اگر بہ نیت قربانی کا جانور خریدے تو اس پر خاص اسی جانور کی قربانی واجب ہے۔تو اب اگر اس کا جانور ہلاک ہو جائے تو اس پر سے قربانی ساقط ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 کتاب الاضحیہ صفحہ 451)

سوال: حمنہ سوال کرتی ہیں کہ ان کے بھائی زید پردیس میں ہیں اور ان کی جانب سے ان کا کوئی عزیز قربانی کردیں تو ان کی جانب سے ادا ہو جائے گی یا اجازت کی ضرورت ہے؟

جواب: قربانی عبادت ہے اور عبادت میں نیت شرط ہے تو بلا اجازت ناممکن ہے۔ اجازت صراحۃً ہو۔(فتاویٰ رضویہ جلد 20 کتاب الاضحیہ صفحہ 453)

لہٰذا اگر ان کے بھائی پردیس میں رہتے ہیں اور انہوں نے اجازت دے دی تو اگر ان کی طرف سے قربانی کی گئی تو ہو جائے گی۔

سوال: قرۃ العین سوال کرتی ہیں کہ آدمی پر اولاد استار (چھوٹی اولاد) کی طرف سے

قربانی مثل صدقہ فطر واجب ہے اگر ہے تو اپنے مال سے کرے یا ہر شخص اپنی علیحدہ کرے؟

جواب: اولاد اصغار (چھوٹی اولاد) کی طرف سے مثل صدقہ فطر واجب نہیں اور نہ ہی اپنے مال سے کرنا واجب ہے۔ ہاں اپنے مال سے کرنا مستحب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 454)

سوال: منال سوال کرتی ہیں کہ جس پر قربانی واجب ہے وہ ایک ہی قربانی کرے یا ایک سے زیادہ بھی کرسکتا ہے؟

جواب: جس پر قربانی واجب ہے اس پر ایک ہی واجب ہے ایک سے زائد کرے گا تو نفل ہے۔ چاہے ہزار جانور قربان کرے گا ثواب پائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 454)

اور خود سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین ملت حضرت علامہ مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کا معمول رہا کہ ہر سال ایک قربانی حضور اقدس سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کرتے رہے اور اس کا گوشت پوست سب سادات کرام کی نذر کرتے رہے اور ایک قربانی اپنے والد ماجد خاتم المحققین قدس سرہ العزیز کی طرف سے کرتے رہے اور اس کا گوشت پوست سب تصدق کردیتے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 456)

سوال: زبیدا سوال کرتی ہیں کہ منجانب میت جو قربانی کی جائے گی اس گوشت کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟

جواب: اس کا بھی وہی حکم ہے جو اپنی قربانی کا یعنی کھانے، کھلانے تصدق سب کا اختیار ہے اور مستحب تین حصے ہیں:

۱۔ پہلا اپنا۔

۲۔ مساکین کا۔

۳۔ اقارب کا۔

ہاں اگر بحکم میت کیا جائے تو وہ سب کا سب تصدق کیا جائے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 455)

سوال: ردالمختار میں ہے کہ کیا قربانی کے لیے عید کی نماز ادا کرنا ضروری ہے یا نماز ادا کرنے سے قبل اس کی نیت سے قربانی کا جانور ذبح کردیا جائے تو کیا شرعاً قربانی ہو جائے گی؟

جواب: شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں اگر شہر میں کسی ایک جگہ بھی نماز منعقد ہو جائے تو قربانی جائز ہے۔ گاؤں یا دیہات میں جہاں نماز عید جائز نہیں وہاں دسویں ذی الحجہ کے طلوع فجر سے قربانی کا وقت ہو جاتا ہے جیسا کہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ الرحمٰن فتاویٰ امجدیہ میں فرماتے ہیں کہ جہاں عیدین کی نماز جائز ہے یعنی مصر و فنائے مصر (مصر سے مراد شہر) یہاں قربانی کا وقت بعد نماز ہے جب تک نماز نہ ہو قربانی نہ ہوگی بلکہ گوشت کا جانور ہوگا (یعنی یہ صرف گوشت ہے) اور جہاں نماز جائز نہیں مثلاً گاؤں وہاں دسویں ذی الحجہ کی طلوع فجر سے قربانی کا وقت ہو جاتا ہے۔

(فتاویٰ امجدیہ جلد 3 صفحہ 17-316)

اس شخص کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں کہ حاجیوں نے حج ادا کرلیا اور انہوں نے قربانی کے جانور بھی ذبح کردیے اگر قبل نماز عید قربانی شہر میں کی ہے تو اس کے لیے دوسرا جانور ذبح کرنا ضروری ہے۔

سوال: نسیم بخش سوال کرتی ہیں کہ قربانی کے لیے جانور کی عمر کتنی ہونی چاہیے۔ بھیڑ، بکری، گائے وغیرہ؟

جواب: صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ بہار شریعت حصہ 15 صفحہ 136 پر فرماتے ہیں "قربانی کے جانو کی عمر یہ ہونی چاہیے اونٹ پانچ سال کا، گائے دو سال کی، بکری ایک سال کی، اس سے کم ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو جائز ہے بلکہ افضل ہے۔ ہاں اگر دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

سوال: فائزہ سوال کرتی ہیں کہ بعض ہمارے علاقے کے لوگ کہتے ہیں کہ جن لوگوں پر قرض ہو وہ قربانی نہ کریں؟

جواب: اگر کسی پر قرضہ ہو اور اتنی رقم یا مال و اسباب موجود ہوں کہ قرض کی ادائگی کے

بعد بھی نصاب کی مقدار (ساڑھے باون تولہ چاندی) یا اس کی رقم بچ جائے تو اس پر قربانی واجب ہے اور نہ بچے تو واجب نہیں۔

یہ جاہلانہ خیال ہے کہ مطلقاً قرض ہو تو قربانی واجب نہیں۔ (بہار شریعت صفحہ 133) میں ہے کہ "اس شخص پر دین ہے اور اس کے اموال سے دین ادا کیا جائے تو نصاب نہیں باقی رہتا تو اس پر قربانی واجب نہیں"۔

سوال: قربانی میں دو لاغر جانوروں کی بجائے ایک فربہ و خوبصورت جانور قربان کرا افضل ہے تو اگر میاں بیوی دونوں پر قربانی واجب تھی تو اب اگر وہ شخص دو بکرے خریدنے کی بجائے ایک فربہ بکرا خرید کر قربانی کر دے تو کیا دونوں کی طرف سے واجب ادا ہو جائے گا؟

جواب: نہیں دونوں کی طرف سے واجب ادا نہ ہوگا بلکہ دو ہی بکرے قربانی کرنے ہوں گے اور فضیلت اس وقت دیکھی جائے گی جب اس پر ایک واجب ہو اور وہ دو بکرے خریدے تو اس صورت میں یہ افضل ہے کہ وہ ایک فربہ بکرا خرید کر قربان کر دے۔

سوال: ایک گھر میں دس افراد ہوں اور ایک گائے قربان کر دیں۔ اس میں سات افراد کی تو ہو جائے گی لیکن تین افراد کی نہ ہوئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: باقی تین سے قربانی ساقط نہ ہوگی کیونکہ یہ واجب عین ہے واجب کفایہ نہیں۔ جب وقت گزر گیا تو ان کو چاہیے کہ بکرے کی قیمت فقراء کو صدقہ کر دیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 361)

سوال: اسماء شریف سوال کرتی ہیں کہ گردے اور تلی کھانا کیسا ہے؟

جواب: گردے اور تلی کھانا جائز ہے مگر میٹھے میٹھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ان دونوں چیزوں کو کھانا پسند نہیں فرماتے تھے چنانچہ حدیث مبارک میں آیا ہے کہ "سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام گردے (کھانا) ناپسند فرماتے کیونکہ وہ پیشاب کے قریب ہوتے ہیں"۔

سوال: راحمہ سوال کرتی ہیں کہ کیا قربانی کا گوشت آج کل کے عیسائی کافروں کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: آجکل عیسائی ہندو وغیرہ کفار کو قربانی کا گوشت دینا جائز نہیں کیونکہ آج کل کے

تمام کافر حربی ہیں اور حربی کافر کو صدقہ دینا چاہے وہ نفلی صدقہ ہو یا واجب منع ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 8 صفحہ 467)

محرمات

سوال: روحانہ اور فرحانہ سوال کے والد ایک ہیں اور دونوں کی والدہ الگ الگ ہیں۔ کیا روحانہ کے لڑکے رشیل سے فرحانہ کا نکاح یعنی سوتیلی خالہ سے شادی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ قرآن کریم و حدیث کی روشنی میں بتائیں؟

جواب: قرآن کریم نے محرمات (جن سے نکاح کرنا حرام ہے) کے ذکر میں فرمایا ہے:

وَخٰلٰتُکُمْ (النساء:23)

"اور تمہاری خالائیں بھی حرام ہیں"۔ (کنزالایمان)

خالائیں تین قسم کی ہوتی ہیں:

۱۔ ماں کی سگی بہن۔

۲۔ ماں کی باپ شریک بہن۔

۳۔ ماں کی ماں شریک بہن۔ جن کے باپ الگ الگ ہوں۔

تینوں قسم کی خالائیں حرام ہیں۔

لہٰذا اس صورت میں روحانہ کے لڑکے کی شادی فرحانہ سے نہیں ہو سکتی یہ اس کی خالہ ہے اور وہ اس کے لیے حرام ہے۔

سوال: تابندہ نے تقریباً ایک سال کی عمر میں اپنی دادی کا دودھ پیا تو تابندہ کا نکاح اپنی پھوپھی کے بیٹے سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تابندہ کا اس لڑکے سے نکاح ناجائز و حرام ہے اس لیے کہ دودھ پینے والی پر رضائی ماں کی نسبی اور رضائی سب حرام ہے جیسے ماں کی سگی بیٹی یا رضائی بیٹی وغیرہ۔ تابندہ نے چونکہ اپنی دادی کا دودھ پیا اس لیے اس کی پھوپھی تابندہ کی رضائی بہن ہوئی اور رضائی بہن کا بیٹا رضائی بھانجا ہوا۔ اس لیے یہ نکاح نہیں ہو سکتا۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 730)

سوال: صہیب نے اپنی ممانی ساجدہ کا دودھ پیا تو ساجدہ کے بیٹے حماد کے ساتھ صہیب کی بہن تحریمہ کا نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب: اس صورت میں حماد کے ساتھ تحریمہ کا نکاح جائز ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 726)

سوال: احتشام کی بیوی تنزیلہ سے احتشام کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اب تنزیلہ کا انتقال ہوگیا۔ احتشام نے دوسری شادی کرلی اور اپنی دوسری بیوی سودہ سے صحبت نہیں کی اور طلاق دے دی۔ اب احتشام کا لڑکا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرسکتا ہے؟

جواب: سوتیلی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے خواہ باپ نے اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو جیسا کہ رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء:22)

"اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو"۔ (کنزالایمان)

سوال: زواد کی شادی زرینہ سے چار سال قبل ہوئی۔ اب زوار نے زرینہ کی سگی بہن زرمین سے بھی نکاح کرلیا ہے اب دونوں سگی بہنیں زوار کے نکاح میں ہیں۔

کیا زرینہ کا نکاح زوار کے ساتھ باقی رہا یا منسوخ ہوگیا؟

کیا زرمین کا نکاح زوار کے ساتھ جائز ہے؟

جواب: زوار کا اپنی بیوی کی موجودگی میں اس کی سگی بہن زرمین سے نکاح حرام ہے کیونکہ قرآن نے اس جمع کو حرام قرار دیا ہے۔

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ (النساء:23)

"اور یہ کہ دو بہنوں کو جمع کرنا"۔ (کنزالایمان)، (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 593)

اگر دونوں سے دو عقد کے ساتھ نکاح کیا تو پہلی سے نکاح ہوا اور دوسری کا نکاح باطل۔ لہٰذا پہلی سے وطی جائز ہے مگر جب دوسری سے وطی کرلی تو اب جب تک اس کی عدت نہ گزر جائے پہلی سے بھی وطی حرام ہے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 552)

سوال: لویزا کہتی ہیں کہ حقیقی خالہ سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔ گر انتہائی قلبی خواہش ہو تو

کیا ممکنہ صورت نکل سکتی ہے جواز کی؟

جواب: لویزا صاحبہ سگی خالہ سے نکاح ناجائز و حرام ہے اور جواز کی قطعاً کوئی صورت نہیں کیونکہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَخٰلٰتُكُمْ (النساء:23)

"اور تمہاری خالائیں تم پر حرام کر دی گئیں"۔(کنز الایمان)

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 11)

لہٰذا سگی خالہ سے نکاح ناجائز و حرام ہے اس کو جو حلال سمجھے گا کافر ہو جائے گا۔

سوال: زینب کی حقیقی پھوپھی زبیدہ کا نکاح ظہیر سے ہوا پھر چند سال کے بعد زبیدہ کا انتقال ہو گیا اب زینب اپنے پھوپھا ظہیر سے شادی کرنا چاہتی ہے۔کیا زینب کا نکاح ظہیر کے ساتھ صحیح ہو گا یا نہیں؟

جواب: اگر زینب کی پھوپھی کا انتقال ہو گیا تو زینب اپنے پھوپھا سے نکاح کر سکتی ہے بشرطیکہ کوئی اور وجہ یعنی رضاعت وغیرہ مانع نکاح نہ ہو۔(فتاویٰ فیض الرسول صفحہ 200)

سوال: تنزیل کا اپنی بیوی کی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بیوی اور اس کی بہن کی لڑکی کو نکاح میں رکھنا حرام ہے لیکن اگر بیوی فوت ہو چکی یا اسے طلاق دے دی ہو اور عدت گزر گئی ہو تو اب اس کی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 596)

سوال: کامران نے سوال کیا کہ میری بیوی کی بہن بیوہ ہو گئی۔میری بیوی کہتی ہے کہ میری بہن سے نکاح کر لیجئے۔کیا بیوی کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بیوی کی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے جیسا کہ پارہ چہارم کی آخری آیت میں ہے:

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ (نساء:23)

"یعنی دونوں بہنوں کو اکٹھا کرنا حرام ہے"۔(کنز الایمان)

اور جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

"جو تم میں اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو پس نہ جمع کریں اپنا پانی دو بہنوں کے

رحموں میں"۔

یہاں تک کہ بیوی کو طلاق دیدے تو جب تک عدت ختم نہ ہو جائے اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 594)

سوال: آصف کی دو عورتیں ہیں ان دونوں سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ خالد نے دونوں لڑکیوں کا نکاح زاہد کے ساتھ کر دیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں پھر ان میں سے کون سی عورت زاہد کے لیے جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

"دونوں بہنوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے"۔ (کنز الایمان، النساء:23)

سخت در سخت گناہ اور اخت یعنی بہن کا لفظ عینی، علاتی، اخیافی تینوں قسم کی بہنوں کو شامل ہے۔ اور صورت مسئولہ میں زاہد کی دونوں بیویاں آپس میں علاتی بہن ہیں لہٰذا جس عورت سے پہلے نکاح کیا وہ صحیح ہے اور دوسرے سے نکاح فاسد اور ناجائز ہے اور اگر غلطی سے دونوں سے ہمبستری کر لی ہے تو دونوں حرام ہو گئیں۔

سوال: عابد نے اپنی سالی سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو گی یا نہیں؟

جواب: سالی سے زنا کرنے کے سبب اس شخص کی بیوی اس شخص پر حرام نہیں ہوئی البتہ مذکورہ شخص اور اس کی سالی پر توبہ استغفار لازم ہے۔ ہاں اگر سالی کے ساتھ دیدہ دانستہ زنا کیا بلکہ بیوی سمجھ کر دھوکے سے ہمبستری کر لی تو اس صورت میں سالی پر وطی بالشبہ کی عدت لازم ہے اور جب تک سالی کی عدت نہ گزر جائے مذکورہ شخص پر اس کی بیوی حرام ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 587)

سوال: دو سگی بہنوں سعدیہ اور روبی کی دو سگے بھائیوں کے ساتھ شادی ہوئی۔ بڑے بھائی کا انتقال ہو گیا اور چھوٹا بھائی دونوں عورتوں کو رکھے ہوئے ہے۔ ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: ایک مرد کا دو سگی بہنوں کو بیک وقت رکھنا سخت حرام و ناجائز ہے۔ آیت محرمات میں ہے:

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ (النساء:23)

"دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے"۔ (کنز الایمان)

لہٰذا چھوٹے بھائی پر واجب ہے کہ فوراً بڑے بھائی کی بیوہ عورت کو اپنے سے الگ کردے اور علانیہ توبہ و استغفار کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سلام و کلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کر دیں اور اگر مسلمان ایسا نہ کریں تو وہ بھی گناہگار ہوں گے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 594)

سوال: لڑکی ایک ملک میں اور لڑکا دوسرے ملک میں ہو تو ایسی حالت میں ٹیلیفون پر نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جب لڑکا انگلینڈ میں اور لڑکی پاکستان میں ہو تو ٹیلیفون کے ذریعے ان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

نکاح کی صورت یہ ہے کہ لڑکا خط یا ٹیلیفون کے ذریعے کسی شخص کو اپنا وکیل بنادے اور وہ وکیل لڑکے کی طرف سے پاکستان میں ایجاب و قبول کرلے اور یہ ایجاب و قبول حسب دستور دو گواہوں کے سامنے مجلس نکاح میں ہو۔ اس طرح نکاح منعقد ہوجائے گا اور لڑکی کو لڑکے کے پاس بھیجا جاسکتا ہے۔

سوال: ناصر نے سوال کیا کہ شادی سے پہلے لڑکی کو دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے۔

استدلال بالحدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا۔ عرض کیا اس نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرلیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھ لیا۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ جا کر دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ عیب ہوتا ہے۔ (نسائی کتاب النکاح صفحہ 72)

ائمہ کرام کے نزدیک جو شخص کسی عورت سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہو وہ نکاح سے پہلے اس عورت کو دیکھ لے یہ مستحب ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے دیکھنے کی مطلقاً اجازت دی۔ اجازت طلب کرنے کی شرط نہیں لگائی اور اس لیے بھی کہ اجازت لینے سے عورت کو شرم آئے گی۔ ہوسکتا ہے عورت اسے پسند نہ آئے اور وہ اس سے نکاح کا ارادہ ترک کردے اور اگر

عورت سے اجازت لینے کے بعد اس کو دیکھ کر مسترد کر دیا تو یہ اس عورت کی دل شکنی کا سبب ہوگا اور اگر اسے لاعلمی میں دیکھا اور ناپسند کیا تو اس سے اس عورت کو نہ پتہ چلے گا نہ ہی رنج ہوگا۔ اسی وجہ سے ہمارے علماء نے یہ کہا ہے کہ منگنی کرنے سے پہلے دیکھ لینا چاہیے تاکہ منگنی کرنے کے بعد اس کو مسترد کرنا لازم نہ آئے جس سے عورت کی دل آزاری ہو جائے۔

(شرح صحیح مسلم کتاب النکاح صفحہ 834)

سوال: احمد شاہ اپنے لڑکے کا عقد اپنی سگی پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اپنی سگی پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ اپنے لڑکے کا عقد کر سکتا ہے بشرطیکہ رضاعت وغیرہ کوئی اور وجہ مانع نہ ہو۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 576)

سوال: محمد ارشد کے دو بیٹے ہیں رضوان اور وسیم۔ پھر رضوان کا ایک لڑکا عاصم ہے۔ وسیم کا ایک لڑکا عیاض اس کی لڑکی نازیہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ عیاض کی لڑکی کا نکاح عاصم کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ نکاح جائز ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 577)

سوال: احمد نے سوال کیا ایک عورت جو چچی لگتی ہیں مگر خاص چچی نہیں ہیں تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

بڑا بھائی مر گیا ہے تو اس کی بیوی سے چھوٹے بھائی کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

جواب: مذکورہ عورت جو رشتے میں خاص چچی نہیں لگتیں اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔

بھائی کی موت کے بعد اگر اس کی بیوی کی عدت ختم ہو گئی تو چھوٹا بھائی کا اس سے نکاح کرنا جائز ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول صفحہ 578)

سوال: رمشہ سوال کرتی ہیں کہ کیا صرف دو بہنوں کو ہی نکاح میں جمع نہیں کر سکتے یا کوئی اور بھی ایسی عورتیں ہیں جنہیں نکاح میں جمع نہیں کر سکتے؟

جواب: وہ عورتیں جو ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں وہ عورتیں یہ ہیں:

وہ عورتیں جن عورتوں میں آپس میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری کے

ساتھ اس کا نکاح حرام ہو جیسے دو بہنیں ایک کو مرد تصور کریں دوسرے سے اس کا بھائی بہن کا رشتہ ہوگا اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کریں تو پھوپھی کو مرد تصور کریں تو چچا بھتیجے کا رشتہ ہوگا اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کریں تو پھوپھی بھتیجے کا رشتہ ہوا یا جیسے خالہ بھانجے کا اگر خالہ کو مرد فرض کریں تو ماموں بھانجے کا رشتہ ہوا اگر بھانجی کو مرد فرض کریں تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہوا ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کر سکتے بلکہ اگر طلاق دے دی ہو تو جب تک عدت نہ گزرے تو دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر فوت ہو جائے تو پھر اس سے اس کے بعد نکاح کر سکتا ہے۔

ان کے علاوہ وہ عورتیں بھی جمع کرنا حرام ہے جن کا تعلق رضاعت سے ہو جیسے رضائی بہن یا خالہ یا رضائی پھوپھی وغیرہ۔ (قانون شریعت صفحہ 660)

سوال: شاہد کی بیوی شاکرہ نے نصیر سے جو کہ شاہد کا باپ ہے یعنی اپنے سسر کے ساتھ زنا کیا جب کہ شاہد کو معلوم ہوا تو اس نے اپنی بیوی شاکرہ کو طلاق مغلظہ دے دی اور تحریری طلاق لکھ دی اور یہ بھی کہا اب بجائے عورت کے میری ماں ہوگئی۔ شاکرہ تین سال تک اپنے میکے میں رہی۔ تین سال کے بعد شاکرہ پھر شاہد کے ہاں چلی آئی۔ شاہد نے حلالہ کر کے پھر سے نکاح کر لیا۔ تو یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

جواب: جب کہ شاہد کے باپ نے شاہد کی بیوی شاکرہ سے زنا کیا اور شاہد نے اس کی تصدیق کی تو اس کی بیوی شاکرہ شاہد کے لیے محرمات ابدیہ میں سے ہے۔ شاہد اس کے ساتھ کبھی نکاح کر ہی نہیں سکتا اس لیے بعد حلالہ بھی شاکرہ کا نکاح شاہد کے ساتھ جائز نہ ہوگا۔

نکاح

سوال: صفیہ کے والدین نے صفیہ کا نکاح اس کی نابالغی میں زید سے کر دیا اور رخصتی نہیں کی۔ نکاح کو تین برس گزر چکے ہیں اور زید اس قدر بیمار ہے کہ نہ بول سکتا ہے اور نہ چل سکتا ہے اور نہ اسے اپنے کپڑوں کا خیال رہتا ہے۔ جب کہ علاج جاری ہے تو کیا ایسی صورت میں والدین صفیہ کا نکاح فسخ کر سکتے ہیں؟

جواب: خاوند اور بیوی میں سے کسی کو دوسرے میں عیب کی بناء پر یا نان نفقہ نہ دینے کی بناء پر نکاح فسخ کر دینے کا اختیار نہیں ہے اگر حنفی قاضی نے ایسا فیصلہ دیا تو نافذ نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 483)

سوال: ثناء کا نکاح سفیان سے ہوا اور شادی کے بعد ظاہر ہوا کہ سفیان نامرد ہے یعنی اس نے شادی کے بعد ثناء سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ ایسے نامرد سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نکاح صحیح ہو گیا اب ثناء بے موت یا بے طلاق جدا نہیں ہو سکتی اگرچہ سفیان نامرد ہو یا مرد۔ ہاں لیکن ثناء کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ قاضی کے پاس دعویٰ دائر کرے اور قاضی سفیان کو ایک سال کی مہلت دے کہ وہ اپنا علاج کروائے اس سال کے دوران ثناء سفیان کے پاس ہی رہے۔ اب سال گزر جانے کے بعد سفیان پھر قادر نہ ہو تو ثناء دوبارہ قاضی سے دعویٰ کرے۔ اب قاضی ثناء سے پوچھے گا کہ تو سفیان کے پاس رہنا چاہتی ہے یا نہیں اگر ثناء جدا ہونا چاہے تو قاضی تفریق (جدائی) کرا دے اور یہ طلاق ہو جائے گی اور اب وہ عورت عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 487)

سوال: جنید اپنے حالات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نامرد ہوں لیکن اس کے باوجود میں نے دو سال قبل فائزہ سے نکاح کر لیا۔ اب میں اپنے اس فعل سے نادم ہوں کیونکہ فائزہ بہت اچھی اور میں اس کا حق ادا نہیں کر سکتا تو میں کیا کروں؟

جواب: آپ کے لیے حکم شریعت ہے کہ اگر آپ عورت کا حق ادا نہیں کر سکتے تو آپ پر

فرض ہے کہ آپ اس کو طلاق دے دیں۔ ورنہ گنہگار اور مستحق عذاب ہوں گے۔ ہاں اگر فائزہ بخوشی رہنا چاہے تو مضائقہ نہیں۔

سوال: فیضان نے سائرہ سے شادی کی اور شادی کے بعد معلوم ہوا کہ فیضان فاسق، فاجر، موذی معلن سود خور اور شرابی اور عیاشی بھی ہے۔ علاوہ ازیں سائرہ پر بہت تشدد کرتا ہے اور بدچلن عورتیں گھر میں رکھتا ہے۔ آخر کار سائرہ مجبوراً والدین کے یہاں سات سال سے رہ رہی ہے۔ ان سات سال میں فیضان نے نان ونفقہ کی بھی خبر نہ لی اور اب دونوں فریقین کے درمیان مخالفت اتنی بڑھ گئی ہے کہ سائرہ فیضان کے ساتھ رہے تو خطرہ جان لاحق ہے اب کیا کرے؟

جواب: عورت پر ہرگز جبر نہیں کہ وہ شوہر کے پاس جائے اگر اس سے دنیاوی وروحانی و جسمانی ضرر کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں آتا ہے:

لَا تُضَآرُّوْهُنَّ (عورتوں کو ضرر نہ پہنچاؤ)۔ (الطلاق:6)

اسی طرح حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

لا ضرر ولا ضرر فی الاسلام۔

"اسلام میں نہ ضرر ہے اور نہ کسی کو ضرر دینا"۔

ایسی صورت یہ ہے کہ قاضی فیضان پر جبر کرے اور سائرہ کو طلاق دے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ (البقرہ:231)

"ان کو پاس روکے رکھو بھلائی کے ساتھ کہ ان کو فارغ کر دو بھلائی کے ساتھ"۔

(کنزالایمان)

سوال: شازیہ کا نکاح وہابی نے کیا تو کیا اس کا نکاح ہو جائے گا؟

جواب: نکاح خواں کا مسلمان ہونا شرط نہیں کافر بھی اگر ایجاب وقبول کرائے تو نکاح ہو جائے گا مگر مسلمان کو نہ چاہیے کہ ایسوں سے نکاح کروائے کہ اس میں ایک طرح کا اعزاز ہے ان کی تعظیم حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 12)

سوال: ام رومان نے کورٹ میرج کی اور وہ سیدہ ہے جب کہ اس کے ولی اس بات پر راضی نہیں کہ غیر سید سے شادی ہو اس کا نکاح ہوا یا نہیں؟

جواب: سیدزادی کا نکاح غیر سید سے اس صورت میں جائز ہے کہ لڑکی کے ولی نکاح سے پہلے رضامندی کا اظہار کریں اگر اولیاء کی رضامندی کے بغیر سید لڑکی غیر سید سے نکاح کرے تو جمہور مذہب کے نزدیک فاسد ہے۔

سوال: عوام میں مشہور ہے کہ وٹہ سٹہ یعنی دانش نے اپنی بہن کا نکاح احسن سے کر دیا اور احسن نے اپنی بہن کا نکاح دانش سے کر دیا اور ہر ایک کا مہر دوسرے کا نکاح ٹھہرایا گیا۔ کیا نکاح صحیح ہے اور مہر ادا ہو گیا؟

جواب: ایسا نکاح کرنا گناہ و منع ہے اور مہر ادا نہ ہوا اور مہر مثل واجب ہوگا۔ مہر مثلی وہ مہر ہے جو عورت کے خاندان اس جیسی عورت کا مہر ہو وہ اس کے لیے مہر مثل ہے۔ مثلاً اس کی بہن، پھوپھی، چچا کی بیٹی وغیرہ کا مہر ہو اور وہ عورت جس کا مہر اس کے لیے مہر مثل ہے کن امور میں ان جیسی ہو ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔عمر	۲۔جمال	۳۔مال میں مشابہ ہو
۴۔ایک شہر میں ہو	۵۔ایک زمانہ میں ہو	۶۔عقل
۷۔تمیز	۸۔دیانت	۹۔پارسائی
۱۰۔علم	۱۱۔ ادب میں یکساں ہو	۱۲۔دونوں کنواری ہوں

۱۳۔اولاد نہ ہونے میں ایک سی ہوں۔

سوال: طوبیٰ کی بہن عرفہ پاگل ہے اس کا نکاح ہوا یا نہیں؟

جواب: عرفہ کا نکاح صحیح ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ اس کے ولی نے کرایا ہو (نابالغ اور پاگل کے نکاح کے لیے ولی شرط ہے)۔

سوال: انس ایک عورت گھر لے آیا اور وہ اسی کے ساتھ رہنے لگا۔ اب اس عورت سے اولاد ہوئی اب وہ اولاد جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر انس کے نکاح کے گواہ موجود ہوں تو اولاد بے شک انس کی مانی جائے گی یا کم

از کم ان دونوں (انس اور اس کی عورت) کا اسی طرح رہنا جیسے میاں بیوی رہتے ہوں یہ بھی دلیل نکاح ہے اور ان کے نکاح پر گواہی دینی جائز ہوگی اگرچہ نکاح سامنے نہ ہوا۔

(فتاویٰ امجدیہ جلد دوم صفحہ 5)

سوال: سلمیٰ مسلمان ہوئی اور اس کی کزن رابعہ بھی اس کے ساتھ مسلمان ہوئی جب کہ رابعہ کا شوہر کافر ہے اور رابعہ اپنے شوہر سے بغیر اجازت مسلمان ہوگئی تو اب کیا حکم ہے کہ رابعہ اس کے نکاح میں رہے گی یا نہیں؟

جواب: رابعہ اس کے نکاح میں تو رہے گی لیکن شوہر پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ شوہر نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو قاضی اسلام ان کے درمیان جدائی کرا دے گا اور یہ جدائی طلاق بائنہ ہوگی۔

سوال: سبطین کا نکاح سیرت سے ہوا اور سیرت کے والدین مسلمان تھے لیکن پھر مرتد ہو گئے تو کیا سبطین کا نکاح سیرت سے باقی ہے؟

جواب: سیرت کے والدین کے مرتد ہونے سے سبطین کے نکاح سے باہر نہیں ہوگی کیونکہ والدین کے مرتد ہونے سے بچے مرتد نہیں ہوتے۔ (عالمگیری بحوالہ بہار شریعت)

سوال: تنزیل اور اقصیٰ کا نکاح ہوا اور نکاح کیے تھوڑے دن بعد تنزیل مرتد ہو گیا اب اقصیٰ اس کے نکاح میں رہے گی یا نہیں؟

جواب: زن و شوہر سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو نکاح ٹوٹ گیا اور یہ فسخ ہے طلاق نہیں۔

سوال: حمزہ کی بیوی مرتد ہوگئی تو حمزہ پر اس کو مہر دینا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: حمزہ کی بیوی مرتد ہو گئی اور اگر حمزہ نے اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہو تو وہ اپنی بیوی کو پورا مہر دے اور اگر اس نے صحبت نہیں کی تو حمزہ کی بیوی مہر نہیں پائے گی۔

سوال: نکاح کن قسم کے الفاظ سے منعقد ہو جاتا ہے؟

جواب: نکاح کے الفاظ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک صریح (واضح) اور دوسرا کنایہ (پوشیدہ)۔ صریح سے مراد نکاح کے لیے وہ الفاظ ادا کرنا جن سے نکاح کا ظاہر ہونا واضح ہو کسی قسم کی پوشیدگی نہ ہو اور یہ دو الفاظ ہیں ایک نکاح دوسرا تزوج۔

مثلاً عورت کہے کہ میں اپنا نکاح تجھ سے کرتی ہوں اور اس نے کہا میں قبول کرتا ہوں اس سے نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ لفظ نکاح صریح لفظ ہے اس لیے نکاح منعقد ہو جائے گا۔

کنایہ ان الفاظ کو کہتے ہیں جن میں واضح طور پر مراد واضح نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو۔ نکاح ان کنایہ لفظوں سے ہو جاتا ہے جن سے خود کوئی چیز ملکیت میں آ جاتی ہے جیسے لفظ ہبہ، تملیک، صدقہ، عطیہ، بیع، شراء مگر ان میں یہ ضرورت ہے کہ گواہ اس لفظ کو سمجھیں اور قرینہ اس پر دلالت کرے۔ (درمختار، عالمگیری)

سوال: مرد نے عورت سے کہا تو میری ہوگئی تو اس نے کہاں میں تیری ہوگئی یا عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے اپنی شادی کی اور مرد نے قبول کیا۔ ان الفاظ کے ساتھ ایجاب و قبول کرنے سے نکاح ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں ان الفاظ کے ساتھ ایجاب وقبول کرنے سے نکاح ہو جائے گا۔

سوال: ایجاب وقبول کسے کہتے ہیں نیز ایجاب کے الفاظ کیسے ہونے چاہئیں؟

جواب: ایجاب مثلاً ایک کہے کہ میں نے اپنے آپ کو تیری زوجیت میں دیا اور دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ پہلا جملہ ایجاب اور جو اس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ ہیں اس کو قبول کہتے ہیں۔ ایجاب وقبول میں ماضی کا لفظ ہونا ضروری ہے مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنا یا اپنی لڑکی کا نکاح تجھ سے کیا یا تیرے نکاح میں دیا وہ کہے کہ میں نے اپنے لیے قبول کیا یا اپنے بیٹے کے لیے قبول کیا۔ (بہار شریعت جلد 2 صفحہ 543)

سوال: نکاح پڑھانے کے لیے دوسرے شخص کی ضرورت نہیں کیا گواہوں کی موجودگی میں مرد وزن خود ہی ایجاب قبول کر سکتے ہیں؟

جواب: نکاح پڑھانے کے لیے قاضی کی ضرورت نہیں ہے۔ گواہوں کی موجودگی میں مرد وزن خود ہی ایجاب وقبول کریں تو نکاح منعقد ہو جائے گا جیسا کہ بہار شریعت میں مذکور ہے "اگر گواہ اس بات کا اقرار کریں کہ مرد وعورت نے آپس میں نکاح کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (درمختار بہار شریعت حصہ ہفتم صفحہ 8)

اور جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے" نکاح کے لیے فقط عورت کا ایجاب وقبول چاہیے اور

دومرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا اسی جلسہ میں ایجاب وقبول کو سننا اور سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے بس اسی قدر درکار ہے اس سے زیادہ قاضی وغیرہ کی حاجت نہیں"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 11 صفحہ 181)

سوال: ارمان نے اپنی لڑکی کا رشتہ اپنے بھائی اذہان کے بیٹے ارقم سے کرنے کے لیے کہا پھر بعد میں ارمان نے اپنی بیٹی کا رشتہ کہیں اور کر دیا تو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: ارمان کی بیٹی کا نکاح تو منعقد ہو جائے گا اور پہلے رشتے کا معین ہونا نکاح پر اثر انداز نہ ہوگا اگرچہ یہ شرعاً برا عمل ہے جیسا کہ پیارے آقا ﷺ نے فرمایا:

"بھائی کے سودے پر سودے اور بھائی کی منگنی پر منگنی سے منع فرمایا"۔ (حدیث صحیح)

(فتاویٰ رضویہ جلد 11 صفحہ 197)

سوال: ارسل مسلمان ہے اور وہ ارحمہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے جب کہ ارحمہ مرتدہ ہے تو کیا ارسل ارحمہ سے نکاح کر سکتا ہے؟

جواب: مرتد و مرتدہ کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ نہ مسلمان کا کافر سے اور نہ مرتد کا مرتدہ سے۔ لہٰذا ارسل ارحمہ سے نکاح نہیں کر سکتا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 533)

سوال: افروز نے سوال کیا کہ شادی کے موقع پر نکاح کی تاریخ مقرر کرنا اور اس کی خوشی میں عزیز و اقارب کو کھانا کھلانا جائز ہے یا نہیں۔ اور نکاح سے پہلے دف بجانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نکاح کی تاریخ مقرر کرنا جائز ہے اور دعوت ولیمہ سنت اور اس تقریب میں عزیز و اقارب کو دعوت دینا اور مہمانوں کو کھانا کھلانا مستحسن ہے یعنی اچھا اور بغیر جھانجھ کے دف بجانا جائز ہے۔ جب کہ قواعد موسیقی پر نہ بجایا جائے۔ دف کے علاوہ اور باجے حرام ہیں مگر اس کی وجہ سے نکاح میں خلل نہ آئے گا۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد دوم)

سوال: سجاد کے نکاح میں دو بیبیاں ہیں ایک سامعہ اور دوسری سدرہ۔ سجاد سامعہ کے ساتھ اچھا سلوک رکھتا ہے اور جب کہ سدرہ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا۔ اب سجاد گنہگار ہوا یا نہیں؟

جواب: جس کی دو یا تین یا چار عورتیں ہوں اس پر عدل فرض ہے یعنی جو چیزیں اختیاری

ہوں ان سب عورتوں کا یکساں سلوک کرے۔ یعنی ہر ایک کو اس کا پورا حق ادا کرے۔ پوشاک، نان نفقہ اور رہنے سہنے میں سب کے حقوق پورے ادا کرے۔ اور اگر اس نے ایک کے ساتھ اچھا سلوک کیا جب کہ دوسری کے ساتھ برتاؤ اچھا نہیں تو گنہگار ہوگا جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ساقی کوثر ﷺ نے فرمایا "جس کی دو عورتیں ہوں اور وہ ان میں ایک کی طرف مائل ہو تو قیامت کے دن اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کا آدھا دھڑ مائل ہوگا اور اگر دونوں میں عدل نہ کرے تو اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کا آدھا دھڑ ساقط بیکار ہوگا"۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 534)

سوال: فرزین پوچھتی ہیں کہ میں مسلمان ہوگئی ہوں اور میرا شوہر کافر ہے۔ اب میں چاہتی ہوں کہ وہ اسلام لے آئے لیکن وہ اسلام لانے سے انکار کرے تو میں ان کے ساتھ رہ سکتی ہوں یا نہیں؟

جواب: اگر شوہر اسلام قبول نہ کرے تو چاہیے کہ قاضی اسلام ان کے درمیان تفریق (جدائی) کروادے اور یہ تفریق طلاق بائن ہوگی اور اگر آپ کے شوہر نے آپ سے صحبت کرلی ہے تو آپ پر عدت واجب ہے اور شوہر نے صحبت نہ کی تو عدت نہیں۔

(بحوالہ درمختار، بہار شریعت جلد اول صفحہ 536)

سوال: خضراء سوال کرتی ہیں کہ نکاح سے پہلے دولہا دلہن کو کلمہ پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: نکاح سے پہلے دولہا اور دلہن کو کلمہ پڑھانا شرائط نکاح سے نہیں اور نہ ہی فرض یا واجب ہے بلکہ یہ مستحب عمل ہے۔ اگر پڑھائے تو پڑھ لے اور انکار کرنا غلط ہے کہ کلمہ پڑھنے سے انکار کرے گا تو کافر ہوجائے گا۔

سوال: حوریہ پوچھتی ہے کہ اگر خط کے ذریعے ایجاب کے الفاظ بھیجے تو کیا خط پڑھتے ہی اسی مجلس میں قبول کرنا ضروری ہے یا دوسری مجلس میں بھی قبول کرسکتا ہے؟

جواب: اگر ایجاب کے الفاظ خط میں لکھ کر بھیجے اور جس مجلس میں خط اس کا پہنچا اس میں قبول نہ کیا بلکہ دوسری مجلس میں گواہوں کو بلا کر قبول کیا تو بھی ہوجائے گا۔

سوال: ہندہ زانیہ زنا کے بعد حاملہ ہوئی تو اس کا نکاح کسی مرد سے جائز ہے؟
جواب: ہندہ اگر حاملہ ہے تو نکاح جائز ہے بشرطیکہ کہ عدت گزار چکی ہو لیکن دوسرے مرد سے جب تک بچہ نہ جنے ہم بستری جائز نہیں۔
سوال: نمرہ سوال کرتی ہے کہ میری بہن نمیرہ نکاح کرنے پر رضامند نہیں ہے آپ بیتائیے کہ نکاح کی اسلام میں کیا حیثیت ہے تا کہ میری بہن نمیرہ نکاح کرنے پر رضا مند ہو جائے؟
جواب: نمرہ بہن نکاح کرنا ہمارے پیارے آقا ﷺ کی سنت ہے اس لیے کہ یہ امور دین میں داخل ہے جیسے کھانا وغیرہ جس طرح کہ راہ دین کے لیے آدمی کی حیات و بقاء کی ضرورت ہے اور حیات کھانے کے بغیر ممکن نہیں اسی طرح راہ دین میں اس کی نسل کی حاجت ہے اور یہ بغیر نکاح کے ناممکن ہے۔ پس نکاح سبب اصل وجود انسانی ہے اور کھانا اس کی بقاء کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح کو محض نسل انسانی کی بقاء کے لیے مباح کیا ہے نہ کہ شہوت کے لیے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (نور:32)

”اپنے یہاں کی بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کر دو“۔ (کنزالایمان)

پیارے آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے منہ پھیرا بلاشبہ اس نے مجھ سے منہ پھیرا“۔ (بحوالہ سنن ابن ماجہ جلد اول صفحہ 518)

ایک اور روایت میں ہے کہ

”جب کوئی شخص نکاح کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ ہائے افسوس کہ ابن آدم نے مجھ سے دو تہائی دین بچا لیا“۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 542)

سوال: حمامہ سوال کرتی ہے کہ مسلمان کا نکاح کفار سے کیوں نہیں ہو سکتا جب کہ ان سے تجارت کر سکتے ہیں تو نکاح بھی ہونا چاہیے؟
جواب: مسلمان کا نکاح کفار سے اس لیے نہیں ہو سکتا کہ نکاح کا مقصد گھر کی آبادی ہے۔ گھر کی آبادی اس وقت ہو گی جب زوجین کے دل ملے ہوں گے۔ اختلاف دین کی

وجہ سے آپس میں نفرت ہوگی جس سے گھر کی بربادی لازم ہے۔

سوال: زویا کو کسی نے دعوت اسلامی کے اجتماع میں آنے کی دعوت دی۔ جب اس نے شرکت کی تو اس کے دل پر اسلام کی حقانیت کا بڑا اثر ہوا اور اس نے امیر اہل سنت کا بیان سن کر اسلام قبول کرلیا۔ اب وہ یہ سوال کرتی ہے کہ اس کا شوہر تو کافر ہے کیا اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

جواب: زویا آپ کو بہت مبارک ہو اسلام لانے پر اور مذکورہ صورت میں حکم یہ ہے کہ آپ اپنے شوہر پر اسلام پیش کریں اگر تین حیض آنے سے پہلے اسلام قبول کرلیتا ہے تو بدستور نکاح باقی رہے گا اگر تین حیض گزر جائیں اور اسلام قبول نہ کیا تو اب آپ کو اختیار ہے کہ آپ جہاں چاہیں نکاح کرلیں۔ کیونکہ اب آپ کا نکاح اس مرد سے ختم ہوگیا۔ کیونکہ رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ (البقرہ:221)

"اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوجائیں"۔ (کنزالایمان)

سوال: آویز سوال کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور میری بیوی آرسہ مجوسیہ ہے کیا میں اس کے ساتھ رہ سکتا ہوں؟

جواب: اگر شوہر مسلمان ہو اور بیوی مجوسیہ ہو تو آویز صاحب اب آپ آرسہ پر اسلام پیش کریں اگر وہ اسلام قبول کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ آرسہ فوراً آپ کے نکاح سے نکل جائے گی۔

سوال: خلوت صحیحہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج وزوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز ایسی نہ ہو جو ان کے جماع میں رکاوٹ بنے اور رکاوٹ تین قسم کی ہے:

۱۔حسی ۲۔شرعی ۳۔طبعی

حسی:۔ جیسے کہ مرض یعنی کے شوہر بیمار ہے تو مطلقاً خلوت صحیحہ نہ ہوئی اور اگر بیوی اتنی بیمار ہو کہ وطی سے صحیح نقصان کا اندیشہ ہو اور اگر ایسی بیماری نہ ہو تو خلوت صحیحہ ہوجائے گی۔

شرعی:۔ جیسے کہ عورت حیض ونفاس میں ہے یا دونوں میں کوئی احرام کی حالت میں ہو یا

روزہ کی حالت میں ہو تو ان سب صورتوں میں خلوت صحیحہ صحیح نہیں ہوگی۔
طبعی:۔ جیسے کہ وہاں کسی تیسرے کا ہونا اگرچہ وہ سویا ہو یا نابینا ہو یا اس کی دوسری بیوی ہو یا اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ کسی کے سامنے بیان کر سکتا ہو تو اس کا ہونا رکاوٹ ہے خلوت صحیحہ نہ ہوگی۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 570)

سوال: عریسہ سوال کرتی ہیں کہ میری بہن عروسہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے جب کہ میری شادی کی تاریخ طے ہو چکی تھی اب میرے والدین میری بہن کی عدت میں رہنے کی وجہ سے شادی نہیں کرنا چاہتے جب کہ لڑکے والوں کو جلدی بھی ہے۔ اس صورت میں شادی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: آپ کی بہن عدت میں تو ہے آپ کی بہن کا عدت میں ہونے سے آپ کے نکاح میں کوئی حرج نہیں بلکہ آپ کا نکاح کر دینا ہی شریعت میں زیادہ پسندیدہ ہے اور آپ کی بہن عروسہ گھریلو حد تک سادگی کے ساتھ شادی کے پروگراموں میں شرکت کر سکتی ہے اور ہال وغیرہ باہر کی تقریبات میں شرکت نہیں کر سکتی۔ (وقار الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 211)

سوال: معظمہ سوال کرتی ہے کہ جس شادی میں رقص یا باجا وغیرہ ممنوعات شرعیہ ہوں وہاں نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: جس شادی میں رقص اور باجا وغیرہ ممنوعات شرعیہ ہوں وہاں نکاح ہو جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ یہ ناچ اور اکثر باجے شرعاً حرام و ممنوع ہیں اور ان کو دیکھنے، سننے والا فاسق اور گنہگار ہے مگر کفر نہیں کہ نکاح ہی نہ ہو۔ نکاح صرف اس سے ہو جاتا ہے کہ مرد و عورت ایجاب و قبول کریں اور دو گواہ سنتے اور سمجھتے ہوں۔

قرآن پاک میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ
"اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں سے بہکا دیں اور بے سمجھے اور اسے ہنسی بنا لیں ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ (لقمان:6۔ ترجمہ کنزالایمان)

سوال: ط سوال کرتے ہیں کہ اگر میں نے کسی کو وکیل بنا کر کہا کہ میرا نکاح میری قوم (ذات) میں کرنا اور وکیل نے میرا نکاح دوسری قوم میں کر دیا تو کیا نکاح ہو گیا؟

جواب: اگر کسی نے وکیل کو اپنی قوم میں کرنے کو کہا اور دوسری قوم میں نکاح کر دیا تو نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ (بہار شریعت جلد 6 حصہ ہفتم صفحہ 29)

سوال: صادم نے ایک شخص کو وکیل بنایا کہ میری طرف سے شارقہ سے منگنی کرو اور وکیل نے شارقہ سے منگنی کی بجائے نکاح کر دیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا؟

جواب: وکیل نے شارقہ سے منگنی کے بجائے نکاح کر دیا تو یہ نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ منگنی اصل میں نکاح کا اذن ہی ہے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ ہفتم صفحہ 29)

سوال: حور اور حامد نے نکاح کے لیے ایک ہی شخص کو وکیل بنایا پھر انہوں نے دونوں کی طرف سے ایجاب وقبول کیا تو کیا دونوں کی طرف سے ایک وکیل ہو سکتا ہے؟

جواب: اگر لڑکی اور لڑکے نے اپنا وکیل ایک ہی شخص کو بنایا ہے تو وکیل دونوں کی طرف سے ایجاب وقبول کر سکتا ہے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ ہفتم صفحہ 519)

سوال: علی رضا حق زوجیت پر نوافل کو ترجیح دیتا ہے تو کیا اس کا یہ عمل صحیح ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص حقوق زوجیت پر نوافل کو ترجیح دیتا ہے تو عورت شوہر سے مطالبہ کر سکتی ہے اور اسے حکم دیا جائے گا کہ عورت کے پاس بھی رہا کرے کیونکہ حدیث پاک میں ہے:

وان لزوجک علیک حقا۔ "تیری بی بی کا تجھ پر حق ہے"۔

چونکہ عبادت میں بیوی کا حق تلف ہو رہا ہے تو مرد کو حکم دیا جائے گا کہ عورت کا بھی لحاظ رکھے۔ اس کے لیے بھی کچھ وقت دے اس کی مقدار شوہر سے متعلق ہے۔

(بہار شریعت حصہ ہفتم صفحہ 47)

سوال: مسکان سوال کرتی ہے کہ اسلام نے چچا، پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کیوں حلال کیا بلکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بالکل اجنبی جگہ نکاح ہوتا جیسا ہندوؤں میں ہوتا ہے؟

جواب: مسکان بہن! اسلام نے چچا پھوپھی کی لڑکی سے نکاح اس لیے حلال کیا کہ آپس میں عزیز پہلے سے ایک دوسرے کی عادات سے واقف ہوتے ہیں لہٰذا جتنی محبت آپس میں ہوتی ہے اجنبی سے نہ ہوگی کہ نہ معلوم اس کی طبیعت کیسی ہو۔ نیز آپس میں ذات وغیرہ کی تحقیق نہیں کرنی پڑتی ہے نیز آپس میں نکاح سے اپنی خاندانی جائداد اور مال خاندان ہی

میں رہتے ہیں غیر جگہ نہیں جاتے۔ نیز آپس کے نکاح سے محبت بڑھ جاتی ہے کیونکہ ایک پہلے سے موجود تھی دوسری محبت لڑکی سے قائم ہو گئی۔ (رسائل نعیمیہ صفحہ 318)

سوال: نتاشا سوال کرتی ہے کہ اب تو نکاح بھی فساد کی جڑ بن گیا ہے کہ اس سے رشتے بگڑ جاتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: نتاشا بہن! آج کل کے دور میں مسلمانوں نے نکاح کو عبادت نہ سمجھا مالی کاروبار بنالیا ہے۔ لڑکے والے زیادہ جہیز کی فکر میں ہوتے ہیں اور لڑکی والے زیادہ مہر کی۔ جب یہ دنیاوی کاروبار بن گیا تو اس میں فتنے فساد پیدا ہو گئے۔

سوال: کیا نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا جائز ہے؟

جواب: مناسب ہے کہ نکاح سے قبل عورت کا چہرہ اور ظاہر بدن دیکھ لے تا کہ بعد میں طلاق کی نوبت نہ آئے۔

پیغام نکاح سے پہلے دیکھنا اور دکھوانا مستحب ہے اس طرح کہ کسی بہانے عورت کو پتا نہ چلے کہ ناپسندگی کی صورت میں رنج ہو۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 459)

سوال: مرد عورتوں پر حاکم ہیں اور عورتیں ان کی قید میں اور ثواب میں بھی مرد کا درجہ زیادہ ہے عورتوں کے ساتھ انصاف کہاں؟

جواب: دین اسلام نے جو عورتوں کو اعلیٰ درجات و مقامات عطا فرمائے کسی اور دین میں نہیں اور عورتوں کی فضیلت خود نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی کہ "میری امت کی عورتوں میں سب سے بہتر وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ اچھی ہو۔ ایسی عورت کو دن رات میں ایک ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے جو خدا کی راہ میں صبر کے ساتھ شہید ہوتے ہیں اور اس کی اجر کے امید اللہ تعالیٰ سے رکھتے ہیں۔ ان عورتوں میں سے ہر عورت جنت کی حوروں پر ایسی فضیلت رکھتی ہے جیسی محمد ﷺ کو تم میں ادنیٰ مردوں پر۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ 113)

الحمد للہ عزوجل جیسا انصاف اور جیسا حق اسلام نے عورتوں کو دیا ہے دوسرے مذاہب اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

مہر کے احکام

سوال: زرین سوال کرتی ہیں کہ کیا نکاح بغیر مہر کے ہو ہی نہیں سکتا؟

جواب: زرین بہن حدیث پاک میں آتا ہے کہ

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص نکاح کرے اور نیت یہ ہو کہ عورت کو مہر میں سے کچھ نہ دے گا تو جس دن مرے گا زانی مرے گا"۔(ابو یعلی وطبرانی)،(بہار شریعت جلد اول حصہ ہفتم صفحہ 535)

معلوم یہ ہوا کہ بغیر مہر کے نکاح تو منعقد ہو جائے گا مگر ایسا کرنا اس قدر برا فعل ہے کہ حدیث پاک میں اسے زانی قرار دے دیا۔

سوال: مہرین کہتی ہیں کہ آپ مجھے مہر کی کم از کم اور آسان مقدار بتا دیں؟

جواب: مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا۔ اسکے علاوہ آسان مہر کے بارے حدیث پاک میں آتا ہے کہ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بہتر مہر وہ ہے جو آسان ہو"۔(حاکم وبیہقی)،(بہار شریعت جلد اول حصہ ہفتم صفحہ 535)

جو مہر انسان کے اوپر بھاری نہ ہو اور آسانی سے ادا ہو جائے وہی آسان اور بہتر مہر ہے۔

سوال: ثنا پوچھتی ہیں کہ میری پھوپھی کا نکاح ہوا اور مہر کی کچھ بھی مقرر نہ ہوا تو اب کیا کریں آپ کوئی حل بتائیں؟

جواب: نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی تو بھی نکاح ہو جائے گا اور ثناء آپ کی پھوپھی کے لیے مہر مثل ہو گا جو کہ ان کے شوہر پر لازم ہو گا۔(بہار شریعت جلد اول صفحہ 535)

سوال: نادیہ پوچھتی ہیں کہ مہر مثل کسے کہتے ہیں؟

جواب: عورت کے خاندان کی اس جیسی عورت کا جو مہر ہو وہ اس کے لیے مہر مثل ہے۔ مثلاً اس کی بہن، پھوپھی، چچا کی بیٹی وغیرہ کا مہر۔ اس کی ماں کا مہر اس کے لیے مہر مثل نہیں جب کہ وہ دوسرے گھرانے کی ہو جیسا کہ مہر اس کے لیے مہر مثل ہے وہ درج ذیل امور میں

اس جیسی ہو:

عمر، جمال، مال میں، شباب، دونوں ایک شہر میں اور ایک ہی زمانہ میں ہو، عقل وتمیز، دیانت وپارسائی، علم وادب میں یکساں ہوں۔ دونوں کنواری ہوں یا دونوں شادی شدہ اور اولاد ہونے یا نہ ہونے میں یکساں ہوں۔ شوہر کا حال بھی ملحوظ ہوتا ہے مثلاً جوان اور بوڑھے کے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ ہفتم صفحہ 539)

سوال: انیشا سوال کرتی ہیں کہ مہر صرف رقم سے ہی ادا ہوتا ہے یا کوئی دوسری چیز بھی مہر بن سکتی ہے؟

جواب: جو چیز مال متقوم نہیں وہ مہر نہیں ہو سکتا بلکہ مہر مثل واجب ہوگا مثلاً مہر یہ ٹھہرا کہ آزاد عورت کی سال بھر تک خدمت کرے گا یا اسے علم دین پڑھائے گا یا حج کرائے گا یا مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت سے ہو اور مہر میں خون، شراب یا خنزیر کا ذکر آیا یا یہ کہ شوہر اپنی پہلی بی بی کو طلاق دے دے تو وہ ان سب صورتوں میں مہر مثل واجب ہے۔
(بہار شریعت جلد اول حصہ ہفتم صفحہ 536)

مہر مقرر ہونے کے بعد اگر عورت کی مرضی سے اسے اتنے ہی رقم کے علاوہ کوئی دوسری چیز لا کر دی تو مہر ادا ہو جائے گا۔

سوال: سالکہ کہتی ہیں کہ میری بہن کا نکاح میرے پھوپھی زاد کزن سے ہوا اور کزن کی بہن کا نکاح میرے بھائی سے اور دونوں کا مہر ایک دوسرے کا نکاح ٹھہرا تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: شغار یعنی ایک شخص نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کر دیا اور دوسرے نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس سے کر دیا اور ہر ایک کا مہر دوسرے کا نکاح ہے تو ایسا کرنا گناہ ومنع ہے اور مہر مثل واجب ہوگا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 536)

سوال: زویا پوچھتی ہیں کہ اگر کسی نے مہر دس درہم سے کم مقرر کیا تو اب کیا صورت ہوگی مہر ادا کرنے کی؟

جواب: نکاح میں دس درہم یا اس سے کم مہر باندھا گیا تو دس درہم واجب ہے اور زیادہ باندھا تو جو مقرر ہوا وہ واجب ہوگا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 536)

سوال: شائلہ کہتی ہیں کہ میری بہن نے پہلے خفیہ طور پر کورٹ میرج کی اور مہر پانچ ہزار مقرر ہوا اور اب اعلانیہ نکاح کر کے دوبارہ پانچ ہزار کا ذکر کیا تو آیا پانچ ہزار ہی مہر ادا ہوگا یا دونوں ملا کر ادا کیا جائے گا؟

جواب: شائلہ بہن صورت مسئولہ میں مہر کے دس ہزار واجب ہوں گے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے پہلے خفیہ نکاح ہوا اور ایک ہزار کا مہر باندھا پھر اعلانیہ نکاح ایک ہزار پر ہوا تو دو ہزار واجب ہوں گے اور اگر محض احتیاطاً تجدید نکاح کی تو دوبارہ نکاح کا مہر واجب نہ ہوگا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 537)

سوال: بشریٰ سوال کرتی ہیں کہ میرے چچا کی بیٹی کا نکاح میرے بھائی سے ہوا اور وہ ابھی نابالغہ ہے اور مہر پندرہ ہزار ٹھہرا۔ اور اب میرے چچا یہ مہر معاف کرنا چاہتے ہیں تو اب کیا ہو سکتا ہے؟

جواب: اگر عورت نابالغہ ہے اور اس کا باپ اس کے مہر معاف کرنا چاہتا ہے تو ایسا نہیں ہو سکتا اور بالغہ ہے تو اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 537)

سوال: ثناء پوچھتی ہیں کہ کیا مہر مثل کے وقت بھی گواہ کا ہونا لازم ہے؟

جواب: مہر مثل کے ثبوت کے لیے دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں گواہان عادل ہونا چاہئے جو لفظ شہادت بیان کریں اور گواہ نہ ہوں تو زوج کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 539)

سوال: ماریہ ناز پوچھتی ہیں کہ اگر مہر مثل کے لیے اس کے خاندان کوئی ایسی عورت ہی نہ ہو تو کیا کریں گے؟

جواب: اگر اس کے خاندان میں کوئی عورت اس جیسی نہیں جس کا مہر اس کے لیے مہر مثل ہو سکے تو کوئی دوسرا خاندان جو اس خاندان کے مثل ہے اس میں کوئی عورت اس جیسی ہو تو اس کا مہر اس کے لیے مہر مثل ہوگا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 539)

سوال: نسیمہ کہتی ہیں کہ کیا مہر ادا کرنے کے لیے کوئی وقت مقرر ہے؟

جواب: مہر دراصل تین قسم کا ہے:

۱۔معجّل:خلوت سے پہلے دینا قرار پایا۔

۲۔موجل: جس کے لیے کوئی میعاد(وقت)مقرر ہو۔

۳۔مطلق: جس کے لیے کوئی میعاد نہیں جب چاہے دے دے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ حصہ معجّل ہو کچھ موجل اور کچھ مطلق۔

نکاح کے وقت جس مہر کا ذکر ہو گا اسی لحاظ سے مہر ادا کرنا پڑے گا مثلاً اگر مہر معجّل ٹھہرا تو خلوت سے پہلے ہی ادا کرنا ہو گا اسی طرح دوسرے اور تیسرے کی بھی میعاد کے مطابق۔(بہار شریعت جلد اول حصہ ہفتم،صفحہ 34)

نفقہ کا بیان

سوال: حلیمہ سوال کرتی ہیں کہ میری بہن نابالغہ ہے جو قابل جماع نہیں۔کیا اس کے شوہر پر اس کا نفقہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: نابالغہ جو قابل جماع نہ ہو اس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں خواہ شوہر کے یہاں ہو یا اپنے باپ کے گھر۔جب تک کہ قابل وطی نہ ہو جائے ہاں اس قابل ہو کہ خدمت کر سکے یا اس سے انس حاصل ہو سکے اور شوہر نے اپنے مکان میں رکھا ہو تو نفقہ واجب ہے اور نہیں رکھا تو نہیں۔(بہار شریعت،عالمگیری،قانون شریعت)

سوال: خدیجہ سوال کرتی ہیں کہ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کیا والدین بیٹی کے گھر آ کر رک سکتے ہیں اور دیگر محارم کے بارے میں شرع نے کیا حکم دیا ہے جواب تفصیل سے دیں؟

جواب: میری بہن! عورت کے والدین ہفتہ میں ایک بار اپنی لڑکی کے یہاں آسکتے ہیں۔شوہر منع نہیں کر سکتا۔ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہیں تو شوہر منع کر سکتا ہے اور والدین کے علاوہ اور محارم سال بھر میں ایک بار آسکتے ہیں۔یوں ہی عورت اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار اور دوسرے محارم کے یہاں سال میں ایک بار جا سکتی ہے مگر رات میں شوہر کی بلا اجازت وہاں نہیں رہ سکتی دن میں واپس آ جائے اور والدین یا محارم اگر فقط دیکھنا چاہیں تو اس سے کسی وقت منع نہیں کر سکتا۔

اور غیروں کے یہاں جانے یا ان کی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ تقریبوں میں شرکت سے منع کرے۔ بلا اجازت جائے گی تو گنہگار ہوگی اور اجازت سے گئی تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ (ہندیہ، قانون شریعت، بہار شریعت جلد اول صفحہ 613)

سوال: خالد نے ایک عورت سے نکاح کیا لیکن وہ قابل وطی نہیں تو کیا خالد پر اس عورت کا نفقہ واجب ہے؟

جواب: عورت کا مقام بند ہے جس کے سبب سے وطی نہیں ہوسکتی یا دیوانی ہے یا بوہری ہے تو نفقہ واجب ہے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 607)

سوال: سدرہ سوال کرتی ہیں کہ میرے شوہر مجھے نفقہ نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ براہ کرم قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے نفقہ کا تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں؟

جواب: نفقہ کا ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"مالدار شخص اپنی وسعت کے لائق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہے وہ اس میں سے خرچ کرے جو اسے خدا نے دیا اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی اسے طاقت دی ہے۔ قریب ہے کہ اللہ سختی کے بعد آسانی پیدا کردے"۔ (کنزالایمان) (پارہ 7 آیت 65)

حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کو گنہگار ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے جس کا کچھ کھانا اس کے ذمہ ہو اسے کھانے کو نہ دے"۔

چنانچہ قرآن و حدیث سے نفقہ کا ثبوت ملتا ہے کہ جس کے ذمہ نفقہ ہے اس کو نفقہ دینا واجب ہے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ ہفتم صفحہ 608)

اور آپ کے شوہر کا یہ کہنا بالکل بے جا اور غلط ہے۔ ان کو چاہیے کہ وہ خوشی خوشی سے آپ کا نفقہ دیں۔

سوال: سلمیٰ سوال کرتی ہیں کہ کیا ڈاکٹر وغیرہ کی فیس بھی شوہر کو دینا واجب ہے؟

جواب: عورت بیمار ہو تو اس کی دوا کی قیمت اور طبیب کی فیس شوہر پر واجب نہیں۔ فصد یا پچھنے کی ضرورت ہو تو یہ بھی شوہر پر نہیں۔ (جوہرہ، بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 611)

سوال: ام حبیبہ سوال کرتی ہیں کہ ایک سال میں شوہر کے ذمے کتنے جوڑے بنانا ہیں؟

جواب: سال میں دو جوڑے کپڑے دینا واجب ہے۔ ہر ششماہی پر ایک جوڑا۔ جب ایک جوڑا کپڑے کا دے دیا تو جب تک مدت پوری نہ ہو دینا واجب نہیں اور اگر مدت کے اندر پھاڑ ڈالا اور عادتاً جس طرح پہنا جاتا ہے اسی طرح پہنا ہی نہیں یا کبھی اس کو پہنتی تھی اور کبھی اور کپڑے اس وجہ سے باقی ہے تو اب دوسرا جوڑا دینا واجب ہے اور اگر یہ وجہ نہیں بلکہ کپڑا مضبوط تھا اس وجہ سے نہیں پھٹا تو دوسرا جوڑا واجب نہیں۔ (جوہرہ، بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 611)

سوال: بشریٰ سوال کرتی ہیں کہ نفقہ کس درجے کا ملنا چاہیے؟

جواب: اگر مرد عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالداروں کا سا ہوگا اور اگر دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا نفقہ اور اگر ایک مالدار اور دوسرا محتاج ہو تو متوسط درجہ کا یعنی محتاج جیسا کھاتے ہوں اس سے عمدہ اور اغنیاء جیسا کھاتے ہوں اس سے کم اور اگر شوہر مالدار ہو اور عورت محتاج ہو تو بہتر یہ ہے کہ جیسا آپ کھاتا ہو عورت کو بھی کھلائے مگر یہ واجب نہیں بلکہ واجب متوسط ہے۔ (درمختار، قانون شریعت، بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 610)

سوال: فائزہ سوال کرتی ہیں کہ میرے شوہر کا انتقال ہو گیا کیا دوران عدت مجھے نفقہ ملنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: وفات کی عدت میں نفقہ واجب نہیں چاہے عورت کو حمل ہو یا نہ ہو۔
(بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم، صفحہ 610)

سوال: مبشرہ سوال کرتی ہیں کہ کیا خلع میں شوہر سے نفقہ لینا واجب ہے؟

جواب: خلع میں نفقہ ہے ہاں اگر خلع اس شرط پر ہوا کہ عورت نفقہ اور سکنیٰ (رہائش) معاف کرے تو اب نفقہ نہیں پائے گی مگر سکنیٰ شوہر کو اب بھی دینا ہوگا کہ عورت کو سکنیٰ معاف کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 610)

سوال: ماریہ سوال کرتی ہے کہ کیا نفقہ میں پان، چھالیہ وغیرہ دینا بھی واجب ہے؟

جواب: عورت اگر چائے یا حقہ یا سگریٹ پیتی ہے تو ان کے خرچ شوہر پر واجب نہیں

اگر چہ نہ پینے سے اس کو ضرر پہنچے گا یوں ہی پان چھالیہ تمبا کو شوہر پر واجب نہیں۔

(ردالمحتار، بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 611)

سوال: ندا سوال کرتی ہیں کہ نفقہ سے کیا مراد ہے اور اس کا سبب کیا ہے؟

جواب: نفقہ سے مراد کھانا، کپڑے اور رہنے کا مکان ہے اور نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔زوجیت ۲۔نسب ۳۔ملک

(قانون شریعت، ردالمحتار، بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 608)

سوال: ام ہانی سوال کرتی ہیں کہ میرے شوہر نے میرے بچے کا نفقہ مجھے دیا تھا مگر وہ چوری ہو گیا ہے تو کیا مجھے دوبارہ نفقہ ملنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: آپ نے اگر بچہ کا نفقہ اس کے باپ سے لیا اور وہ چوری ہو گیا یا کسی اور طرح ہلاک ہو گیا تو پھر دوبارہ نفقہ لے گی اور اگر بچ گیا تو واپس کرے گی۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 614)

سوال: حفصہ سوال کرتی ہیں کہ کب سے شوہر کے ذمہ کپڑے وغیرہ بنانے واجب ہیں؟

جواب: عورت جب رخصت ہو کر آئی تو اسی وقت سے شوہر کے ذمہ اس کا لباس ہے اس کا انتظار نہ کرے گا کہ چھ مہینے گزار لیں تو کپڑے بنائے۔ چاہے عورت کے پاس کتنے ہی کپڑے ہوں نہ عورت پر واجب ہے کہ میکے سے جو کپڑے لائی ہے وہ پہنے بلکہ اب سب شوہر کے ذمہ ہے۔(ردالمحتار، بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 611)

سوال: قدسیہ سوال کرتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھے پیشگی نفقہ دیا تھا پھر انہوں نے مجھے طلاق دے دی تو کیا مجھے نفقہ واپس کرنا ہو گا؟

جواب: عورت کو پیشگی نفقہ دے دیا تھا پھر ان میں سے کسی کا انتقال ہو گیا یا طلاق ہو گئی تو وہ دیا ہوا واپس نہیں ہو سکتا۔ یونہی اگر شوہر کے باپ نے اپنی بہو کو پیشگی نفقہ دے دیا تو موت یا طلاق کے بعد وہ بھی واپس نہیں لے سکتا۔(بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 612)

سوال: سفیہ سوال کرتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور مجھے حمل بھی نہیں

تو کیا مجھے عدت میں نفقہ ملے گا؟

جواب: جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں۔ چاہے عورت کو حمل ہو یا نہ ہو۔

(خانیہ، بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 609)

سوال: شازیہ سوال کرتی ہیں کہ میرا شوہر تنگدست ہے اور بھائی مالدار ہے تو کیا شوہر کی موجودگی میں بھائی سے نفقہ لے سکتے ہیں؟

جواب: عورت کا شوہر تنگدست ہو اور بھائی مالدار ہے تو بھائی کو خرچ کرنے کا حکم دیا جائے گا پھر جب شوہر کے پاس مال ہو جائے تو بھائی واپس لے سکتا ہے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 616)

سوال: رابعہ سوال کرتی ہیں میری بہن ثانیہ کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اور وہ حاملہ ہے تو اس کا نفقہ کس پر ہے کیا اسے شوہر سے نفقہ ملے گا؟

جواب: حاملہ عورت دوران عدت نفقہ پائے گی اور حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے اور جس کا حمل ہے نفقہ اسی پر ہے۔ ثانیہ کے شوہر کا حمل ہے تو تمام نفقہ اسی پر واجب ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے "جس عورت کو طلاق دی گئی بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں چاہے عورت کو حمل ہو یا نہ ہو۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 609)

سوال: صائمہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی عورت کا نکاح ہوا اور اس نے رخصتی سے پہلے نفقہ کا مطالبہ کر دیا تو اس صورت میں اس کا مطالبہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: بالغہ عورت جب اپنے نفقہ کا مطالبہ کرے اور ابھی رخصت نہیں ہوئی ہے اور رخصتی سے انکار بھی نہیں کرتی تو اس کا مطالبہ درست ہے اور اگر رخصتی سے انکار کرتی ہے اور کوئی معقول وجہ بھی ہو جیسے کہتی ہو مہر معجل دو گے (یعنی وہ مہر جو دخول سے پہلے دیا جاتا ہے) تو جاؤں گی ورنہ نہیں جب بھی مطالبہ درست ہے اور نفقہ پائے گی۔ اور اگر انکار ناحق ہے تو (مہر معجل تمہاری نہیں یا ادا کر چکا ہے یا معاف کر چکی ہے) تو نفقہ کی مستحق نہیں جب

تک رخصتی نہ ہو جائے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 608)

سوال: سعدیہ سوال کرتی ہیں کہ میری پھپھو کی بیٹی کی شادی ہوئی اور وہ بلا جواز میکہ آ کر تھوڑے دن بعد رہنے لگی تو کیا اس کا شوہر اسے نفقہ دے؟

جواب: عورت شوہر کے گھر سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 666)

سوال: رافعہ سوال کرتی ہیں کہ مجھے شوہر نے مہینے بھر کا نفقہ دیا لیکن میں نے فضول خرچی سے مہینہ پورا ہونے سے پہلے خرچ کر ڈالا تو کیا میں دوبارہ نفقہ لینے کا حق رکھتی ہوں؟

جواب: عورت کو مہینے بھر کا نفقہ دیا اس نے فضول خرچی سے مہینہ پورا ہونے سے پہلے خرچ کر ڈالا یا چوری ہو گئی یا کسی اور وجہ سے ضائع ہو گیا تو اس مہینے کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 612)

سوال: نازیہ سوال کرتی ہیں کہ میری بہن کو ان کے شوہر نے ایسے مکان میں رکھا ہے جس کے پڑوسی بدمذہب ہیں تو کیا وہ شوہر سے یہ کہہ سکتی ہے کہ آپ مکان بدل دیں؟

جواب: یہ بات ضروری ہے کہ عورت کو ایسے مکان میں رکھے جس کے پڑوسی صالحین ہو کہ فاسقوں میں خود بھی رہنا اچھا نہیں نہ کہ ایسے مقام پر عورت کا ہونا۔ تو آپ کے بہنوئی کو چاہئے کہ وہ آپ کی بہن کو ایسے گھر میں رکھے جس کے ہمسائے نیک لوگ ہوں۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 613)

سوال: رفیعہ سوال کرتی ہیں کہ اگر بیٹا تنگدست ہے اور پوتا مالدار تو کیا اس پر ہے کہ وہ اپنے دادا کو نفقہ دے؟

جواب: بیٹا ہے تو نفقہ بیٹے پر واجب ہے پوتے پر نہیں۔ لیکن بطور حسن سلوک اگر وہ ایسا کرے تو ثواب پائے گا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 673)

سوال: ندا سوال کرتی ہیں کہ مجھ پر حج فرض ہے اور میں اپنے بھائی کے ساتھ حج پر جا رہی ہوں تو میرا نفقہ و مصارف سفر کون دے گا؟

جواب: عورت حج پر گئی اور شوہر ساتھ نہ ہو تو نفقہ واجب نہیں اگرچہ محرم کے ساتھ گئی

اگر چہ حج فرض ہو اگر چہ شوہر کے ساتھ مکان میں رہتی ہو اور اگر شوہر کے ہمراہ ہے تو نفقہ واجب ہے۔ حج فرض ہو یا نفل مگر سفر کے مطابق نفقہ واجب نہیں بلکہ حضر کا نفقہ واجب ہے لہٰذا کرایہ وغیرہ مصارف سفر شوہر پر واجب نہیں۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 609)

طلاق

سوال: وقار نے اپنی بیوی سلمٰی کے زیورات چھین لیے اور اس سے کہا کہ ہمارے گھر سے نکل جا مجھے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں اور اس نے گھر سے نکال دیا۔ اب سلمٰی اپنے والدین کے گھر ایک عرصہ سے رہ رہی ہے۔ اب اس صورت میں کیا سلمٰی کو طلاق واقع ہوئی اگر ہوئی تو کونسی ہوئی۔ اب دوبارہ وہ اس سے رجوع کر سکتا ہے؟

جواب: وقار نے جملہ مذکورہ ہمارے گھر سے نکل مجھے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں اگر بہ نیت طلاق یا مذاکرہ طلاق میں کہا تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو گئی اب وقار نکاح کے ذریعے اپنی بیوی سلمٰی کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 355)

سوال: فرحت پوچھتی ہیں کہ میرا بھائی زید اپنی بیوی عائشہ کے بارے میں کہا کہ عائشہ میری بیوی نہیں ہے بلکہ وہ عمر کی بیوی ہے تو اس جملے سے طلاق پڑی یا نہیں۔ وضاحت فرمادیں؟

جواب: عائشہ میری بیوی نہیں ہے بلکہ وہ عمر کی بیوی ہے، ان الفاظ سے مذہب مختار پر طلاق واقع نہیں ہوئی یہاں تک کہ شوہر نے بہ نیت طلاق کہا ہو تب بھی واقع نہ ہوئی۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ 365)

سوال: سلمٰی کا شوہر نعیم سلمٰی کے ماں باپ اور بھائیوں کی دل آزاری کرتا تھا جس کی وجہ سے ان دونوں میں علیحدگی ہو گئی اور پھر ان کا ملاپ اس شرط پر ہوا کہ آئندہ اگر میں ایسا کروں تو تم اپنی ذات پر ایک طلاق کر لینا۔ اب نعیم نے دوبارہ ان کے گھر والوں کو اذیت دی تو اب کیا طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟

جواب: نعیم نے طلاق کا اختیار اس کے گھر والوں کو اذیت دینے پر موقوف رکھا تھا۔ اب چونکہ اس نے وہی فعل کیا لہٰذا سلمٰی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 264)

سوال: زید نے اقرار کیا ہے کہ اس نے اپنی بیوی صفیہ کو طلاق دی ہے مگر وہ کہتا ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ دو طلاق دی یا تین۔ البتہ اس کے چچا کا بیان ہے کہ اس نے تین طلاقیں دی ہیں تو اس صورت میں صفیہ پر دو طلاق ہوں گی یا تین؟

جواب: زید کو اس بات میں شک ہے کہ دو طلاق دی ہے یا تین تو اس صورت میں دو طلاق مانی جائیں گی۔ اور اس کے چچا اکیلے ایک کی گواہی سے تین کا حکم نہ ہوگا تاوقتیکہ دو عادل گواہوں سے اس کا ثبوت نہ ہو۔ البتہ اگر شوہر کو تین طلاق دینا یاد ہے مگر وہ حلالہ سے بچنے کے لیے اس طرح کا بیان دیتا ہے تو وہ زناکار مستحق عذاب نار ہوگا۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 247)

سوال: تہمینہ سوال کرتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق نہیں دی اور میرے والدین نے عدالت سے طلاق نامہ لکھوالیا ہے تو کیا مجھے اب طلاق ہوگئی؟

جواب: تہمینہ بی بی یاد رکھیے کسی کی بیوی کے لیے عدالت کے حکام کی طلاق ہرگز قابل قبول نہیں۔ طلاق دینے کا اختیار صرف شوہر کو ہے نہ حکام کو کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے:

الطلاق لمن اخذ بالساق۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد 3 صفحہ 154)

سوال: عدنان نے قوم ہنود کے روبرو ثناء کو غصے میں آکر دو طلاقیں دیں اور وہاں سے تین چار قدم ہٹ کر چلا اور آہستہ سے وہی لفظ طلاق کا کہا جس کو صرف ایک ہندو عورت نے سنا۔ اب عدنان کہتا ہے کہ اس نے تیسری مرتبہ لفظ طلاق نہیں کہا اب اس وقت عدنان اور ثناء دونوں راضی ہوں نکاح کس طرح ہوگا؟

جواب: اللہ عالم الغیب والشہادۃ۔ وہ ہر ایک کو جانتا ہے وہ ہر ایک کے دل کو جانتا پرکھتا ہے۔ عدنان اللہ سے ڈرے اگر واقع میں تیسری بار عدنان نے لفظ طلاق بولا تو ثناء اس کے نکاح سے نکل گئی اور حلالہ کے بغیر اس سے نکاح نہیں کرسکتا اور اگر وہ تیسری طلاق کا انکار کرتا ہے اور اس کافرہ کے سوا کسی اور کی گواہی نہیں تو کافرہ کی بات قابل قبول نہیں۔ ثناء جب تک عدت میں ہے وہ اس سے رجعت کرسکتا ہے یعنی کہہ دے کہ میں تجھے دوبارہ اپنے نکاح میں لیتا ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 369)

سوال: سمیرا کو سہیل نے دو طلاقیں دیں اب اس نے واپس سمیرا سے نکاح کرلیا۔ دو سال کے بعد کسی تنازعہ کی بناء پر سہیل نے پھر ایک طلاق دے دی تو کیا اب بھی سمیرا سہیل کے نکاح میں ہے؟

جواب: پہلی مرتبہ سہیل کو دو طلاق دینے کے بعد صرف ایک طلاق کا اختیار رہ گیا اب اس نے وہ ایک بھی دے دی اب سمیرا حلالہ کے بغیر سہیل کے نکاح میں نہیں آسکتی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 369)

سوال: ام ہانی قسم کھا کر کہتی ہیں کہ رات کو میرے شوہر نعمان نے مجھے پانچ یا چھ طلاقیں دیں اور پھر میرا شوہر نعمان بھی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے طلاقیں نہیں دیں تو کیا طلاق ہو جائے گی کہ نہیں؟

جواب: اگر نعمان نے ام ہانی کو واقع میں طلاق دی ہے تو طلاق واقع ہو گئی اور ام ہانی بغیر حلالہ کے نعمان کے نکاح میں نہیں آسکتی اور اگر طلاق دے کر نعمان نے انکار کر دیا تو اللہ کے یہاں کچھ فائدہ نہ دے گا بلکہ وہ زانی ہو گا اور سخت عذاب میں مبتلا ہو گا۔

لیکن اگر ام ہانی کو یقین ہے کہ اس کے شوہر نے واقع میں طلاق دے دی تو جس طرح بھی ممکن ہو پیسہ وغیرہ دے کر اس سے رہائی حاصل کرلے اور اگر ام ہانی کو یہ بھی ممکن نہ ہو تو اپنی خواہش سے اس کے ساتھ میاں بیوی جیسا تعلق قائم نہ رکھے ورنہ نعمان کے ساتھ وہ بھی سخت گنہگار اور عذاب نار ہو گی۔ (فتاویٰ فیض الرسول صفحہ 155-154)

سوال: ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تیرے گھر والے میرے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں اور اگر کریں تو تو اپنا بندوبست کرلے۔ عورت نے کہا کیا میں اپنا بندوبست کرلوں۔ کہا ہاں کرلو۔ خیال رہے کہ ان دونوں کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا طلاق وغیرہ کا کوئی ذکر نہ تھا؟

جواب: اس مسئلے میں اس شخص نے الفاظ کنایہ کے ذریعے سے معلق کیا ہے اور الفاظ کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں شرط ہے کہ نیت طلاق ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے۔ یعنی پیشتر طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا۔

اور مذکورہ بالا صورت میں چونکہ طلاق نہیں بلکہ جھگڑے کی صورت ہے لہٰذا طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر الفاظ کنایہ "تو اپنا بندوبست کرلے" سے مراد طلاق ہو تو شرط پائی جانے کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

المختصر یہاں مرد کی نیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر مرد نے تو اپنا بندوبست کرلے کنایہ کے الفاظ کہے تو اگر نیت طلاق ہے تو عورت کے گھر والوں کی دخل اندازی کی صورت میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور اگر نیت طلاق نہ ہے بلکہ صرف ڈرانے، دھمکانے یا جھگڑا کی صورت میں ویسے ہی کہہ دیے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

سوال: صبہ علی کے شوہر نے صبہ کو دو طلاقیں دیں اور کہا "میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی" اب وہ عدت کے اندر اس سے رجوع کرنا چاہتا ہے تو اس میں مہر اور گواہ کا ہونا شرط ہے یا نہیں؟

جواب: ان الفاظ سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ اگر دو طلاق رجعی دی ہو تو شوہر عدت کے اندر عورت کی مرضی کے بغیر بھی رجعت کر سکتا ہے اور رجعت میں مہر اور گواہ کا ہونا شرط نہیں۔ اور اگر عدت گزر گئی اور رجوع نہ کیا ہو تو بعد عدت عورت کی مرضی سے نئے مہر کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول کتاب النکاح جلد دوم صفحہ 198)

سوال: مروہ فاروق کے شوہر نے غصہ کی حالت میں کہا "جا تو آزاد ہے" جب کہ مذاکرہ طلاق جاری تھا۔ تو اس صورت میں وہ مروہ سے دوبارہ عدت میں رجعت کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور اگر دوران عدت یا عدت کے بعد نکاح کرے تو اس نکاح میں مہر اور گواہوں کا ہونا شرط ہے یا نہیں؟

جواب: یہ طلاق بائن کے الفاظ ہیں۔ طلاق بائن سے طلاق ہونے میں یہ شرط ہے کہ نیت طلاق ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے یعنی پیشتر طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا۔

اور مذکورہ بالا صورت میں چونکہ مذاکرہ طلاق جاری تھا اور مرد نے غصہ کی حالت میں یہ الفاظ کہے لہٰذا ایک طلاق بائن واقع ہوگئی اور عورت فی الفور مرد کے نکاح سے نکل گئی۔

دو طلاق بائن دینے کی صورت میں شوہر عدت کے اندر اور بعد عدت عورت کی مرضی

سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ رجعت نہیں کر سکتا اور نکاح کی صورت میں مہر اور گواہوں کی موجودگی شرط ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 198، بہار شریعت جلد اول صفحہ 601)

سوال: میمونہ پوچھتی ہے کہ اس کو اپنی طلاق کا علم شوہر کے طلاق دینے کے پانچ مہینے بعد ہوا تو اب کیا علم ہونے کے بعد وہ اپنی عدت گزارے گی؟

جواب: اگر آپ کو تین حیض آ گئے ہیں تو میمونہ آپ کی عدت گزر چکی ہے اب آپ کو علم ہونے کے بعد عدت نہیں کریں گی اور اس کا گناہ بھی آپ پر نہیں ہوگا کیونکہ عدت کا شمار شوہر کے طلاق دینے کے بعد ہی شروع ہو جاتا ہے۔

سوال: ارم پوچھتی ہیں کہ میری دوست کی طلاق ہو گئی ہے اب وہ دوسرے مرد سے شادی کرنا چاہتی ہے تو کیا کرے وضاحت فرما دیں؟

جواب: ارم بہن اگر اس کا شوہر تین طلاقیں دے چکا ہے تو تین حیض عدت گزار کر وہ دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد 3)

سوال: عمران نے اپنی بیوی کو طلاق ایک کارڈ پر لکھوا کر اس پر دستخط کر دیا اور گواہوں نے بھی دستخط کر دیا پھر عمران کی ماں عمرین کو پتا چلا تو وہ ناراض ہوئی تو عمران نے طلاق والا کارڈ پھاڑ دیا اور کہتا ہے کہ طلاق نہیں پڑی تو اس صورت میں عمران کی بیوی کو طلاق پڑی یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں عمران کی بیوی پر طلاق لکھتے ہی طلاق واقع ہو گئی۔

(فیض الرسول جلد 3 صفحہ 152)

سوال: ثوبان نے اپنی بیوی سعدیہ کو حالت حمل میں طلاق دے دی تو لوگ کہتے ہیں کہ حمل میں طلاق واقع نہیں ہوئی؟

جواب: جس وقت ثوبان نے طلاق دے دی تھی اگر چہ سعدیہ حالت حمل میں ہو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اب بچہ پیدا ہونے اس کی عدت ہے۔

سوال: اگر کسی گونگے شخص نے اشارے سے طلاق دی تو کیا طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں اور اگر گونگا لکھنا جانتا ہو تو کیا اشارے سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

جواب: اگر گونگے نے اشارے سے طلاق دے دی تو ہو گئی جب کہ لکھنا نہ جانتا ہو اور

اگر لکھنا جانتا ہے تو اشارے سے نہ ہوگی بلکہ لکھنے سے ہی طلاق واقع ہوگی۔
(فتح القدیر، بہار شریعت حصہ ہشتم صفحہ 7)

سوال: ذاکر جو کہ نابالغ ہے اپنے باپ عمر سے اجازت لیے بغیر اپنی بیوی کنیز فاطمہ کو طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟

جواب: ذاکر جو کہ نابالغ ہے اس کی بیوی کنیز فاطمہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور ذاکر اپنے باپ سے اجازت لے کر دیتا تب بھی واقع نہیں ہوتی اس لیے کہ نابالغ کی طلاق شرعاً صحیح نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم)

سوال: عورت کو طلاق کے بعد دوران عدت شوہر کی جانب سے جو خرچ دیا جاتا ہے تو وہ شرعی طریقہ سے کتنا اور کتنے عرصے تک دیا جائے گا؟

جواب: بیوی کے زمانہ عدت کا خرچہ اور سکونت شوہر پر واجب ہے اس میں شوہر کو استطاعت کا اعتبار ہوگا جس طرح اور جس قدر وہ دے سکتا ہے اتنا ہی خرچہ دے گا۔ اگر آئسہ (مراد وہ عورت جو اس عمر کو پہنچ جائے جب اولاد نہیں ہوتی) نہ ہو تو اس کی عدت تین حیض اور حاملہ ہو تو وضع حمل اور آئسہ ہو تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 204)

سوال: زینب پوچھتی ہے کہ میری کزن رابعہ کو اولاد نہیں ہوتی اور اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ تم مجھ کو طلاق دے کر میری بہن سے نکاح کر لو اور تم مجھ کو نان نفقہ یعنی کھانے پینے کو دیتے رہنا اور اس مکان کے دوسرے حصے میں مجھے رہنے دو۔ کیا رابعہ کا اس طرح کہنا درست ہے؟

جواب: اگر اس کی بیوی رابعہ سے اولاد نہیں ہوتی تو اس کو طلاق دینے کی کیا ضرورت ہے اس کی موجودگی میں دوسری عورت سے نکاح کر سکتا ہے لیکن جس عورت سے نکاح جائز ہو اس سے نکاح کرے یہ ان صورتوں میں نہیں ہے جہاں طلاق دینے کی اجازت شرع نے دی ہے پھر بھی اگر اس کو طلاق دے کر اس کی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو عدت کے بعد نکاح ہو سکتا ہے۔ عدت میں ناجائز ہے یعنی جب تک رابعہ عدت نہ گزار لے اور عدت کے بعد اس مکان میں رکھنا مظنہ فتنہ ہے خصوصاً جب کہ دونوں میں مدت تک میاں بیوی کے تعلقات رہ چکے ہوں اور حجاب اٹھ چکا ہو وہ رابعہ کو اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتا۔

سوال: فاطمہ کو اس کے شوہر نے یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ تو میرے گھر سے چلی جا۔ ان الفاظ کے علاوہ کچھ نہ کہا تو ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ملتا ہے؟

جواب: شوہر کے یہ الفاظ طلاق کنایہ سے ہیں اگر اس لفظ سے شوہر نے طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن ہو جائے گی اور اگر نیت نہیں کی تو طلاق نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد دوم صفحہ 235)

سوال: ارسلان اپنی بیوی کو طلاق نہیں دینا چاہتا لیکن اس کے سسر شاکر نے کچہری سے طلاق نامہ لکھوالیا۔ یہ طلاق مانی جائے گی یا نہیں؟

جواب: کسی کی بیوی کے لیے کچہری کے حکام کی طلاق ہرگز قابل قبول نہیں کہ طلاق کا اختیار صرف شوہر کو ہے نہ کہ حکام کو۔ (فتاویٰ رضویہ فیض الرسول جلد 3 صفحہ 128)

سوال: عمران اپنی بیوی منیزہ کو عرصہ آٹھ سال سے چھوڑے ہوئے ہے منیزہ نے اپنے ایک عزیز کو معاملات کروانے کے لیے بھیجا تو عمران نے تین مرتبہ کہا میں اس کو نہیں رکھوں گا طلاق رجعی واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب: بیوی کے بارے میں یہ کہنا کہ میں اس کو نہیں رکھوں گا اس جملے سے طلاق نہیں پڑتی لہٰذا مذکورہ صورت میں منیزہ پر طلاق نہ ہوئی۔

سوال: طاہر نے سائرہ کو تین بار طلاق دی اور کہا کہ ایک طلاق ہے ایسی صورت میں کیا ایک طلاق ہوگی یا تین۔ کیا حلالہ کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

جواب: بلاشبہ باجماع آئمہ اربعہ تین طلاقیں ہوں گی اور بے حلالہ وہ اس کے لیے حلال نہ ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (بقرہ:230)

"اگر تیسری طلاق دے دی تو بیوی اس کے بعد حلال نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے"۔ (کنزالایمان)، (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر 3)

سوال: اظہر نے کسی سے کہا اگر تم کہو تو میں کل جا کر اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں کہ اظہر کے اس قول سے اگر تم کہو تو میں کل جا کر اپنی بیوی کو

طلاق دے دوں گا تو اس کی بیوی کو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ، فیض الرسول جلد دوم صفحہ 115)

سوال: آفاق نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا میں تم کو نہیں رکھوں گا کئی بار کہا کہ میں تم کو طلاق دے دوں گا اور کہا کہ خدا کی قسم اپنی لڑکی کو رکھوں گا تو اس صورت میں طلاق پڑی یا نہیں۔ آفاق کا ایسا کہنے کے بعد اپنی بیوی کو رکھے ہوئے ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب: آفاق کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی لیکن چونکہ قسم کھانے کے بعد اپنی اس بیوی کو رکھا تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنچائے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد دوم)

سوال: یاسر نے تین طلاق لکھ کر اپنے سسر کو بھیجی اور طلاق کی وجہ یہ تھی کہ لڑکی صوبیہ ٹی بی کی مریضہ تھی کیا اس کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ کیا وہ اپنے شوہر یاسر کے ساتھ رہ سکتی ہے یا نہیں کیا صوبیہ کو جہیز واپس ملے گا یا نہیں وضاحت فرمادیں؟

جواب: تحریر مذکورہ کی واقعی اگر یاسر نے لکھوا کر اپنے سسر کو روانہ کی ہے اور اس کی بیوی مدخولہ ہے تو اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوگی اور یاسر توبہ کرے کہ بیک وقت تین طلاق دینا گناہ ہے اگر صوبیہ کو دوبارہ رکھنا چاہتا ہے تو حلالہ کرنا پڑے گا اس کی صورت یہ ہے کہ عدت گزرنے کے بعد صوبیہ دوسرے شخص سے نکاح کرے وہ شخص اس سے ہمبستری کرے پھر وہ مرجائے یا طلاق دے دے تو دوبارہ عدت گزرنے کے بعد یاسر اس سے نکاح کرسکتا ہے اگر دوسرے شخص نے بغیر ہمبستری کیے اسے طلاق دے دی اس صورت میں شوہر اول اس سے نکاح نہیں کرسکتا یعنی حلالہ صحیح ہونے کے لیے دوسرے شوہر کا ہمبستری کرنا ضروری ہے۔ یاسر جہیز کا سامان صوبیہ کے سپرد کردے کہ جہیز کی مالک عورت ہی ہوتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 5، فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم)

سوال: زہرہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل گئی اور تھوڑی دور تک گئی تھی کہ لوگوں نے اس کو پکڑ کر گھر پہنچایا۔ شوہر ملک سے باہر تھا علم ہونے پر شوہر نے کہا میری بیوی میرے نکاح سے باہر ہے کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

جواب: شوہر کا یہ کہنا کہ میری بیوی میرے نکاح سے باہر ہوگئی اگر اس خیال کی بناء پر ہے (عورت کے بے اجازت شوہر گھر سے باہر جانے سے عورت کو طلاق واقع ہو جاتی ہے) تو یہ خیال غلط ہے اور کچھ بھی واقع نہیں ہوگا اور اگر یہ الفاظ طلاق کی نیت سے کہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ 165)

سوال: شائلہ کو اس کے شوہر نے غصے کی حالت میں طلاق دے دی تو اس کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

جواب: غصے کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ وقوع طلاق کے لیے رضامندی اور خوشی کی حاجت نہیں۔ غصہ تو غصہ اگر ہنسی دل لگی میں طلاق کے لفظ کہہ دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی بلکہ اگر کہنا کچھ اور چاہتا تھا زبان سے بلا قصد یہ نکل گیا تجھے طلاق تو طلاق واقع ہوگی۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد اول، صفحہ 213)

سوال: اسماء کا شوہر نشہ کرتا ہے ایک رات نشے میں آکر اس نے اسماء کو طلاق دے دی تو کیا طلاق واقع ہوگئی؟

جواب: نشے کی حالت میں طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"نشے والے کی بیوی بھاگی تو اس نے بیوی کا پیچھا کیا اور ناکام رہا۔ پھر کہا میری بیوی کو تین طلاق ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 441)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نشے کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: ایک شخص کی اپنی زوجہ سے باہمی نااتفاقی ہوگئی تھی اس نے اس کے گھر والوں کو بلایا اور اپنی امی، بہن اور بھائی کو بلایا۔ عورت کے گھر سے اس کی والدہ اور بڑی بہن آئیں تھیں۔ وہ فیصلہ کروانا چاہتا تھا مگر عورت مسلسل اپنی آواز بلند کرتی جارہی تھی۔ اس نے اسے خاموش ہونے کے لیے کہا تو وہ اور تیز بولنے لگی جس کی وجہ سے مرد مزید طیش میں آگیا اور بولا "میں اس روز روز کی کھچ کھچ سے تنگ آگیا ہوں بس اب میں سب کچھ ختم ہی کر دیتا ہوں، میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، میں تمہیں طلاق دیتا ہوں" اب وہ شخص یہ کہتا ہے کہ دو دفعہ تو بالکل درست کہا اور تیسری دفعہ میں نے روتے ہوئے کہا تھا۔

کیا اس طرح طلاق واقع ہوگئی اور کیا ایک ساتھ تین دفعہ طلاق دی تو تین ہی واقع

ہوں گی۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ اس طرح ایک طلاق ہوتی ہے؟

جواب: اگرچہ اس نے تیسری طلاق روتے ہوئے دی طلاق واقع ہو جائے گی۔ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تین ہی طلاقیں واقع ہوں گی نہ کہ ایک۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"ایک مجلس کی تین (طلاق) تین ہی ہیں"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 459)

سوال: آصف نے اپنی بیوی سے کہا میں تجھے طلاق دے دوں گا، طلاق دے دوں گا، طلاق دے دوں گا۔ چوتھی مرتبہ اس نے کہا کہ جا میں نے تمہیں طلاق دے دی۔ تو اس صورت میں بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

جواب: آصف اگرچہ سو مرتبہ کہہ دے کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ طلاق واقع نہ ہوگی جب کہ وہ دے نہ دے۔ جتنی دے گا اتنی ہی واقع ہوں گی۔ آصف نے اپنی بیوی سے ایک مرتبہ ہی کہا ہے لہٰذا ایک طلاق ہی واقع ہوگی۔

سوال: زرتاشیہ کے شوہر سفیان رضوی کو اس کے بھائی صالح نے زبردستی مار مار کر یہ کہلوایا میں اپنی بیوی زرتاشہ کو طلاق دیتا ہوں۔ کیا اب ایسی صورت میں طلاق ہو جائے گی؟

جواب: صورت مسئولہ میں طلاق ہو جائے گی۔ (فتاویٰ امجدیہ صفحہ 183)

سوال: دانیال نے اپنے سسر سے کہا میرا زیور مجھ کو دے دو تیری لڑکی سے کچھ تعلق نہیں تو کیا اس صورت میں طلاق ہو جائے گی؟

جواب: اگر دانیال نے فقط اتنے ہی الفاظ کہے تو طلاق نہیں ہوئی۔ (فتاویٰ امجدیہ صفحہ 219)

سوال: نوریہ پوچھتی ہے طلاق کو طلاق کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اس لیے کہ طلاق طلق سے بنا ہے جس کے معنی ہیں کھلنا۔ چہرہ کے کھلنے کو طلاقۃ الوجہ اور بے قید کو مطلق کہتے ہیں۔ چونکہ طلاق میں عورت کو نکاح کی قید سے کھول دیا جاتا ہے اس لیے اسے طلاق کہتے ہیں۔ (اسرار الاحکام)

سوال: زمرد سوال کرتی ہیں کہ طلاق کو کیوں جائز رکھا گیا ہے یہ تو جدائی ہے؟

جواب: اس لیے کہ کبھی مرد و عورت کی علیحدگی کی سخت ضرورت ہوتی ہے نکاح قائم رکھنا

ایک یا دونوں کے لیے وبال بن جاتا ہے اس لیے طلاق کو جائز رکھا گیا ہے۔

سوال: رفعت سوال کرتی ہیں کہ اگر طلاق کی ضرورت پڑ جاتی ہے تو چاہیے کہ عورت کو بھی طلاق کا حق حاصل ہو یہ کیا مرد تو آزاد ہو اور عورت مرد کی پابند کیوں؟

جواب: عورت میں قدرتی طور پر عقل کم ہوتی ہے اور جوش و غصہ زیادہ ہوتا ہے اس کو طلاق کا حق دینا گویا دیوانہ کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے۔ جن قوموں نے عورتوں کو طلاق کا حق دیا وہاں بات بے بات طلاقیں ہو رہی ہیں اور گھر برباد ہو رہے ہیں جیسے لندن وغیرہ میں۔

سوال: زرغونہ سوال کرتی ہیں کہ جس طرح نکاح میں دونوں کی مرضی ضروری ہے یعنی لڑکی لڑکا ایسے ہی طلاق میں بھی دونوں کی رضامندی ضروری ہونی چاہیے صرف مرد کی رائے سے طلاق کیوں ہو جاتی ہے؟

جواب: نکاح میں ایک شے مرد کی ملک میں آتی ہے تو ضروری ہے کہ مالک بننے والے اور ملک میں آنے والے دونوں کی رضا ہو۔ طلاق میں ملک سے نکلنا ہے اس میں مالک مختار ہے جیسا کہ نوکر رکھتے ہوئے مالک اور نوکر دونوں کی رضا ضروری ہے مگر نوکری سے علیحدگی کے وقت صرف مالک کی رضامندی ہوتی ہے۔ (اسرار الاحکام)

سوال: نازیہ پوچھتی ہے کہ میں نابالغہ ہوں اور مسلمان ہو چکی ہوں اور میرے شوہر نے اسلام قبول نہیں کیا ایسی صورت میں ہمارا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

جواب: نابالغہ عورت مسلمان ہوئی شوہر پر قاضی نے اسلام پیش کیا اگر وہ سمجھ والا ہے اور اسلام سے انکار کرے تو طلاق واقع ہو گی۔ (ردالمختار، بہار شریعت جلد اول حصہ ہشتم صفحہ 8)

سوال: نوفل کو کسی نے طلاق نامہ لکھنے پر مجبور کیا اور اس نے لکھ دیا مگر دل میں ارادہ ہے نہ زبان سے طلاق کا لفظ کہا تو کیا طلاق واقع ہو گی؟

جواب: کسی نے شوہر کو طلاق نامہ لکھنے پر مجبور کیا اور اس نے لکھ دیا مگر دل میں ارادہ ہے اور نہ زبان سے طلاق کا لفظ کہا تو طلاق نہ ہو گی مجبوری سے مراد شرعی مجبوری ہے محض کسی کے اصرار کرنے پر لکھ دیا یا بڑا ہے کہ اس کی بات ٹال نہ سکے تو یہ کوئی مجبوری نہیں۔

(ردمختار، بہار شریعت جلد ہشتم)

سوال: نبیل نے اپنی بیوی ضحیٰ کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تو کیا ہو جائے گی؟
جواب: اگر بحالت حیض طلاق دی تو رجعت واجب ہے کہ اس حال طلاق دینا گناہ تھا اگر طلاق دینا ہی ہے تو اس حیض کے بعد پاکی کے دن گزر جائیں پھر حیض آ کر پاک ہو تو دے سکتا ہے اور یہ اس وقت ہے جماع سے رجعت دی ہو اور اگر قول یا بوسہ لینے یا چھونے سے رجعت کی ہو تو اس حیض کے بعد جو پاکی کے دن ہیں اس میں بھی طلاق دے سکتا ہے اس کے بعد دوسرے پاکی کے دن گزرنے کی حاجت نہیں۔
سوال: نجمہ پوچھتی ہے کہ کیا طلاق حق اللہ یا حق العبد ہے۔ مکمل وضاحت فرمائیں؟
جواب: طلاق کسی کا حق نہیں حق وہ ہے جس کا مطالبہ پہنچے اور طلاق کا مطالبہ عورت کو نہیں پہنچتا بلکہ بے وجہ شرعی مطالبہ کرے تو گنہگار ہو گی اور اللہ عزوجل بھی طلاق پسند نہیں فرماتا بلکہ اسے ناپسند رکھتا ہے۔ وہ نہ تو حق اللہ ہے اور نہ حق العبد۔ ہاں جب مرد عورت کو وجہ شرعی پر نہ رکھ سکے مثلاً نامرد ہے تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ (بقرہ: 231)

"ان کو بھلائی کرتے ہوئے روک لو یا ان کو بھلائی کے ساتھ رخصت کر دو"۔ (کنز الایمان)

اس حالت میں ضرور وہ حق العبد اور حق اللہ دونوں ہو جائیں گے۔ حق العبد یوں کہ کہ عورت کی خلاصی اسی کے لیے ہو اور حق اللہ یوں کہ حق العبد حق اللہ بھی ہے جسے ادا کا وہ حکم فرماتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 325)
سوال: رضوانہ پوچھتی ہیں کہ نابالغ شوہر نے بیوی کو طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟
جواب: طلاق کے لیے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل و بالغ ہو۔ نابالغ یا مجنون نہ ہو۔
سوال: سلیمان نے اپنی بیوی ثمینہ کو کہا میں تجھے ہوش و حواس میں طلاق دیتا ہو، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔ ابھی زوجین بالغ ہیں اور ابھی خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی تو کیا طلاق واقع ہو گی اگر طلاق واقع ہو گی تو کونسی طلاق واقع ہو گی؟
جواب: صورت مسئولہ میں سلیمان نے اپنی بیوی کو جو غیر مدخولہ ہے (جس سے صحبت

نہیں ہوئی) تین طلاقیں الگ الگ دیں تو ایک طلاق سنتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی اور باقی دو طلاقیں لغو (فضول) ہو گئیں۔ لہٰذا سلیمان نے اپنی مطلقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور جو طلاق اسے واقع ہوئی تھی وہ بائن تھی۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 249)

سوال: اگر کسی نے اپنی غیر مدخولہ بیوی (جس سے صحبت نہ کی ہو) کو تین طلاقیں دیں تو کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟

جواب: اگر کسی نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاقیں دیں مثلاً یوں کہا میں نے تجھے تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور عورت مغلظہ ہو جائے گی اور اگر طلاق میں تفریق (الگ الگ) جیسا کہ کہا طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی اور دوسری اور تیسری لغو ہو جائیں گی۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ 349)

سوال: عمر نے اپنی بیوی نوشین کو خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دے دی۔ طلاق کے الفاظ یہ تھے میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں، میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں، میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں پھر اب نوشین سے نکاح کر سکتا ہے تو حلالہ کی ضرورت پڑے گی یا نہیں وضاحت فرمادیں؟

جواب: اس صورت میں عمر کی اپنی غیر مدخولہ بیوی نوشین پر صرف ایک طلاق بائن واقع ہوئی لہٰذا عمر اسے دوبارہ اپنے نکاح میں لا سکتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ 347)

سوال: ثمرین نے جنید سے نکاح کیا مگر صحبت نہ ہوئی لیکن خلوت صحیحہ ہوئی اور ثمرین نے جنید کو مہر معاف کر دیا اور جنید نے طلاق دے دی۔ اس صورت میں اسی روز شام کو ثمرین فیضان سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو کیا وہ نکاح کر سکتی ہے؟

جواب: چونکہ ثمرین اور جنید کے درمیان خلوت صحیحہ واقع ہوئی ہے تنہائی یعنی ایسی تنہائی جس میں صحبت سے کوئی چیز مانع نہیں تھی یعنی وہ اس سے صحبت کر سکتا تھا لیکن اس نے نہ کی تو بہر حال عدت ثمرین پر واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 369)

سوال: الطاف اپنی غیر مدخولہ بیوی کرن کے بارے میں چاہتا ہے کہ وہ ثوبان کے گھر نہ

جائے لیکن وہ مانتی نہیں تھی بالآخر الطاف کو غصہ آگیا اس نے کہا اگر وہ اب ثوبان کے یہاں چلی گئی تو اس پر طلاق۔ تو کیا یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں اور اگر واقع ہوگی تو کونسی طلاق واقع ہوگی۔ کیا وہ دوبارہ اس کو اپنے نکاح میں لاسکتا ہے؟

جواب: چونکہ الطاف کی بیوی غیر مدخولہ ہے اس لیے صرف ایک طلاق واقع ہوگی اور باقی دو لغو ہوگئیں۔ الطاف اس کے ساتھ نکاح کے ذریعے اپنی زوجیت میں لاسکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 251)

سوال: کامران نے اپنی بیوی سے کہا جو غیر مدخولہ ہے کہ اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھے طلاق تو اس صورت میں کیا وہ اسے اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے؟

جواب: اس صورت میں ایک طلاق واقع ہوگی اور کامران اپنی بیوی کو دوبارہ نکاح کے ذریعے اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے۔

سوال: سومیہ نے اپنے شوہر سے بغیر کسی حرج کے طلاق کا مطالبہ کیا تو اگر عورت بغیر کسی وجہ کے طلاق کا مطالبہ کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو عورت بغیر کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے''۔

(بہار شریعت، امام احمد ترمذی)

سوال: صبا چار ماہ کی حاملہ ہے اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی تو کیا طلاق ہو جائے گی؟

جواب: طلاق واقع ہو جائے گی اگرچہ ایام حمل میں بلکہ آج ہی ابھی ابھی اس سے جماع کر چکا ہو۔ درمختار میں ہے کہ بوڑھی عورت نابالغہ اور حاملہ کو بھی طلاق دینا حلال ہے۔ (فتاویٰ رضویہ صفحہ 374)

سوال: عمران کے ماموں نے اپنی بیوی سلمیٰ کو طلاق دے دی تو اب کیا عمران اپنی ممانی سے نکاح کر سکتا ہے؟

جواب: ممانی سے طلاق یا ماموں کی موت کے بعد نکاح جائز ہے۔ قرآن کریم نے محرمات کو گنتی کرنے کے بعد فرمایا:

وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ (النساء:24)

"اور ان کے سواء جو ہیں وہ تمہیں حلال ہیں"۔ (کنز الایمان)

یعنی جن کا حرام ہونا پہلے بیان کیا ان کے سوا تمہارے لیے حلال ہے اور محرمات میں مامی کو شمار نہیں کیا گیا۔

سوال: آصف کو اس کے سسرالیوں نے اپنے گھر بلا کر بند کر کے مارا پیٹا اور اس کے گلے پر چاقو رکھ کر دھمکی دی کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو ورنہ تمہیں جان سے مار دیا جائے گا۔ چنانچہ آصف نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی؟

جواب: زبردستی طلاق دلوانے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ درمختار میں ہے کہ زبردستی کا نکاح طلاق اور آزاد کرنا واقع ہو جاتا ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد 3)

سوال: فرحان سوال کرتا ہے کہ آج کل عام طور پر حلالہ سے مراد دوسرا نکاح کرنا لیا جاتا ہے تو اس طرح کا حلالہ درست مانا جائے گا؟

جواب: یاد رکھیے حلالہ میں شوہر ثانی کا ہمبستری کرنا شرط ہے۔ جیسا کہ قرآن وحدیث و فقہ سے ثابت ہے اور اس زمانے میں لوگ حلالہ کو صرف نکاح کرنا ہی سمجھتے ہیں۔ اس لیے شوہر ثانی کو چاہیے کہ ذمے دار افراد سے ہمبستری کرنے کا ذکر کر دے تاکہ لوگوں کو حلالہ کی صحت کا یقین ہو جائے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 155)

سوال: شبیہ سوال کرتی ہیں کہ میری میرے شوہر کے ساتھ لڑائی ہوگئی انہوں نے غصہ میں قسم کھائی کہ اب اگر تو میرے گھر میں داخل ہوئی تو تجھے تین طلاق۔ اب ہماری صلح ہو چکی ہے میں گھر جانا چاہتی ہوں کیا کوئی ایسی صورت نکل سکتی ہے کہ میں گھر جاؤں اور مجھے طلاق واقع نہ ہو؟

جواب: شبیہ بہن طلاق واقع نہ ہونے کی کوئی صورت نہیں نکلتی ہاں یوں ہو سکتا ہے کہ صرف ایک طلاق واقع ہو اور تین طلاقیں نہ ہوں اس کی صورت یہ ہے کہ آپکے شوہر آپ کو ایک طلاق دے دیں اور پھر آپ کی عدت گزر جائے پھر آپ عدت کے بعد نکاح کر کے آپ کو گھر لے جا سکتے ہیں اب گھر میں داخل ہونے سے تین طلاقیں واقع نہ ہوں گی۔ (ملخص وقار الفتاویٰ جلد سوم)

سوال: صدف سوال کرتی ہیں کہ میری بہن کو اس کے شوہر نے کہا کہ اگر تو نیچے اتری تو

تجھے طلاق۔ تو کیا نیچے اترنے کے ساتھ اسے طلاق واقع ہو جائے گی؟

جواب: صدف بہن! آپ کی بہن اگر نیچے اتریں گی تو انہیں طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق طلاق رجعی ہوگی۔

سوال: اسماء سوال کرتی ہیں کہ میرے بھائی نے میری بھابھی سے کہا کہ میں تجھے چھوڑتا ہوں تو کیا طلاق ہو جائے گی؟

جواب: جی ہاں اسماء بہن آپ کے بھائی کا آپ کی بھابھی کو یوں بولنا "میں تجھے چھوڑتا ہوں" اس سے طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق رجعی واقع ہوگی۔

خلع

سوال: عنیزہ پوچھتی ہیں کہ خلع از روئے شرع کسے کہتے ہیں وضاحت فرمائیں؟

جواب: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر اس کے اذن کے خلع نہیں ہوسکتا اور اس کے الفاظ معین ہیں اور ان کے علاوہ الفاظوں سے نہ ہوگا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 539)

سوال: ساہیہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے اپنے شوہر سے خلع لیا لیکن ابھی تک طے شدہ رقم ادا نہیں کی اور دوسرا نکاح کر لیا تو کیا یہ نکاح شرعاً جائز منعقد ہوا یا نہیں؟

جواب: نفس خلع سے طلاق بائن پڑ جاتی ہے عورت خواہ اسی وقت مال ادا کرے یا کچھ دنوں کے بعد۔ اس بنا پر ساہیہ کا دوسرے مرد سے نکاح منعقد ہو گیا۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 275)

سوال: انابیہ نابالغ ہے اس کے ماں باپ نے طلحہ سے اس کا نکاح کر دیا اب اس کے باپ نے مال کے بدلے طلحہ سے خلع لے لیا اور کسی دوسرے سے نکاح بھی کر دیا تو کیا اس صورت میں خلع ہو گیا اور کیا دوسرا نکاح جائز ہے؟

جواب: اگر کسی نے اپنی نابالغ لڑکی کے مال کے بدلے اس کے شوہر سے خلع کر لیا تو یہ خلع اس لڑکی پر جائز نہ ہوگا اور لڑکی پر طلاق پڑ جائے گی اور اس کے بدلے باپ پر مال دینا

واجب ہوگا اور اس کا دوسرا نکاح جائز ہوگا۔ (کنزالدقائق صفحہ 141)

سوال: مغیث الحسن کہتے ہیں کہ میری شادی 15 فروری 2005ء کو والدین کی پسند سے ہوئی۔ اب شادی کو ایک سال گزر چکا ہے اور ہم میں بحیثیت میاں بیوی ہم آہنگی نہ ہو سکی اور میری بیوی میکے چلی گئی اور پھر تین ماہ بعد بڑی مخالفتوں کے بعد اس نے خلع کا مطالبہ کر دیا اور لڑکی والے آ کر اپنا جہیز و سامان لے گئے اور ہمارا زیور واپس کر گئے ہیں۔ برائے کرم بتائیں کہ میں کون کون سی شرائط پوری کروں کہ صحیح خلع منعقد ہو؟

جواب: خلع میاں بیوی کی باہمی رضامندی سے ہوتی ہے یعنی بیوی کچھ مال دے کر طلاق کا مطالبہ کرتی ہے لفظ خلع سے طلاق بائن پڑ جاتی ہے اگر زیادتی مرد کی ہو تو اس کو کچھ مال لینا جائز نہیں بلکہ خود ہی بیوی کو طلاق دے اسے لٹکا کر نہ رکھے اور اگر زیادتی بیوی کی ہو تو شوہر وہ مال لے سکتا ہے جو کہ شوہر نے دیا ہے یعنی مہر ادا کر دیا گیا ہے تو واپس لے لے نیز شوہر نے جو زیورات وغیرہ دیے ہیں انہیں بھی واپس لے سکتا ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد سوم صفحہ 199)

سوال: کنزء بنت معین الدین اپنے شوہر سے خلع لینا چاہتی ہیں اور موصوفہ حاملہ بھی ہیں اس صورت میں عدت کا کیا حکم ہے؟

جواب: خلع سے طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور کنزء حاملہ ہیں تو اس کی عدت وضع حمل تک ہے یعنی بچے کی پیدائش پر عدت ختم ہوگی (حاملہ عورت سے بھی خلع ہو جاتی ہے)

(وقار الفتاویٰ جلد سوم صفحہ 201)

سوال: حسن اور فاطمہ دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہیں اور اکثر ان میں نا اتفاقی رہتی ہے کیا فاطمہ حسن سے خلع لے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر زوج و زوجہ میں نا اتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع میں مضائقہ نہیں اور جب خلع کر لیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال ٹھہرا عورت پر اس کا دینا لازم ہے۔ (ہدایہ، بہار شریعت حصہ ہشتم)

سوال: زبیرہ نے مال کے بدلے میں یعنی جو اس کا مہر ٹھہرا تھا اور جہیز کے بدلے میں طلاق لے لی کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟

جواب: زنیرہ نے مال کے بدلے طلاق لی تو شوہر نے طلاق دے دی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور زنیرہ کو مال دینا واجب ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیری، بہار شریعت صفحہ 49)

سوال: اقصیٰ نے اپنے شوہر سے کہا کہ ہزار روپے پر یا ہزار کے بدلے میں مجھے طلاق دے اور شوہر نے طلاقیں دے دیں کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

جواب: اقصیٰ نے کہا کہ ہزار روپے یا ہزار کے بدلے میں مجھے طلاق دیدے اور شوہر نے طلاقیں دے دیں یعنی شوہر نے کہا ''تجھ پر تین طلاقیں'' اور بدلے کو ذکر نہ کیا تو بلا معاوضہ تین طلاقیں ہوگئیں۔ اگر شوہر نے ہزار روپے کے بدلے میں تین دیں تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے قبول نہ کیا تو کچھ بھی نہیں اگر قبول کیا تو تین طلاقیں ہزار کے بدلے واقع ہو جائیں گی۔ (عالمگیری، بہار شریعت حصہ ہشتم صفحہ 50)

مفقود

سوال: کنزیٰ سوال کرتی ہے کہ اس کا شوہر ارمغان دس سال سے گم ہے اس کی زندگی اور موت کا کچھ پتہ نہیں کنزیٰ دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: ایسی عورت جس کا شوہر گمشدہ ہو اس کی زندگی موت کا کچھ پتہ نہ ہو اس کو مفقود الخبر کہتے ہیں۔ مفقود الخبر کی بیوی کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ قاضی کے پاس جائے گی اور معاملہ کو ظاہر کرے گی۔ قاضی اس کو چار سال تک انتظار کرنے کا حکم دے گا اس دوران اگر شوہر واپس آ جائے تو صحیح ورنہ چار سال گزرنے کے بعد عورت دوبارہ قاضی کے پاس جائے گی۔ اب قاضی شوہر کے قائم مقام ہو کر تفریق کروا دے گا۔ اب یہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد سوم صفحہ 163)

سوال: شانزے سوال کرتی ہے چار سال کی مدت کا اعتبار کب سے ہوگا؟

جواب: چار سال کی مدت کا اعتبار قاضی کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرنے کے وقت سے ہوگا نہ کہ شوہر کے گم ہونے سے ہوگا۔

رجعت

سوال: انور نے حوا سے شادی کی اب اس نے طلاق دے دی اور وہ انکار کرتا ہے کہ میں نے حوا سے صحبت نہیں کی کیا اب وہ حوا سے رجعت کرسکتا ہے؟

جواب: اگر انور نے حوا سے خلوت یعنی تنہائی میں ملاقات کی مگر وطی کا انکار کرتا ہے اور حوا کو طلاق دے دی تو اب انور حوا سے رجعت نہیں کرسکتا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 569)

سوال: آفرین سوال کرتی ہے کہ طلاق کے بعد اگر شوہر وطی کا اقرار کرے اور اس کی بیوی وطی کا انکار کرے تو کیا شوہر رجعت کرسکتا ہے؟

جواب: اگر شوہر وطی کا اقرار کرتا ہے مگر بیوی منکر ہے اور خلوت (یعنی تنہائی) ہو چکی ہے تو رجعت کرسکتا ہے اور خلوت نہیں ہوئی تو رجعت نہیں کرسکتا۔

سوال: اقراء کہتی ہے کہ رجعت کا مسنون طریقہ ارشاد فرمائیں؟

جواب: رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل اشخاص کو گواہ کرے اور عورت کو بھی خبر کردے کہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرے اور اگر کردیا تو تفریق کردی جائے گی اور دخول کرچکا ہو تو یہ نکاح نہ ہوا اور اگر قول سے رجعت کی یا گواہ نہ تھے یا گواہ بھی تھے مگر عورت کو خبر نہ رہی تو مکروہ اور خلاف سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی۔ اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اس سے وطی کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا شرمگاہ کی طرف نظر کی تو رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہے اسے چاہیے کہ گواہ کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ کتاب الرجعۃ صفحہ 124)

سوال: شازیہ سوال کرتی ہے کہ رجعت کن الفاظ سے ہوتی ہے؟

جواب: رجعت کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کیا یا تجھ کو واپس لیا یا روک لیا، یہ سب صریح الفاظ ہیں۔ ان میں بلانیت رجعت ہو جائے گی یا کہا کہ تو میرے نزدیک ویسی ہی ہے جیسے تھی یا میری عورت ہے۔ اگر بہ نیت رجعت یہ الفاظ کہے تو ہوگئی ورنہ نہیں اور نکاح کے الفاظ سے بھی رجعت ہو جاتی ہے۔ (عالمگیری)

سوال: فاطمہ کہتی ہے کہ میری دوست نے اپنے شوہر سے رجعت کے الفاظ کہے تو کیا رجعت ہو جائے گی؟

جواب: عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے رجعت کر لی تو رجعت نہ ہوئی۔ (عالمگیری)

سوال: کرن پوچھتی ہیں کہ میرے شوہر نے کہا کہ اگر میں تجھے چھوؤں تو تجھے ایک طلاق ہے یا چھونے کے بعد دوبارہ چھوا تو کیا طلاق بائن واقع ہو گی؟

جواب: اگر آپ کے شوہر نے کہا کہ اگر میں تجھے چھوؤں تو تجھے طلاق ہے اور چھوا تو طلاق ہو گئی۔ پھر دوبارہ چھوا تو رجعت ہو گئی مگر یہ چھونا شہوت کے ساتھ ہو۔ طلاق بائن واقع نہیں ہو گی کیونکہ چھونا صرف ایک طلاق کے لیے شرط ہے۔

سوال: یونس پوچھتا ہے کہ میری بیوی سے خلوت ہو چکی ہے مگر وطی نہیں ہوئی ہے اور میں نے اس کو طلاق دے دی تو کیا اب میں رجعت کر سکتا ہوں؟

جواب: یونس آپ کی اگر خلوت ہو چکی ہے مگر وطی نہیں ہوئی تو رجعت نہیں کر سکتے۔ (بہار شریعت)

سوال: عمران پوچھتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے وطی کی ہے مگر میری بیوی اس بات کا انکار کرتی ہے اور خلوت بھی ہو چکی ہے تو کیا اب میں رجعت کر سکتا ہوں؟

جواب: اگر آپ وطی کا اقرار کرتے ہیں مگر آپ کی بیوی منکر ہے خلوت بھی ہو چکی ہے تو رجعت کر سکتے ہیں اور خلوت نہیں ہوئی تو نہیں۔ (عالمگیری)

سوال: عادل نے اپنی مطلقہ بیوی سے اس کی عدت کے اندر پیچھے کے مقام سے وطی کر لی تو کیا رجعت ہو جائے گی؟

جواب: پیچھے کے مقام سے وطی کرنے سے بھی رجعت ہو جائے گی اگرچہ یہ حرام اور سخت گناہ ہے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 567)

سوال: حارث نے اپنی بیوی سے عدت کے اندر رجعت کر لی تھی اب اس کی بیوی کہتی ہے کہ حارث نے مجھ سے رجعت نہیں کی تھی تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: عدت کے اندر یہ اختلاف ہوا کہ بیوی کہتی ہے کہ شوہر نے مجھ سے رجعت نہیں کی تو شوہر کا قول معتبر ہے اور اگر حارث نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے عدت میں کہا تھا کہ میں نے اپنی بیوی کو واپس لیا تو رجعت ہوگئی۔ رجعت اس وقت تک ہے کہ جب تک وہ تیسرے حیض سے فارغ نہ ہو جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ "آزاد عورت کے لیے تیسرے حیض سے پاک ہونے تک رجعت کا حکم ہے"۔

سوال: نورین کہتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھے ایک طلاق دی اب وہ کب تک میرے ساتھ رجعت کر سکتا ہے؟

جواب: نورین صاحبہ اگر آپ کے شوہر نے ایک طلاق دی ہے تو اب وہ آپ کے تیسرے حیض سے فارغ ہونے سے پہلے پہلے آپ سے رجعت کر سکتے ہیں۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 623)

سوال: شہنیلا سوال کرتی ہیں کہ نائلہ کے شوہر نے اس کو طلاق رجعی دے دی۔ نائلہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی۔ اب نائلہ کہتی ہے کہ میرے شوہر نے فون پر مجھ سے رجعت کر لی ہے۔ نائلہ کے گھر والے نہیں مانتے تو کیا رجعت ہوگئی ہے۔ جواب ارشاد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں؟

جواب: نائلہ کے شوہر نے اگر فون پر رجعت کر لی ہے تو رجعت ہوگئی ہے اگرچہ اس کے گھر والے نہ مانیں۔

سوال: حاجرہ سوال کرتی ہے کہ میری بہن کے شوہر نے اس کو طلاق رجعی دے دی اب اس کے شوہر کا بھائی کہتا ہے کہ میرے بھائی نے آپ سے رجعت کر لی ہے تو کیا اس کے بھائی کے پیغام پہنچانے سے رجعت ہو جائے گی؟

جواب: اس کے بھائی کے قول کا اعتبار کر لیا جائے گا اور رجعت ہو جائے گی جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کسی اور نے رجعت کے الفاظ کہے اور شوہر نے جائز کر دیا تو رجعت ہوگئی۔ (بہار شریعت جلد ہشتم صفحہ 35)

سوال: عاتکہ سوال کرتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق رجعی (یعنی ایک طلاق) دی اب

وہ مجھے واپس اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے تو کیا میں بغیر نکاح کے اس کے ساتھ جا سکتی ہوں؟

جواب: آپ کو اس کے ساتھ جانے میں نکاح کی ضرورت نہیں کہ رجعت کے معنی ہے جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو عدت کے اندر اسے اسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔ لہٰذا آپ کا شوہر آپ کو بغیر نکاح کے اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے۔ (بہار شریعت جلد ششم صفحہ 35)

سوال: عائدہ سوال کرتی ہیں کہ میری دوست شمائلہ کو اس کے شوہر نے طلاق رجعی دے دی۔ اب وہ مسنون طریقے سے رجعت کرنا چاہتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کر لے اور رجعت پر دو عادل اشخاص کو گواہ کر لے اور عورت کو خبر بھی کر دے۔ (سنی بہشتی زیور صفحہ 375)

سوال: عالیہ سوال کرتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق رجعی یعنی ایک طلاق دے دی ہے اب میں اپنے گھر میں ہوں اور زینت کرتی ہوں اور میرے گھر والے کہتے ہیں کہ تجھے تیرے شوہر نے طلاق دے دی تجھے چاہیے کہ سوگ کرے۔ اس مسئلے کا کیا حکم ہے؟

جواب: طلاق رجعی والی عورت پر ہرگز سوگ نہیں۔ طلاق رجعی والی عورت زیب و زینت کر سکتی ہے۔ سوگ اس پر ہے جو موت یا طلاق بائن کی عدت گزار رہی ہو۔

(بہار شریعت جلد ششم صفحہ 49)

سوال: ماہین عطار یہ سوال کرتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق رجعی دے دی تیسرا حیض نکل گیا لیکن میرے شوہر نے مجھ سے رجعت نہیں کی کیا میں دوسرا نکاح کر سکتی ہوں۔ جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: رجعت اس وقت تک ہے کہ پچھلے یعنی تیسرے حیض سے پاک نہ ہوئی ہو۔ اگر تیسرے حیض سے پاک ہوگئی تو اب رجعت نہیں ہوسکتی۔ تیسرے حیض تک اگر آپ کے شوہر نے رجعت نہ کی تو نکاح سے نکل چکی ہیں اگر آپ دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہیں تو دوسرا نکاح کر سکتی ہیں۔ (بہار شریعت جلد ششم صفحہ 37)

سوال: زروں کہتی ہیں کہ رجعت کسے کہتے ہیں؟

جواب: رجعت کے معنی ہیں کہ جس عورت کو رجعی یعنی ایک طلاق دی ہو عدت کے اندر

اسے اسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 567)

مثلاً فرقان نے اپنی بیوی سے کہا تجھے ایک طلاق اب اس کی بیوی عدت میں ہے اور فرقان نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا تو رجعت ہو گئی۔ یعنی شہوت سے بوسہ لیا یا منہ سے بول دیا کہ رجوع کیا

سوال: شائستہ پوچھتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھے ایک طلاق دی اور اس نے مجھ سے صحبت نہیں کی تھی کیا اب وہ مجھ سے رجعت کر سکتا ہے؟

جواب: رجعت اسی عورت سے ہو سکتی ہے جس سے صحبت کی ہو اگر خلوت صحیحہ ہوئی مگر جماع نہیں ہوا تو رجعت نہیں ہو سکتی اگر چہ اس عورت کو شہوت کے ساتھ چھوا یا شہوت کے ساتھ فرج داخل کی طرف نظر کی ہو۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 567)

سوال: عنبر کہتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھے ایک طلاق دی اور میں نے عدت پوری کر کے دوسرے شخص سے شادی کر لی اب میرا شوہر کہتا ہے کہ میں نے تجھ سے رجعت کر لی تھی تو اب کیا حکم ہے۔ کیا میں اپنے پہلے شوہر کے پاس چلی جاؤں؟

جواب: شوہر نے رجعت کر لی مگر عورت کو خبر نہ کی اس نے عدت پوری کر کے کسی اور سے نکاح کر لیا اور رجعت ثابت ہو جائے تو تفریق (جدائی) کر دی جائے گی اگر چہ دوسرا شوہر بھی اس عورت سے صحبت کر چکا ہو۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 567)

آپ پہلے شوہر کے پاس چلی جائیں۔

سوال: سلیمان نے اپنی مطلقہ کو عدت کے دوران شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا تو کیا رجعت ہو گئی؟

جواب: شہوت کے ساتھ منہ، رخسار، پیشانی، تھوڑی یا سر کا بوسہ لینا یا بلا حائل بدن کو شہوت کے ساتھ چھونا، شہوت کے ساتھ فرج داخل کی طرف نظر کرنا اگر چہ یہ افعال بلا مقصد رجعت ہو تو بھی رجعت ہو جائے گی۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 567)

سوال: عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کی بیوی کینیڈا میں تھی اس کو اپنی طلاق کا علم تین مہینے بعد ہوا اب عدت کا کیا حکم ہے؟

جواب: عدت کا شمار طلاق دینے کے بعد ہی شروع ہو جاتا ہے نہ کہ عورت کو جب طلاق کا علم ہو۔ تو جب طلاق دی تھی اس وقت سے حیض شمار کریں گے کہ طلاق کی عدت تین حیض ہے اگر اس تین ماہ میں تین حیض ہو گئے تو عدت پوری ہو گئی اور اگر نہیں ہوئے تو تین حیض پورے کرے عدت پوری ہو جائے گی۔

سوال: فرزانہ پوچھتی ہیں کہ میری دوست ثمینہ حاملہ ہے اور اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی تو یہ کب تک عدت میں رہے گی؟

جواب: حاملہ عورت کی مدت وضع حمل ہے یعنی جب وہ بچہ پیدا ہو جائے گا تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی اس کے بعد وہ نکاح کر سکتی ہے اس سے پہلے نہیں کیونکہ عدت میں نکاح نہیں کر سکتی۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 654)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (الطلاق:4)

"اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں"۔ (کنز الایمان)

سوال: حفصہ پوچھتی ہیں کہ اس کے شوہر نے اس کو جماع سے پہلے طلاق دے دی تو اس کی کیا عدت ہے؟

جواب: ایسی عورت جو کہ غیر مدخولہ ہو یعنی اس کے شوہر نے اس سے جماع نہ کیا ہو اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی تو اس کی کوئی عدت نہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا (احزاب:49)

"اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں جسے گنو"۔ (کنز الایمان)

سوال: صفیہ نابالغہ ہے اس کو اس کے شوہر نے دخول کے بعد طلاق دے دی تو اس کی عدت کتنی ہے؟

جواب: طلاق والی عورت جس سے مرد صحبت کر چکا ہو کہ اگر نابالغہ یا آئسہ یعنی اس کو

حیض آنا بند ہو گیا ہو تو اس کی عدت تین مہینہ ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْھُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ (الطلاق:4)

"اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہیں آیا"۔ (کنزالایمان)

سوال: سارہ اپنا مسئلہ پوچھتی ہیں کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی وہ اس سے صحبت کر چکا تھا تو اس کی عدت کیا ہے؟

جواب: ایسی عورت جو کہ بالغہ ہو اس کا شوہر اس سے صحبت کر چکا ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (بقرہ:228)

"اور طلاق والی عورتیں روکے رکھوا اپنی جانوں کو تین حیض"۔ (کنزالایمان)

سوال: میمونہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ میمونہ کی دوست اس کے شوہر کی تعزیت کے لیے اس کے گھر آئی اور اس کی دوست میمونہ سے کہا کہ اب تم کبھی زینت نہیں کر سکتی۔ آپ اس کا شرعی حکم بتائیے؟

جواب: شریعت میں بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ مدت گزارنے کے بعد آپ ہر طرح کی زینت کر سکتی ہیں۔ ہاں عدت کے دوران ہر طرح کی زینت کرنا منع ہے۔ مثلاً سر میں تیل ڈالنا، نئے لباس پہننا جس سے زینت ظاہر ہو، زیور پہننا وغیرہ۔

سوال: ام ہانی بیوہ ہو گئی اور ابھی وہ عدت میں ہے۔ اگر وہ سر پر تیل نہ لگائے تو سر میں شدید درد ہوتا ہے۔ رشتہ دار کہتے ہیں کہ سر میں تیل نہیں ڈال سکتے۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: عذر کی وجہ سے عدت میں تیل کا استعمال کر سکتی ہیں مگر اس حال میں کہ اس کا استعمال زینت کے ارادے سے نہ ہو مثلاً درد سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادت ہو جاتی ہو کہ تیل نہ لگائے گی تو درد سر ہو جائے گا تو تیل لگانا جائز ہے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 69)

سوال: عمر شاہ کا انتقال ہو گیا اور اس کی بیوہ عدت میں ہے کیا عمر کی بیوہ اپنے خالہ زاد بھائی سے آمنا سامنا کر سکتی ہے؟

جواب: شریعت میں جس طرح عام عورتوں پر نامحرموں سے پردہ کرنا فرض ہے اس طرح بیوہ عورت پر بھی عدت کے دوران نامحرموں سے پردہ کرنا بدستور فرض رہے گا۔ جس طرح عام عورتوں پر محرموں سے پردہ نہیں اسی طرح بیوہ عورت پر بھی دوران عدت محرموں سے پردہ نہیں ہے۔ عموماً بیوہ عورت عدت کے دوران تمام مردوں محرم ہو یا نامحرم پردہ کرتی ہے اور عدت گزارنے کے بعد اسے نامحرموں سے پردہ کرنے کا خیال نہیں رہتا ایسا کرنا شریعت کی رو سے گناہ ہے۔

سوال: سمیرا پوچھتی ہے کہ اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور وہ اپنے شوہر کے گھر میں عدت گزارنے میں فتنہ محسوس کرتی ہے اب سمیرا عدت کہاں گزارے۔ برائے مہربانی اس کا تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: وفات کی عدت میں اگر مکان بدلنا پڑے تو اس مکان سے جہاں تک قریب کا میسر آسکے اسے لے اور اگر طلاق کی عدت ہو تو جس مکان میں شوہر اسے رکھنا چاہے رہے اور اگر شوہر غائب ہے تو عورت کو اختیار ہے۔ (بہار شریعت حصہ ہشتم)

سوال: زجیہہ سوال کرتی ہے کہ میرے کزن کا انتقال ہو گیا ہے اس کی بیوہ رابعہ سری لنکا کی ہے۔ بیوی کی کوئی اولاد نہیں اب کیا وہ عدت پاکستان میں گزارے گی یا سری لنکا میں؟۔

جواب: شوہر کی موت کے وقت عورت جس مکان میں ہو گی اسی میں عدت گزارے گی بغیر مجبوری کے مکان تبدیل نہیں کر سکتی۔ لہٰذا جب مکان اس کی ملکیت ہے تو اس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 202)

سوال: ساجدہ کہتی ہے کہ میری دوست شاہدہ کی قربت وخلوت سے پہلے اس کے شوہر کو قتل کر دیا گیا تو اب شاہدہ کی عدت کتنی ہے نیز اگر مہر مقرر اسے نہیں ملا تو اب وہ اس کی حقدار ہے یا نہیں؟

جواب: ساجدہ دیکھیں موت کی عدت ہر صورت واجب ہوتی ہے۔ آپ کی دوست

شاہدہ نے اپنے شوہر سے تنہائی میں ملاقات کی یا نہیں لیکن اس پر عدت ہے۔ بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور شوہر کے مال سے اس کا پورا مہر ادا کیا جائے گا اس کے بعد ایک چوتھائی حصہ شوہر کے مال سے ترکہ بھی ملے گا۔

سوال: عائشہ پوچھتی ہیں کہ غیر حاملہ بیوہ عورت کی مدت کتنی ہے؟

جواب: بیوہ عورت اگر حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا (بقرہ:234)

"اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں"۔(کنز الایمان)،(فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ 473)

ظہار کا بیان و کفارہ

سوال: سائرہ پوچھتی ہیں کہ ظہار کیا ہوتا ہے؟

جواب: ظہار کے معنی یہ ہیں کہ اپنی زوجہ یا اس کے کسی جز و شائع یعنی ایسے جزو کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہے ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ یا یوں سمجھیں کہ ظہار سے مراد اپنی عورت کے ان اعضاء کو جن کی طرف نظر کرنا محارم کو جائز ہے (سر، چہرہ، ہاتھ، پاؤں) اپنی محرم عورت کے ان اعضاء سے تشبیہ دینا جن کی طرف نظر کرنا جائز نہیں (پیٹھ، پیٹ، ران) وغیرہ۔ مثلاً مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا سر میری ماں کی پیٹھ کے مثل ہے۔

سوال: صائمہ کہتی ہیں کہ کیا ظہار کے لیے بالغ ہونا شرط ہے؟

جواب: جی ہاں ظہار کے لیے نہ صرف بالغ ہونا شرط ہے بلکہ مسلمان اور عاقل ہونا بھی شرط ہے۔

سوال: زید نے اپنی بیوی حفصہ کو "ماں" کہہ دیا شرع میں اس کا کیا حکم ہے۔؟

جواب: اس لفظ سے طلاق واقع نہ ہوگی مگر ایسا کہنا منع ہے۔ اس شخص نے برا کیا لہٰذا توبہ کرے۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد دوم صفحہ 284)

سوال: شوکت نے اپنی بیوی کو غصہ میں کہا کہ میں تیرا بھائی اور تو میری بہن ہے۔ بیوی ناراض ہو کر اپنے میکے چلی گئی۔ شوکت کے بھائی نے کہا آپ اسے گھر کیوں نہیں لاتے تو شوکت نے کہا میں اسے بہن بول چکا ہوں لہٰذا وہ میرے نکاح سے نکل گئی ہے۔ اب شوکت کیا کرے؟

جواب: یہ لفظ کہ میری بہن بولنا مکروہ اور برا ہے لیکن اس سے ظہار یا طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ظہار کے لیے تشبیہ کا لفظ ہونا ضروری ہے۔

سوال: جمیل اپنی زوجہ کو اکثر اوقات ہنسی مذاق میں ظہار کے الفاظ کہہ دیتا ہے اور کہتا

ہے کہ نیت نہیں تھی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہنسی مذاق یا نشہ کی حالت یا مجبوری کی حالت میں اگر ظہار کیا تو ظہار ہو جائے گا کیونکہ یہ لفظ صریح ہیں اور اس میں نیت کی کچھ حاجت نہیں۔

سوال: عبداللطیف کی دو بیویاں ہیں اور ایک محفل میں انہوں نے اپنی دونوں بیویوں سے ظہار کیا یعنی ایسی عورت سے تشبیہ دی جو اس پر حرام ہے تو کفارہ کس طرح ادا ہو؟

جواب: دونوں بیویوں کا کفارہ علیحدہ علیحدہ ادا کیا جائے گا اور کفارے کا طریقہ یہ ہے کہ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۞ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا (المجادلہ)

"اور وہ جو اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بری بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے ایک بردہ آزاد کرنا قبل اس کے کہ اک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ پھر جسے بردہ نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے قبل اس کے کہ اک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا"۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ظہار کے کفارے کے تین طریقے ہیں:

۱۔ غلام آزاد کرے۔

۲۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے۔

۳۔ اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

سوال: آمنہ سوال کرتی ہیں کہ شاہد نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اب وہ کفارے میں روزے رکھنے کی استطاعت کے باوجود چاہتا ہے کہ روزے نہ رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے تو کیا کفارے میں اختیار ہے کہ روزے رکھے یا مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ جواب عنایت فرما کر ثواب آخرت پائیں؟

جواب: آمنہ بنتِ ظہار کے کفارہ میں مسکینوں کو صرف وہی کھانا کھلا سکتا ہے جو روزہ رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں تو جس سے روزے بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا"۔ (کنز الایمان سورۃ المجادلہ:4)

لہٰذا اگر کسی نے روزوں کی استطاعت کے باوجود روزے نہ رکھے اور مسکینوں کو کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا روزے رکھنے پڑیں گے۔

رضاعت

سوال: مدنی عرفان سوال کرتی ہیں کہ کیا بچے کو دودھ پلانا عورت کے ذمے لازم ہے اور اگر عورت بچے کو دودھ نہ پلائے تو گنہگار ہوگی یا نہیں؟

جواب: بچہ کو دودھ پلانا اس پر اس وقت واجب ہے کہ کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی نہ ملے یا بچہ دوسری عوت کا دودھ نہ لے یا اس کا باپ تنگ دست ہے کہ اجرت نہیں دے سکتا اور بچہ کی ملک میں بھی مال نہ ہو۔ ان صورتوں میں دودھ پلانے پر ماں مجبور کی جائے گی اور اگر نہ پلائے تو گنہگار ہوگی۔ اور اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو دیانتاً ماں کے ذمے دودھ پلانا ہے مجبور نہیں کی جا سکتی۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 85)

سوال: حوریہ مشتاق دودھ پلانے کی مدت کے متعلق سوال کرتی ہیں کہ عورت کتنے عرصے تک بچے کو دودھ پلائے؟

جواب: دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے اور اس پر دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (بقرہ:233)

"اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس اس کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہیے"۔ (کنز الایمان)

سوال: میمونہ فاروق سوال کرتی ہیں کہ کم سے کم کتنے دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ فرمینہ نے فرحان علی کو بچپن میں دودھ پلایا مگر ایسے کہ بچے نے صرف دو یا تین چار

چوسا اور پھر دودھ نہ پیا۔ کیا صرف دو چار بار چوسنے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے؟
جواب: جی ہاں اس طرح رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر صرف ایک بار چوسا جب بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ (نساء:23)

"اور تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا"۔ (کنزالایمان)

یہ دودھ پلانے کے متعلق مطلق ہے کہ جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا وہ تمہاری مائیں ہیں ایک یا دو گھونٹ کی قید نہیں۔ اسی طرح حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے:

یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔

"جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ دودھ سے بھی حرام ہیں"۔ (نسائی جلد دوم صفحہ 81)

سوال: رباح منور سوال کرتی ہیں کہ میری سگی خالہ نے میرے بھائی کو بچپن میں جب کہ وہ چھ ماہ کا تھا پانچ منٹ دودھ پلا دیا تو کیا اب میرے بھائی اور خالہ کی بیٹی کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے؟

جواب: جس وقت لڑکے کو دودھ پلایا اس وقت اس کی عمر چھ ماہ تھی لہٰذا یہ دونوں آپس میں رضاعی بہن بھائی ہوئے۔ حدیث میں ہے:

یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔ (نسائی جلد دوم صفحہ 81)

ان دونوں کا آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ پانچ منٹ تو بہت ہوئے صرف ایک مرتبہ چوسنے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

سوال: عاتکہ سوال کرتی ہیں کہ ایک عورت نے میرے بھائی راشد کو دودھ پلایا اس کے چار سال بعد میرے چچا کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اسے بھی اس عورت نے دودھ پلایا مگر جس وقت اس نے لڑکی کو دودھ پلایا اس کا وہ دودھ نہیں تھا جو میرے بھائی کو پلا چکی بلکہ دوسرے بچے کا دودھ تھا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ آیا اب اس لڑکی کی شادی میرے بھائی کے ساتھ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: یہ لڑکا اور لڑکی آپس میں رضاعی بہن بھائی ہو گئے اور باہم نکاح حرام۔

رضاعت میں یہ شرط نہیں کہ ایک ساتھ ایک زمانہ میں دونوں پئیں اور زمانہ کا فاصلہ نہ ہو۔

در مختار میں ہے:

لاحل بین رضیعی امراۃ لکونھما اخوین و ان اختلاف الزمن والاب۔

سوال: بچہ کسی عورت کا دودھ پی لیتا ہے تو اس عورت کی کسی اولاد سے اس بچہ کا عقد نہیں ہوسکتا۔ معلوم کرنے سے یہ نتیجہ ہوا کہ خون کا اثر ہوتا ہے۔ یہ وجہ ہے لہٰذا خون تو اس میں بھی ہے کہ بہن کی ایک لڑکی اور بھائی کے ایک لڑکے کا عقد ہو جائے؟

جواب: دودھ خون سے بنتا ہے لہٰذا دونوں میں شراکت ہوگئی اور بھائی کے بیٹے، بہن کی بیٹی یا اس کے عکس میں خود ان لڑکوں لڑکیوں میں خون کی شرکت نہیں بلکہ ان کے والد، والدہ میں ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ کتاب النکاح صفحہ 97)

سوال: نمرہ عطار یہ سوال کرتی ہیں کہ ایک بچہ کو ایام شیر خوارگی میں دوا میں اس کی ممانی کا دودھ ملا کر پلایا گیا تو ممانی کی لڑکی سے اس لڑکے کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: دوا میں عورت کا دودھ بچے کو ملا کر پلایا اس کی تین صورتیں ہیں:

ا۔ اگر دودھ غالب ہے تو حرمت رضاعت ثابت ہے۔

۲۔ اور دوا غالب ہے تو رضاعت نہیں۔

۳۔ اور دونوں برابر ہیں جب بھی رضاعت ثابت ہے۔

اور غلبہ کی شناخت یہ ہے کہ رنگ یا بو یا مزہ دودھ کا ہے تو دودھ کا غلبہ ہے اور رضاعت ثابت ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

لو خلط لبن المراۃ یا الماء او باالدواء او باالبین البھیمۃ فالعبرۃ اللغالب

(فتاوی امجدیہ جلد دوم کتاب النکاح صفحہ 97)

سوال: رجا احمد سوال کرتی ہیں میری حقیقی خالہ نے میری والدہ کا دودھ پیا ہے تو کیا میرے حقیقی بھائی کا نکاح خالہ کی لڑکی سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ آپ کا حقیقی بھائی ہے یعنی دونوں کے ماں باپ ایک ہیں تو خالہ آپ کے بھائی

کی رضاعی بہن ہوئیں اور جس طرح نسبی بہن کی لڑکی سے نکاح حرام ہے "قال اللہ تعالٰی و بنات الاخت" اسی طرح رضاعی بہن کی لڑکی سے بھی نکاح حرام ہے۔ حدیث میں ہے:

یحرم من الرضاع ما یحرم من انسب۔ (نسائی صفحہ 81)

سوال: یسریٰ شاہین سوال کرتی ہیں ایک لڑکی شگفتہ نے ذکیہ کا دودھ پیا اب لوگ شگفتہ کا نکاح ذکیہ کے دوسرے لڑکے سے کرنا چاہتے ہیں اور عذر یہ کرتے ہیں کہ یہ لڑکا شگفتہ کے دودھ پینے سے پہلے پیدا ہوا تھا تو کیا یہ نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

جواب: شگفتہ اس لڑکے کی رضاعی بہن ہے اور رضاعی بہن سے نکاح حرام۔

قال اللہ تعالیٰ: وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ (نساء:23)

"یعنی رضاعی بہن سے نکاح حرام ہے"۔ (کنزالایمان)

حدیث میں ہے:

یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔ (نسائی صفحہ 81)

رضاعی بہن یا بھائی صرف وہی نہیں جس کے ساتھ دودھ پیا بلکہ مرضع دودھ پلانے والی کی تمام اولادیں سب اس کے بھائی بہن ہیں۔

سوال: ایمن نے بچپن میں مدت رضاعت میں اپنی دادی کا پستان منہ میں لے کر چوسا کرتی تھی جب کہ دادی کی عمر اس وقت تقریباً 64 سال کی تھی اور ان کو دودھ بالکل نہیں آتا تھا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کہیں دادی کا خالی پستان منہ میں لینے اور چوسنے سے رضاعت نہ ثابت ہوگئی ہو؟

جواب: جب کہ یہ معلوم ہے کہ ایمن کی دادی کو دودھ نہ آتا تھا اور وہ خالی پستان منہ میں لیتی اور چوستی تھی اور دودھ نہیں نکلتا تھا تو رضاعت ثابت نہ ہوگی کہ خالی پستان بغیر دودھ کے چوسنے سے رضاعت نہیں ہوتی بلکہ دودھ پینے سے ہوتی ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد دوم صفحہ 101)

سوال: مدیحہ سکندر سوال کرتی ہیں کہ دودھ پلانے والی کو بغیر شوہر کی اجازت سے دوسرے کے بچے کو دودھ پلانا جائز ہے؟

جواب: چاہیے کہ شوہر سے اجازت لے کر دودھ پلائے۔

سوال: حمیرا لکھتی ہیں کہ میری شادی کے ایک عرصے بعد میری منہ بولی خالہ انڈیا سے آئی اور مجھے خبر دی کہ یہ مرد تمہارا شوہر کیسے ہوسکتا ہے جب کہ تم دونوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے تو کیا اس کی بات پر یقین کیا جائے؟

جواب: حمیرا بہن اگر آپ اور آپ کے شوہر کے خیال میں آپ کی خالہ سچ کہتی ہیں تو نکاح فاسد ہوگیا اور اگر آپ دونوں کے خیال میں وہ جھوٹ بول رہی ہیں تو بھی جدائی بہتر ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے۔

"کسی عورت سے نکاح کیا اور ایک عورت نے آ کر کہا میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اگر شوہر یا دونوں اسے سچ سمجھتے ہوں تو نکاح فاسد ہے اور اگر دونوں اس کی بات جھوٹی سمجھتے ہوں تو بہتر جدائی ہے"۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ ہفتم صفحہ 472)

سوال: نتاشہ نے بچپن میں اپنی پھوپھی کی چھاتی اتفاقیہ منہ میں لے لی۔ پھوپھی کا کہنا ہے کہ جس وقت میری آنکھ کھلی نتاشہ اس طرح منہ چلا رہی تھی جیسے دودھ پیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس وقت میرے دودھ تھا یا نہیں یا مجھے کوئی اثر دودھ کا معلوم ہوا یا نہیں۔ آیا اس صورت میں رضاعت ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: جب تک دودھ کا کوئی قطرہ جوف میں جانا معلوم و ثابت نہ ہو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے:

"اس سے ثابت ہوا کہ دودھ کا حلق یا ناک کے ذریعے پیٹ میں پہنچنے کا علم ہو اس کے بغیر نہیں اور اگر بچے نے پستان کا سر منہ میں ڈالا اور یہ معلوم نہ ہوسکا کہ بچے کے حلق سے دودھ اترا یا نہیں تو حرمت ثابت نہ ہوگی کیونکہ نکاح سے مانع میں شک پایا گیا"۔

دودھ اتر آنے کیلئے کوئی مدت مقرر نہیں۔ عورت کے مزاج کی قوت اور خون کی کثرت پر ہے۔ کبھی بعد ولادت بھی نہیں اترتا اور کبھی کنواری کے اتر آتا ہے۔ درمختار میں ہے:

"عورت خواہ باکرہ ہو کے پستان کا چوسنا رضاع کہلاتا ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 11 صفحہ 284)

سوال: عروج سوال کرتی ہیں کہ احمد رضا کی حقیقی بہن کی رضائی بہن آمنہ احمد رضا کے

نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: احمد رضا اپنی حقیقی بہن کی رضاعی بہن آمنہ سے نکاح کرسکتا ہے کیونکہ اس کا آمنہ سے کوئی رشتہ نہیں اگر احمد رضا اور آمنہ نے ایک عورت کا دودھ پیا ہوتا تو اس صورت میں احمد رضا کا آمنہ سے نکاح کرنا حرام ہوتا کیونکہ وہ اس کی رضاعت سے بہن ہوتی۔

اور اگر یوں ہے کہ احمد رضا کی بہن نے اس لڑکی کی ماں کا دودھ پیا یا دونوں نے تیسری عورت کا دودھ پیا ہے جس سے احمد رضا کو کوئی علاقہ نہیں تو اس صورت میں وہ لڑکی احمد رضا پر حرام نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 11 صفحہ 422)

سوال: یسریٰ ابراہیم سوال کرتی ہے کہ فرحان نے اپنی حقیقی بہن کا دودھ پیا ہے۔ اس کی بہن سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے یہ بہن بھائی اپنی اولاد کا آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں ان کی اولاد کا نکاح شرعاً آپس میں درست ہے یا نہیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب۔

"جو کچھ نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے"۔ (نسائی جلد دوم صفحہ 81)

بھانجا، بھانجی، بھتیجا، بھتیجی نسب سے حرام ہیں تو دودھ سے بھی قطعاً حرام ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اپنی نسبتی ماں کی رضاعی اولاد اپنی بہن بھائی ہے تو اس اولاد کی نسبتی اولاد اپنے سے یہی رشتہ رکھتی ہے۔

اور جب دودھ پلانے والی کی سب اولاد فرحانی کے بہن بھائی ہو گئے تو فرحانی کی اولاد دودھ پلانے والی کے لیے یقیناً اپنے بہن بھائی کی اولاد ہے اور اپنے بہن بھائی کی اولاد اجماعاً حرام ہے تو پھوپھی، بھتیجے یا چچا بھتیجی یا خالہ بھانجے یا ماموں بھانجی کا زنا کیونکر حلال ہوسکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 11 صفحہ 491)

منت

سوال: عروج فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے اپنے ایک مقصد کے لیے منت مانی کہ جب تک وہ پورا نہ ہوگا میں اس وقت تک روزے رکھتی رہوں گی۔ کچھ دن روزہ رکھا مگر

میری حالت اتنی خراب ہوگئی کہ فی الحال روزے رکھنے کی طاقت نہیں ہے تو کیا اس منت کو پورا کرنے کی شریعت مطہرہ میں کوئی اور صورت ہے؟

جواب: اگر کوئی ایسی منت مانی جس کو پورا کرنے کی طاقت نہیں تو اس صورت میں کفارہ قسم لازم ہوگا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"جس نے ایسی منت مانی جس کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کا کفارہ قسم ہے اور جس نے ایسی منت مانی جس طاقت رکھتا ہے تو اسے پورا کرے"۔ (ابی داؤد جلد دوم صفحہ 117)

لہٰذا روزے کی طاقت نہ ہونے کی صورت میں اپنی منت کا کفارہ دے دیں اور منت کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔ یعنی دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلایا جائے یا ہر مسکین کو ایک صدقہ فطر کی قیمت کا مالک بنا کر دے۔

سوال: حنا سوال کرتی ہیں کہ اگر کوئی اولاد کو ذبح کرنے کی منت مانے تو اس صورت میں شرع مطہرہ میں کیا حکم ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے کہ اپنی اولاد کو ذبح کرنے کی منت مانی تو ایک بکری ذبح کر کے منت پوری ہو جائے گی اور اگر اولاد کو مار ڈالنے کی منت مانی تو منت ہی درست نہ ہوگی۔

(بہار شریعت حصہ 9 صفحہ 20)

سوال: حما سوال کرتی ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک خالہ نے اپنے پوتے کی صحت کے لیے منت مانی کہ اگر یہ ٹھیک ہو گیا تو میں اس کے کان چھدواؤں گی لہٰذا دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ ایسی منت ماننا از روئے شریعت کیسا ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے کہ بعض جاہل عورتیں لڑکوں کے کان، ناک چھدوانے اور بچوں کو چوٹیاں رکھنے کی منت مانتی ہیں یا اور طرح کی ایسی منت مانتی ہیں جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں۔ اولاً ایسی واحیات منتوں سے بچیں اور مانی ہوں تو پوری نہ کریں۔

(بہار شریعت حصہ 9 صفحہ 20)

سوال: فرح ناز سوال کرتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کی اچھی جاب کے لیے بکری ذبح

کر کے خیرات کرنے کی منت مانی تھی۔ الحمد للہ اب نہیں ابھی جاب مل گئی ہے تو دریافت طلب مسئلہ ہے کہ اس بکری کا گوشت اغنیاء کو کھلایا جا سکتا ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے اگر اونٹ، یا گائے وغیرہ کو ذبح کر کے اس کے گوشت کو خیرات کرنے کی منت مانی تو یہ گوشت مالداروں کو نہیں دے سکتے اور اگر دے دیا تو اتنا خیرات کرنا پڑے گا ورنہ منت پوری نہ ہوگی۔ (عالمگیری، بہار شریعت حصہ 9 صفحہ 20)

سوال: زہرہ سوال کرتی ہیں کہ منت ماننا کیسا ہے کیا قرآن وحدیث میں اس کی کوئی اصل ہے؟

جواب: منت ماننا جائز ہے اور قرآن وحدیث میں اس کا ثبوت موجود ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ (البقرہ: 270)

"جو کچھ تم خرچ کرو یا منت مانو اللہ عزوجل اس کو جانتا ہے"۔ (کنز الایمان)

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ (الدھر: 7)

"نیک لوگ وہ ہیں جو اپنی منت پوری کرتے ہیں"۔ (کنز الایمان)

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو یہ منت مانے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا تو اس کی اطاعت کرے یعنی منت کو پورا کرے اور جو نافرمانی کی منت مانے تو اس کی نافرمانی نہ کرے یعنی منت پوری نہ کرے"۔

(سنن ابی داؤد جلد دوم باب النذر فی معصیۃ صفحہ 112)

لہٰذا ہر نیک وجائز مقصد کے لیے منت ماننا جائز ہے جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ محترمہ نے اولاد کے لیے منت مانی تھی اور اس کا تذکرہ قرآن پاک میں بھی ہے:

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (آل عمران)

"جب عمران کی بیوی نے عرض کی اے میرے رب میں تیرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے"۔ (کنز الایمان)

اسی طرح حضرت مریم علیہ السلام نے منت مانی:

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (مریم:26)

''میں نے اللہ کے لیے روزے کی نذر مانی ہے''۔ (کنز الایمان)

سوال: فرحانہ سوال کرتی ہیں کہ ہر منت کو پورا کرنا ضروری ہے اگر نہیں تو اس کی وضاحت فرمادیں کہ کس منت کو پورا کرنا ضروری ہے اور کس منت کو پورا کرنا ضروری نہیں؟

جواب: ایفائے منت (منت کو پورا کرنے) سے قبل نذر، منت کی تعریف کی وضاحت کرنا زیادہ مفید ہے۔ نذر یہ مراد یہ ہے کہ غیر واجب عبادت کو اپنے اوپر لازم کر دینا، نذر یا منت کہلاتا ہے۔ نذر کی دو اقسام ہیں:

۱۔ نذر شرعی ۲۔ نذر لغوی

۱۔ نذر شرعی کو پورا کرنا واجب ہے اور نہ پورا کرنے والا گنہگار ہوگا کیونکہ نذر شرعی سے مراد ایسی نذر ہے جس میں ایسی منت مانی جائے جو کہیں نہ کہیں واجب ہے جیسے نماز، روزہ، صدقہ، حج وغیرہ اور وہ کام عبادت ہوں لہٰذا جو چیز کہیں واجب نہ ہو جیسے فاتحہ بزرگان دین، میلاد شریف وغیرہ اسے نذر شرعی نہ کہیں گے۔ (مراۃ المناجیح)

تو چونکہ نذر شرعی عبادت ہے تو اگر کوئی کسی غیر لازم عبادت جیسے روزہ، صدقہ، نفل وغیرہ کی منت مان لے تو اس کا بجالانا ضروری ہے۔

۲۔ نذر لغوی سے مراد ایسی نذر ہے جو کہ بندے پر کہیں بھی واجب نہ ہو جیسے فاتحہ بزرگان دین، میلاد شریف، گیارہویں شریف کی منت ماننا۔ لہٰذا اسی منت کا حکم یہ ہے کرے تو اچھا ہے اور اگر نہیں پوری کی تو گنہگار نہ ہوگا کہ یہ نذر شرعی نہیں۔

سوال: نائلہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے منت مانی تھی کہ اگر میرے بیٹے کی شادی ہو جائے تو میں اسے اور اس کی دلہن کو لعل شہباز قلندر کے مزار پر سلامی کے لیے لے جاؤں گی از روئے شریعت اس منت کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی بزرگ کے مزار پر جانے کی منت منت شرعی نہیں لہٰذا اس کو پورا کرنا شرعاً ضروری نہیں لیکن مردوں کے لیے پورا کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں [illegible]

اولیاء پر عورتوں کی حاضری کا مسئلہ تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا سختی سے رد فرمایا۔ ایسی جگہ جواز و عدم جواز نہیں پوچھتے۔ یہ پوچھو کہ اس میں عورتوں پر کتنی لعنت پڑتی ہے جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہیں اللہ عزوجل اور فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے۔ جب گھر سے نکلتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے اور جب گھر واپس آتی ہے اللہ عزوجل کی لعنت میں ہوتی ہے۔

سوال: فرزانہ سوال کرتی ہیں نذر کے کیا معنی ہیں اور شرعی نذر سے کیا مراد ہے؟

جواب: نذر کا معنی ہے کہ غیر واجب عبادت کو اپنے اوپر واجب کر لینا۔

نذر شرعی سے مراد ایسی نذر ہے جو کہیں نہ کہیں واجب ہے اور جو چیز کہیں واجب نہ ہو وہ شرعی نذر نہ ہوگی۔ دوسرا یہ کہ جس کام کی منت مانی ہے وہ عبادت ہی ہو (نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ)۔ تیسرا یہ کہ خالص اللہ عزوجل کے لیے ہو کسی بندے کے لیے نہ ہو کیونکہ نذر شرعی عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہو سکتی ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد 5 صفحہ 202)

سوال: اگر کسی نے منت میں کسی بھی چیز کو معین نہ کیا مثلاً کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو مجھ پر منت ہے۔ یہ نہیں کہا کہ نماز ہے یا روزہ یا حج وغیرہ تو ایسی منت کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: منت میں اگر کسی چیز کو معین نہ کیا مثلاً کہا کہ اگر میرا یہ کام ہو جائے تو مجھ پر منت ہے یہ نہیں کہا کہ نماز روزہ یا حج وغیرہ تو اگر دل میں کسی چیز کو متعین کیا ہو تو جو نیت کی وہ کرے اور اگر دل میں بھی کچھ مقرر نہ کیا ہو تو کفارہ دے۔ (بہار شریعت جلد 9 صفحہ 19)

سوال: کنول سوال کرتی ہے کہ مجھ پر کسی کے دس ہزار ادھار تھا۔ میں نے دل میں ارادہ کیا کہ اگر میرا ادھار ختم ہو گیا تو میں روزہ رکھوں گی لیکن زبان سے کچھ نہیں کہا تو دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ ایسی منت جس کو زبان سے معین نہ کیا صرف دل میں ارادہ کیا از روئے شریعت اس کو پورا کرنا ضروری ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے کہ اگر کسی نے منت مانی اور زبان سے منت کو معین نہ کیا مگر دل میں روزہ کا ارادہ ہے تو جتنے روزوں کا ارادہ ہے اتنے روزے رکھ لے اور اگر روزہ کا ارادہ ہے مگر یہ مقرر نہ کیا کہ کتنے روزے تو تین روزے رکھے اور اگر صدقہ کی نیت کی اور

مقرر نہ کیا تو دس مسکین کو صدقہ فطر دے۔ (بہار شریعت حصہ 9 صفحہ 19)

سوال: اگر کسی نے فقط نماز پڑھنے کی منت مانی اور اس میں رکعتوں کو معین نہ کیا تو از روئے شریعت ایسی منت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے کہ نماز پڑھنے کی منت مانی اور رکعتوں کو معین نہ کیا تو دو رکعت پڑھنی ضروری ہے اور ایک یا آدھی رکعت کی منت مانی جب بھی دو رکعت پڑھنی ضروری ہے اور تین رکعت کی منت مانی تو چار پڑھے اور پانچ کی منت مانی تو چھ پڑھے۔ علی ہذا القیاس (بہار شریعت حصہ 9 صفحہ 19)

سوال: نورین سوال کرتی ہے کہ میں نے ہر ماہ کی 16 ویں کا روزہ رکھوں گی اور سولہ شہیدوں کی نیاز دلوائے گی۔ از روئے شریعت ایسی منت کا کیا حکم ہے؟

جواب: چونکہ روزہ رکھنا شرعی ہے لہٰذا ہر ماہ کی 16 ویں کو روزہ رکھنا ضروری ہے اور نہ رکھنے کی صورت میں روزے کی قضا کرنا واجب ہوگا۔ نیز سولہ شہیدوں کی نیاز دلوانا نذر شرعی نہیں ہے لہٰذا اس کو پورا کرنا شرعاً واجب نہیں ہے۔

مراۃ المناجیح میں ہے کہ وہ نذر جو شرعی ہو جیسے نماز و روزہ وغیرہ کسی بندے کے لیے نہیں ہوسکتی کیونکہ نذر شرعی عبادت ہے اور عبادت صرف رب تعالیٰ کی ہی ہوسکتی ہے۔ ہاں نذر لغوی بمعنی نذرانہ بندوں کی ہوسکتی ہے مگر اس کو پورا کرنا واجب نہیں۔ اگر پورا کرے تو بہتر ہے جیسے فاتحہ بزرگان دین، گیارھویں شریف کی نذر ماننا شرعی نذر نہیں ہے جیسا کہ

ایک لونڈی نے منت مانی تھی کہ جب میں حضور ﷺ کو غزوہ احد سے بخیریت تشریف آتے ہوئے دیکھ لوں تو آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ چنانچہ اس نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "اپنی نذر پوری کرو"۔ (مراۃ المناجیح جلد 5)

بہار شریعت میں ہے مسجد میں چراغ جلانے یا فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارھویں شریف کی نیاز دلوانے یا کسی بزرگ کا کونڈہ کرنے یا محرم کی نیاز یا سبیل لگانے یا میلاد شریف کرنے کی منت مانی تو یہ شرعی نہیں مگر یہ کام منع نہیں کرے تو اچھا ہے۔

(بہار شریعت حصہ 9 صفحہ 20)

سوال: شگفتہ سوال کرتی ہیں میں نے منت مانی تھی کہ میں اپنے شوہر کی پہلی تنخواہ پر ایک بکرا ذبح کروں گی تو صورت مذکورہ میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر منت کو کسی شرط پر معلق کیا اور اس کی خواہش بھی ہے کہ میرا یہ کام ہو جائے مثلاً اگر میرا لڑکا تندرست ہو جائے یا کسی کے لیے منت مانی کہ وہ روزگار سے لگ جائے گا تو اتنے روزے رکھوں گا یا خیرات کروں گا ایسی صورت میں جب شرط پائے گی یعنی بیمار اچھا ہو گیا یا روزگار لگ گیا تو اس منت کو پورا کرنا ضروری ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ کام نہ کرے یعنی سنت پوری نہ کرے اور اس کے بدلے میں کفارہ دے دے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 19)

لہٰذا آپ نے بکری ذبح کرنے کی منت مانی اور اس کو شوہر کی پہلی تنخواہ پر معلق کیا تو جب پہلی تنخواہ مل جائے تو بکری ذبح کرنا اللہ کے لیے ضروری ہو جائے گا۔

سوال: مریم سوال کرتی ہے کہ میری خالہ نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں عبداللہ شاہ غازی علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پر چادر چڑھاؤں گی کیا یہ منت از روئے شریعت درست ہے اور اس منت کو پورا کرنا ضروری ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے کہ کسی بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارھویں شریف کی نیاز دلوانے یا محرم کی نیاز یا شربت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف کی منت مانی تو یہ شرعی منت نہیں مگر یہ کام منع نہیں کرے تو اچھا ہے۔ (بہار شریعت حصہ 9 صفحہ 20)

لہٰذا آپ کی والدہ نے بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے کی منت مانی ہے اور مزار پر چادر چڑھانا اچھا کام ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے اور اختیار ہے کہ منت پوری کریں یا نہ کریں لیکن یہ خیال رہے کہ عورتوں کا مزار پر جانا شرعاً منع ہے لہٰذا کسی مرد کے ذریعے چادر چڑھوا دیں۔

سوال: ربیعہ سوال کرتی ہیں کہ میں اپنی بیماری میں دعا مانگی کہ اے خدا عزوجل میں اچھی ہو جاؤں گی تو سال بھر ہر جمعہ کو روزہ رکھوں گی۔ خدا عزوجل کے فضل و کرم سے میں اچھی ہو گئی ہوں اور کچھ دنوں تک روزہ رکھا اور کچھ جمعے روزہ نہ رکھ سکی۔ اب میں چاہتی ہوں کہ اگر روزہ کے بدلے کفارہ ہو تو ادا کر دوں۔ براہ کرم آگاہ فرمادیں شریعت کا کیا حکم ہے۔

روزہ ہی رکھنا پڑے گا یا پھر کفارہ سے کام بن جائے گا؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر بیمار اچھی ہو گئی تو تندرست ہو جانے کے بعد سال بھر میں جتنے جمعے کے روزے چھوٹ گئے ان کی قضا رکھے کہ اس قسم کی منت میں روزہ نہ رکھنا اور اس کے عوض میں کفارہ دینا جائز نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ 339)

سوال: حرا سوال کرتی ہیں کہ میں نے 500 رکعت کی منت مانی ہے تو براہ کرم اس بات کی وضاحت فرمادیں کہ کیا تمام رکعتیں اکٹھی پڑھنا ضروری ہیں یا تھوڑی تھوڑی کر کے پڑھنے سے بھی منت پوری ہو جائے گی؟

جواب: اگر بیک وقت 500 رکعت پڑھنے کی منت نہیں مانی تو متفرق طور پر پڑھ سکتی ہے۔

سوال: ثناء سوال کرتی ہے کہ میری پھپھو کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے فوراً دس بیبیوں یا سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کہانی مانتی ہیں تو کیا از روئے شریعت یہ منت درست ہے؟

جواب: جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں ایسی منتوں سے بچیں اور اگر مانی ہوں تو پوری نہ کریں اور شریعت کے معاملے اپنے لغو (فضول) خیالات و دخل نہ دیں نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یہ کرتے چلے آئیں ہیں اور منت مانیں تو نیک کام نماز، روزہ، خیرات، درود شریف کلمہ شریف وغیرہ۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 25)

اسی طرح دس بیبیوں کی کہانی بھی کسی معتمد روایت سے ثابت نہیں محض من گھڑت باتیں ہیں لہٰذا ایسی منتیں اگر مان لیں تو اسے پورا نہ کریں۔

سوال: سعدیہ سوال کرتی ہیں کہ میں نے منت مانی تھی کہ اگر میرے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی تو میں اسے اللہ کے لیے حافظ قرآن بناؤں کیا اس طرح کہنے سے شرعاً نذر ہوئی یا نہیں اور کیا مجھ پر اسے پورا کرنا لازم ہے؟

جواب: سعدیہ بہن یہ نذر ہوئی محض وعدہ ہوا جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ اس لفظ سے کہ اللہ کی نذر کریں گے نذر نہ ہوئی محض وعدہ ہوا مگر اللہ عزوجل سے جو وعدہ کیا اس سے پھرنا بھی ہرگز نہ چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 13 صفحہ 581)

سوال: میلاد شریف، گیارہویں شریف و فاتحہ اولیاء اللہ عزوجل، شربت محرم کا پینا سب

کے لیے جائز ہے یا صرف فقراء کے لیے؟

جواب: یہ تمام چیزیں نہ زکوٰۃ ہیں نہ صدقہ واجبہ اس کا کھانا غنی فقیر، سید وغیر سید وغیرہ کو بالاتفاق حلال ہیں۔ نیز سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ شرح ہدایہ کے حوالے سے فرماتے ہیں "جو نفلی صدقہ بالاتفاق ہاشمی کیلئے جائز ہے اور اسی طرح وہ نفلی صدقہ غنی کے لیے بھی جائز ہے"۔

نیز در مختار میں ہے کہ نفلی صدقات اغنیاء کو جائز ہے۔

ان اشیاء میں تصدق (صدقہ کرنے کی) نیت نہیں ہوتی بلکہ تمام حاضرین پر ہدیۃً تقسیم ہوتا ہے اور ہدیہ یقیناً مطلق سب کے لیے جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 13)

سوال: سلمٰی پوچھتی ہیں کہ ایسی منت جس کا پورا ہونے کی خواہش ہو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر منت کو کسی ایسی چیز کے ساتھ معلق کر دیا جس کے پورا ہونے کی خواہش ہے مثلاً میرا بیٹا تندرست ہو جائے گا تو میں روزہ رکھوں گا تو ایسی صورت میں شرط پورا ہونے پر روزہ رکھنا یا جس چیز کی بھی منت مانی ہے وہ پورا کرنا ضروری ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ یہ کام نہ کریں یعنی روزہ نہ رکھیں اور اس کے بدلے کفارہ دے دیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ 9 صفحہ 19)

سوال: شہزاد مراد سوال کرتی ہیں کہ ہمارے والد صاحب بغرض ثواب ملہانہ گیارہویں شریف کا اہتمام کرتے ہیں اور کھانا مساکین وغیرہ میں تقسیم کرتے ہیں ایک طالبعلم حنفی قادری، سنی، سید جس کی تعلیم دینی بوجہ استطاعت نہ ہونے کے نامکمل رہ جاتی ہو اور علوم دینی حاصل نہ کرنے کی وجہ سے اس طالبعلم کے بدعقیدہ ہو جانے کا اندیشہ ہو اس صورت میں اگر وہ روپیہ جو فاتحہ میں صرف کیا جاتا ہے اگر اس طالبعلم کے تعلیم دینی میں بہ نیت ثواب فاتحہ غوث اعظم دستگیر خرچ کیا جائے تو یہ بدل ہو گا یا نہیں اور ثواب میں کمی تو نہ ہو گی؟

جواب: یہ اس کا نعم البدل ہو گا اور ثواب میں کمی کیا اس سے ستر گنا ثواب کی زیادہ امید ہے۔ بطور مذکور کھانا پکا کر کھلانے یا بانٹنے میں ایک کے دس ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "جو نیکی بجالاتا ہے اس کے لیے اس کی دس مثل ہے"۔

اور طالبعلم کی اعانت میں کم سے کم ایک کے سات سو۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے:

"ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح

جس نے اگائیں سات بالیاں ہر بالی میں سودانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے"۔ (کنزالایمان)(البقرہ:261)

فی سبیل اللہ سے مراد وہ غازی جس کے پاس خرچہ واسلحہ نہ ہو۔ بعض نے کہا حاجی اور بعض نے کہا اس سے خصوصا طالب العلم مراد ہیں۔ جب کہ اس میں حفظ ہدایت ہو۔ صحیح حدیث میں ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"تیری وجہ سے کسی ایک کا ہدایت پاجانا ہر اس شخص سے بہتر ہے جس پر طلوع آفتاب ہو"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 306-305)

امید ہے آپ کو تسلی بخش جواب فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں مل گیا ہوگا۔

سوال: زرینہ سوال کرتی ہیں کہ میری امی کا ماموں سے کچھ جھگڑا ہو گیا تو امی نے غصے میں کہا کہ اگر آج کے بعد میں نے تم سے بات کی تو مجھ پر مہینہ کے روزے ہیں۔ اور اس سے مراد اس کا مقصد یہ تھا کہ ماموں سے کبھی بھی بات نہیں کروں گی۔ تو اس صورت میں شرع کا کیا حکم ہے؟

جواب: بہار شریعت جلد اول میں ہے کہ اگر ایسی منت پر معلق کیا جس کا ہونا نہیں چاہتا مثلاً اگر میں تم سے بات کروں یا تمہارے گھر آؤں تو مجھ پر اتنے روزے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ میں تمہارے یہاں نہیں آؤں گا یا تم سے بات نہ کروں گا ایسی صورت میں اگر شرط پائی گئی یعنی اگر اس کے یہاں گیا یا اس سے بات کی تو اختیار ہے کہ جتنے روزے کہے تھے وہ روزے رکھ لے یا کفارہ دے۔ (بہار شریعت منت کا بیان صفحہ 19)

قسم کا بیان

سوال: شیبہ سوال کرتی ہیں کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان پیسوں کے سلسلے میں کچھ اختلاف ہوگیا۔ لہٰذا میرے شوہر نے غصہ میں آکر کہا کہ مجھے میری ماں کی قسم تجھے آج کے بعد ایک پائی بھی نہ دوں گا۔ تو ازراہ کرم کوئی ایسی صورت بتائیں کہ میں وہ مجھے خرچہ دے سکیں؟

جواب: شیبہ بہن غیر خدا کی قسم مکروہ ہے اور یہ شرعاً قسم بھی نہیں یعنی اس کے توڑنے سے کفارہ لازم نہیں آتا۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ 9)

لہٰذا آپ کے شوہر نے غیر خدا یعنی ماں کی قسم کھائی جو شرعاً قسم نہیں اس کے توڑنے سے کفارہ لازم نہ ہوگا۔ لہٰذا آپ کے شوہر آپ کو بخوشی پیسے دے سکتے ہیں۔

سوال: گل رعنا پوچھتی ہیں شرعی قسم سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ عزوجل کے جتنے بھی نام ہیں ان میں سے جس نام کے ساتھ وہ قسم کھائے گا قسم ہو جائے گی خواہ بول چال میں اس نام کے ساتھ وہ قسم کھاتے ہوں یا نہیں مثلاً اللہ کی قسم، رحمٰن کی قسم، رحیم کی قسم، پروردگار کی قسم۔

یونہی اگر خدا عزوجل کی جس صفت کی قسم کھائی جاتی ہو اس کی قسم کھائی تو قسم ہوگی مثلاً خدا عزوجل کی عزت وجلال کی قسم، اس کی کبریائی کی قسم، اس کی بزرگی یا بڑائی کی قسم، اس کی عظمت کی قسم، قرآن کی قسم، قرآن کی بڑائی کی قسم وغیرہ۔

اور مزید اس طرح کے الفاظ سے بھی قسم ہو جاتی ہے حلف کرتا ہوں، قسم کھاتا ہوں، میں شہادت دیتا ہوں، خدا گواہ کر کے کہتا ہوں، مجھ پر قسم ہے، لا الٰہ الا اللہ میں یہ کام نہ کروں گا وغیرہ۔ الغرض اللہ عزوجل کے تمام نام اور وہ صفات جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہو، قسم کھائی تو یہ قسم شرعی ہے اور اس کے توڑنے سے کفارہ لازم آئے گا۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 659)

سوال: دریشہ سوال کرتی ہیں کہ قسم کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: دریشہ بنت اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں قسم کے کفارے کے بارے ارشاد فرماتا ہے:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ (المائدہ:89)

''اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسموں کا بدلہ دس مسکین کو کھانا دینا ہے اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا غلام آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا''۔ (کنز الایمان)

قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ان کو کپڑے پہناتا ہے۔ یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے اختیار کرے ہاں اگر ان تینوں میں سے کسی اک کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو پھر تین دن کے روزے رکھے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 661)

سوال: صائمہ پوچھتی ہیں کہ اگر کسی شخص نے کسی حلال چیز کو خود پر حرام کر لیا تو کیا واقعی حرام ہو گئی اور یہ قسم ہے؟

جواب: جو شخص کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرے مثلاً کہے کہ فلاں چیز مجھ پر حرام ہے تو اس کے کہہ دینے سے وہ چیز حرام نہ ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے جسے حلال کیا اسے کون حرام کر سکتا ہے مگر اس کے کرنے سے کفارہ لازم آئے گا یعنی یہ قسم ہے۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 659)

سوال: فرزانہ پوچھتی ہیں کہ ان کے شوہر سرکاری ملازم ہیں اور انہوں نے حکام بالا کے مجبور کرنے پر قسم کے ساتھ جھوٹا بیان دیا۔ نوکری برقرار رکھنے کے لیے حکام بالا کے حکم اور زبردستی جھوٹی گواہی دینی پڑی مگر ضمیر بہت ملامت کر رہا تھا تو ایسی صورت میں بہتری کی کیا صورت ہے؟

جواب: آپ نے جو باتیں لکھی ہیں اگر یہ صحیح ہیں تو ایسی جھوٹی قسم جو جان بوجھ کر کھائی گئی ہو سخت ترین گناہ کبیرہ ہے۔ بے شک رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے انسان پر لازم ہے کہ ملازمت باقی رہے یا نہ رہے دنیاوی مفاد کے لیے اس طرح کی جھوٹی قسمیں نہ کھائے

اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے۔ اگر ملازمت چلی گئی تو اللہ تعالیٰ حصول رزق کا دوسرا ذریعہ بنا دے گا۔ جو گناہ کبیرہ آپ کے شوہر سے ہو چکا ہے انہیں چاہیے کہ سچے دل سے توبہ کریں اور خلوص نیت کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں۔ وہ توبہ قبول کرنے والا اور گناہ بخشنے والا ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد 3)

سوال: نوشین سوال کرتی ہیں کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنے بیٹے کی شادی اپنی بھانجی سے کروں گی مگر میرے شوہر نے میری مرضی کے خلاف بھتیجی سے شادی کروادی تو چونکہ میں نے قسم کھائی تھی جو کہ پوری نہیں ہوئی تو آیا قسم کا کفارہ ہے یا کوئی دوسرا حل؟

جواب: علامہ مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں اس قسم کی قسم کا جواب تحریر فرماتے ہیں کہ:

اس قسم میں یہ قید نہیں کہ میں اپنی بھانجی کے علاوہ کسی اور سے نہیں کرواؤں گی لہٰذا قسم ابھی نہیں ٹوٹی اب بھی قسم پر عمل کرنا ممکن ہے لہٰذا اگر آپ نے اپنی بھانجی سے شادی کروادی تو قسم ٹوٹے گی اور پھر کفارہ لازم آئے گا۔

اور اگر قسم کھاتے وقت نیت یہ تھی کہ میں اس کے علاوہ کسی اور سے شادی نہیں ہونے دوں گی تو اس صورت میں قسم ٹوٹ گئی اب کفارہ دیں۔

سوال: عائشہ سوال کرتی ہیں کہ میری اپنی بہن سے لڑائی ہوگئی میں نے لڑائی میں قسم کھالی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں کبھی کھانا نہیں کھاؤں گی پھر میری بہن میرے لیے کھانا لے کر آئی تو میں نے پھر اللہ کی عزت وجلال کی قسم میں ہرگز ہرگز کبھی کھانا نہیں کھاؤں گی پھر میں نے کھانا کھالیا تو مجھ پر دو قسموں کا کفارہ ہوگا یا ایک قسم کا؟

جواب: عائشہ آپ پر دو قسموں کا کفارہ لازم ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

کسی کام کی نسبت قسم کھائی کہ میں اسے کبھی نہیں کروں گا پھر دوبارہ اسی مجلس میں قسم کھا کر کہا کہ میں اس کام کو کبھی نہیں کروں گا پھر اس کام کو کیا تو دو کفارے لازم ہیں۔

(بہار شریعت جلد 9 صفحہ 14-13)

سوال: فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ میری دوست نے مجھ سے کہا تمہیں قسم ہے فلاں سے

بات نہ کرنا تو کیا اس سے مجھ پر قسم لازم ہوگئی اور بات کرنے کی صورت میں مجھ پر کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟

جواب: دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی مثلاً کہا تمہیں خدا کی قسم یہ کام کرو تو اس کہنے سے اس پر قسم نہ ہوئی یعنی نہ کرنے سے کفارہ لازم نہیں۔ (بہار شریعت جلد 9 صفحہ 14)

سوال: قسم کے کفارے کا آسان طریقہ بتادیں؟

جواب: دس صدقہء فطر کے برابر رقم نکال کر الگ الگ دس مسکینوں کو دے دیں۔ مثلاً ایک صدقہ فطر یعنی سوا دو سیر آٹے کی قیمت اگر 30 روپے ہو تو 300 روپے دس صدقہ فطر کی رقم بنے گی۔ یہ دس مسکینوں کو 30،30 روپے کر کے دے دیں یا روزانہ ایک ہی مسکین کو 30 روپے دے دیں اور دس دن تک دیتے رہیں۔

بیماری کا بیان

سوال: توقیر فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں بیماری نعمت ہے اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: جی ہاں بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کے منافع بے شمار ہیں اگرچہ آدمی کو بظاہر اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر حقیقتاً راحت و آرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔

یہ ظاہری بیماریاں جن کو انسان بیماری سمجھتا ہے حقیقت میں روحانی بیماریوں کا زبردست علاج ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا ہے اور توبہ و استغفار کرتا ہے۔ پس بیماری تو واقعی نعمت ہوئی کہ بندے کو رب سے قریب کر دیتی ہے۔

اور آپ کے سوال کا دوسرا جز کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں تو یہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے:

صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''مسلمان کو جو اذیت پہنچتی ہے مرض ہو یا اس کے علاوہ کچھ اور اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ایسے گرا دیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں'' جو تکلیف، وہم، حزن و اذیت و غم پہنچے یہاں تک کہ کانٹا جو اس کے چبھے اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم جلد اول صفحہ 300)

سوال: سونیا درانی سوال کرتی ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کو پیارا ہوتا ہے ان کو ہی غم و بلا آتی ہے کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: سونیا بی بی آپ کی بات کسی حد تک تو درست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو

بلا میں مبتلا فرماتا ہے جیسا کہ ترمذی و ابن ماجہ انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں " جتنی بلا زیادہ اتنا ثواب زیادہ اور اللہ عزوجل جب کسی قوم کو محبوب رکھتا ہے تو اسے بلا میں ڈالتا ہے جو راضی ہو اس کے لیے رضا ہے اور جو ناراض ہو اس کیلئے ناخوشی۔

لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو اللہ کا پیارا ہو اس پر ہی بلائیں آئیں بلکہ کبھی بلائیں مصیبتیں، بیماریاں گناہوں کے سبب بھی آتی ہیں۔ ترمذی میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ " بندہ کو کوئی تکلیف کم و بیش نہیں پہنچتی مگر گناہ کے سبب اور جو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے"۔ اور یہ آیت مبارکہ پڑھی:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝۳۰ (شوریٰ)

" جو تمہیں مصیبت پہنچے وہ اس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کیا اور بہت ہی معاف فرما دیتا ہے"۔ (کنزالایمان)

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے دنیا میں سزا دیتا ہے اور جب شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے گناہ کا بدلہ نہیں دیتا اور اسے قیامت کے دن پورا بدلہ دے گا۔ نیز آپ کے سوال کا جواب یہ حدیث مبارکہ بھی ہو سکتی ہے:

ترمذی میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال ہوا کس پر بلا زیادہ سخت ہوتی ہے فرمایا " انبیاء پر پھر جو بہتر ہیں پھر جو بہتر ہیں۔ آدمی میں جتنا دین ہوتا ہے اسی کے اندازہ سے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر دین قوی ہے تو بلا بھی اس پر سخت ہوگی اور دین میں بھی ضعیف ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے تو ہمیشہ بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے یہاں تک کہ زمین پر یوں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہ رہا۔ (ترمذی)

سوال: قیصرہ ناز سوال کرتی ہیں کہ کیا بیماریوں اور بلاؤں کے سبب درجات بھی بڑھتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ احمد و ابوداؤد بروایت محمد بن خالد عن ابیہ عن جدہ۔ راوی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ " کہ بندہ کے لیے علم الٰہی میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے اور وہ اعمال کے سبب اس رتبہ کو نہ پہنچا تو بدن یا مال یا اولاد میں اس کا ابتلاء فرماتا ہے پھر اسے صبر دیتا ہے

یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ کو پہنچا دیتا ہے جو اس کے علم الٰہی میں ہے"۔

حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوا کہ بیماریوں وغیرہ سے درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔

سوال: سحر فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ ہماری دادی کہتی ہیں کہ بندہ تندرستی میں عبادت کرتا ہو بیماری میں نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کا ثواب دے دیتا ہے۔ از روئے شرع کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: سحر بی بی آپ کی دادی کا قول درست ہے۔ اس کا ثبوت حدیث پاک سے ملتا ہے کہ شرح سنہ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بندہ جب عبادت کے اچھے طریقے پر ہو پھر بیمار ہو جائے تو جو فرشتے اس پر مؤکل ہے اس سے فرمایا جاتا ہے اس کے لیے ویسے ہی اعمال لکھ جب مرض میں مبتلا نہ تھا یہاں تک کہ میں اسے مرض سے رہا کروں یا اپنی طرف بلالوں یعنی موت دوں"۔

اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں جب مسلمان کسی بلائے بدن میں مبتلا ہوتا ہے فرشتہ کو حکم ہوتا ہے لکھ جو نیک کام پہلے کیا کرتا تھا تو اگر شفا دیتا ہے تو گناہ معاف کر دیتا اور پاک کر دیتا ہے اور موت دیتا ہے تو بخش دیتا اور رحم فرماتا ہے۔

شریعت کی رو سے یہ بات بالکل درست ہے کہ بندہ جو نیک اعمال تندرستی میں کرتا تھا اگر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو بیماری میں مبتلا کر دے تو اس نیک بندے کے لیے تندرستی والے اعمال لکھ دیے جاتے ہیں جیسا کہ درج بالا حدیث سے ثابت ہوا۔

عیادت کا بیان

سوال: روحا بیان سوال کرتی ہیں بیماری کی عیادت کرنے کی کیا فضیلت ہے نیز اس کا طریقہ بھی ارشاد فرمادیں؟

جواب: اگر کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کرنے کو عیادت کہتے ہیں اور اس کی بہت فضیلت احادیث کریمہ میں آئی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور شام کے وقت عیادت کرتا ہے تو اس کے لیے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لیے ایک باغ ہے۔

(ابوداؤد باب فی الفضل العیادۃ صفحہ 89)

عیادت کیلئے باوضو جانے والوں کی فضیلت حدیث مبارکہ میں یوں آئی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے اچھا وضو کیا اور محض ثواب حاصل کرنے کی غرض سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو اس کو ساٹھ برس کی مسافت کے فاصلے پر دوزخ سے دور کر دیا جاتا ہے"۔ (ابوداؤد باب فی الفضل العیادۃ صفحہ 89)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص بیمار کی عیادت کو جاتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا اور جنت کی ایک منزل کو تو نے ٹھکانہ بنالیا"۔ (ابن ماجہ صفحہ 104 باب ماجاء فی ثواب من عاد مریضاً)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ رحمت کے دریا میں غوطہ زن رہتا ہے جب تک کہ بیٹھ نہیں جاتا اور جب بیٹھ جاتا ہے تو غریق دریائے رحمت ہو جاتا ہے"۔ (احمد، مالک)

عیادت کا مسنون طریقہ

مریض کی عیادت کرنا سنت ہے۔ اگر یہ معلوم ہو کہ میرے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی تو نہ جائے یا پھر وہ وقت اس کے آرام کا ہو کہ اس کے جانے سے آرام میں خلل واقع ہو تو چاہیے کہ ایسے وقت میں نہ جائے اور جب اس کے پاس جائے تو اس کے سامنے اچھی اچھی بات کرے اور اس کی بیماری کے ہلکا ہونے کا احساس دلائے اور موت وغیرہ کی باتیں نہ کرے اگرچہ اس کی بیماری کو دیکھ کر اس کی موت کا گمان ہو جائے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تم بیمار کی مزاج پرسی کو جاؤ تو موت کے بارے اس کا رنج وغم دور کرو اگرچہ اس سے اس کی موت کا وقت نہیں ٹل سکتا لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا"۔ (انوار الحدیث صفحہ 170)

مزاج پرسی کرنے کے بعد جلدی اٹھنے کی کوشش کرے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"بہترین عیادت یہ ہے کہ مزاج پرسی کے فوراً بعد اٹھ جائے"۔

(انوار الحدیث صفحہ 170)

پھر سنت کے مطابق دعا پڑھے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے:

"حضور ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دعا پڑھے:

اَسْئَالِ اللّٰہِ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ۔

اگر موت کا وقت نہیں آ گیا تو ضرور شفا ہوگی"۔ (انوار الحدیث صفحہ 170)

جب کوئی عیادت کے لیے جائے تو مریض سے دعا کروائے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جب تم مریض کے پاس جاؤ اس سے دعا کے لیے کہو کہ اس کی دعا ملائکہ کی دعا کی طرح ہے"۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ 104 باب ما جاء فی عیادۃ المریض)

تجہیز و تکفین

سوال: نگار فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ موت کے وقت بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے۔ اس سے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں؟

جواب: جی ہاں جس وقت موت آتی ہے یعنی جب نزع کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو شدید تکلیف ہوتی ہے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب پانی کا ایک برتن تھا جس میں آپ ہاتھ ڈال کر اپنے چہرہ مبارک پر لگاتے تھے اور فرماتے تھے:

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے بے شک موت کی بھی سختیاں ہوتی ہیں"۔

(شرح الصدور صفحہ 31)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موت کی تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"کہ یہ تلوار کی تین سو چوٹوں کے برابر ہے"۔ (شرح الصدور صفحہ 33)

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"موت کی تکلیف تلوار کی ایک ہزار چوٹوں سے زائد ہے"۔ (شرح الصدور صفحہ 33)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

موت دنیا کی اور آخرت کی ہولناکیوں میں سے سب سے زائد ہولناک ہے۔ یہ آروں کے چیرنے سے، قینچیوں کے کاٹنے سے، ہانڈیوں کے ابلنے سے زائد ہے۔ اگر مردہ زندہ ہو کر موت کی سختی لوگوں کو بتا دیتا تو ان کا عیش اور نیند سب کچھ ختم ہو جاتا۔ (شرح الصدور صفحہ 35)

مذکورہ بالا احادیث سے ظاہر ہوا کہ موت کی سختیاں ہیں اور نزع کے وقت بندے کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سوال: سلو پراعادل سوال کرتی ہیں کہ کیا موت کی دعائیں مانگنی جائز ہے؟

جواب: کسی مصیبت یا تکلیف پر موت کی آرزو کرنا جائز نہیں اور ناچار کرنی ہے تو یوں کہے:

''الٰہی مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے خیر ہو اور موت دے جب موت میرے لیے بہتر ہو''۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے موئی موت کی تمنا نہ کرے''۔ (سنن ابی داؤد جلد 2 صفحہ 518)

سوال: نورین قمر سوال کرتی ہیں کہ ہمارے گھر گذشتہ دنوں دادی جان کی وفات ہوئی۔ نزع کے وقت ہمیں معلوم نہ تھا کہ کیا کیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ اگر ایسا کسی کے ساتھ معاملہ ہوتے دیکھیں تو کیا کریں؟

جواب: ا۔ جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ داہنی کروٹ لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیا جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ قبلہ کو منہ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں۔ قبلہ کو منہ کرنا دشوار ہو تو اس سے تکلیف ہوتی ہے تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔

۲۔ اگر وہاں کتا، تصویر یا جب (ایسا شخص جس پر غسل فرض ہو) ہو تو اس کو وہاں سے ہٹا دینا چاہیے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا:

''رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو''۔ (دیلمی)

۳۔ اگر ممکن ہو تو اس کو وضو کروا دیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص کی روح ملک الموت نے عالم دنیا میں بحالت وضو قبض کی ہو تو قیامت میں مرتبہ شہادت پائے گا''۔ (طبرانی)

۴۔ اس کے سرہانے سورہ یٰسین پڑھی جائے کہ جس مرنے والے کے سرہانے یٰسین پڑھی جاتی ہے اس پر موت آسان ہو جاتی ہے۔

۵۔ اگر زیادہ سختی دیکھیں تو سورہ رعد پڑھیں کہ مرنے والے کے پاس سورہ رعد کا پڑھا جانا مستحب ہے کیونکہ اس سے مردے پر آسانی ہو جاتی ہے۔

۶۔ جانکنی کی حالت میں جب تک روح گلے تک نہ آئی ہو اسے تلقین کریں یعنی اس

کے پاس بلند آواز سے پڑھیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اس کے پاس صرف بلند آواز سے پڑھیں اسے کہنے کا حکم نہ دیں۔

۷۔ تلقین کرنے والا نیک شخص ہو اور زبردستی اسے کلمہ نہ پڑھایا جائے۔

۸۔ خوشبو لگا کر اس جگہ رکھیں مثلاً لوبان، اگربتی وغیرہ کہ مستحب ہے۔

۹۔ نزع کے وقت اپنے اور جس پر نزع کی کیفیت طاری ہو اس کے لیے دعا کرتے رہیں کہ کوئی برا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں۔

نورین بی بی ان تمام کاموں کو ذہن نشین فرمالیں تاکہ اگر کبھی کسی پر یہ وقت آئے تو اس کا یہ کام شریعت کے مطابق ہو۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 292)

سوال: فریال عنبر سوال کرتی ہیں کہ جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو لوگ بڑی جلدی مچا دیتے ہیں کہ غسل کفن میں جلدی کریں۔ کیا شریعت میں اس کی کوئی حیثیت ہے؟

جواب: فریال بی بی یہ عمل بالکل درست اور شریعت کے عین مطابق ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی اس کی بہت تاکید آئی ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے میت کے بارے فرمایا:

"اس کو جلد اس کے گڑھے کی طرف لے جاؤ کیونکہ وہی اس کا ٹھکانہ ہے تاکہ اس میں جا کر وہ اچھائی برائی دیکھ لے"۔

حضرت ابوبکر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"میت جلدی قبر میں پہنچنے سے خوش ہوتی ہے"۔ (ابن ابی الدینا)

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے علی رضی اللہ عنہ! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو:

۱۔ نماز کا وقت جب آجائے۔

۲۔ جنازہ جب موجود ہو۔

۳۔ بے شوہر والی کا جب کفو ملے۔

سوال: نسرین انصاری سوال کرتی ہیں کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہم سب بہن بھائی دوسرے ملکوں میں تھے۔ ہم سب پاکستان والدہ کے جنازے میں آئے۔ کیا اس بات کی میری والدہ کو خبر ہوگی۔ اور ہم نے ان کے فاتحہ کے لیے اہتمام کیا ان کے غسل وکفن وغیرہ کا بہترین انتظام کیا۔ کیا ان تمام باتوں سے ہماری والدہ باخبر ہوں گی؟

جواب: جی ہاں ان تمام امور کی آپ کی والدہ کو اطلاع ہوگی۔ جیسا کہ روایت میں ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے"۔ (احمد، طبرانی)

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"میت ہر چیز کو پہچانتی ہے حتی کہ اپنے غسل دینے والے سے کہتی ہے آہستہ غسل دو"۔

سوال: زرنا شاہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی شخص کی مرتے وقت آنکھیں کھلی رہ جائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی شخص کی آنکھیں کھلی رہ جائیں تو نرمی کے ساتھ بند کر دی جائیں۔ کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی مرنے لگے تو اس کی آنکھیں بند کر دو کہ جب روح نکلتی ہے تو نگاہ اس کا تعاقب کرتی ہے اور فرشتے وہاں موجود ہوتے ہیں تو جو اہل خانہ کہتے ہیں فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں"۔

آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَ سَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَاخَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا خَرَجَ۔

"اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر اے اللہ تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بخت کر اور اس کی آخرت کو اس کی دنیا سے بہتر کر"۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 292)

لہٰذا چاہیے کہ ان کی برائیوں سے درگزر کریں اور ان کو بھلائی کے ساتھ یاد کریں اور اگر اتنا ظرف نہیں کہ بھلائی سے یاد کریں تو ان تذکرہ ہی نہ کریں کہ گناہ میں مبتلا ہوں اور ویسے بھی مرنے والے کا تذکرہ جس انداز کیا جائے ویسا ہی معاملہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چند صحابہ کرام ایک جنازے کے قریب سے گزرے تو خیر کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "واجب ہوگئی۔ پھر لوگوں کا دوسرے جنازہ پر گزر ہوا تو برائی کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا" واجب ہوگئی"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا چیز واجب ہوگئی۔ فرمایا" جس میت کا تم لوگوں نے بھلائی کے ساتھ ذکر کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم لوگوں نے برائی کی اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم لوگ زمین پر خدائے تعالیٰ کے گواہ ہو"۔ (بخاری ومسلم)

سوال: ہمارے یہاں عام طور پر یہ رواج ہے کہ کسی کے گھر میں میت ہو جاتی ہے تو اس سال جو پہلی عید یا بقر عید آتی ہے اہل میت عید نہیں مناتے، اچھا لباس نہیں پہنتے، کھانا نہیں پکاتے، عورتیں زیب و زینت نہیں کرتیں، خود کسی کے گھر نہیں جاتے، قریبی رشتہ دار یا نزدیکی تعلق والے اپنے گھر سے ان کے یہاں کھانا لے کر جاتے ہیں وہیں کھانا ان کو کھلاتے ہیں کیا یہ سب شرعاً درست ہیں۔ ان پر بڑی پابندی سے عمل ہوتا ہے اور اس کے خلاف کرنے کو بہت برا اور معیوب سمجھا جاتا ہے؟

جواب: مذکورہ بالا سوال میں جو باتیں درج ہیں یہ سب غلط رسومات ہیں۔ شریعت میں ان کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ شرعاً ممنوع ہیں۔ لہٰذا قابل ترک ہیں۔ عورت کے لیے اپنے شوہر کے انتقال پر چار ماہ دس دن سوگ منانا اور زیب و زینت ترک کرنے کا حکم ہے۔ اچھے پکوان سے احتراز کرنا درست نہیں ہے۔

حدیث قدسی ﷺ ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کسی میت پر تین راتوں سے زائد سوگ نہ کرے البتہ شوہر کے انتقال پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

بھڑک دار رنگین کپڑے نہ پہنے، سرمہ نہ لگائے، خوشبو نہ لگائے، شوہر کے علاوہ کسی اور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں البتہ اگر شوہر منع نہ کرے تو عزیز واقارب کے مرنے پر بھی تین روزہ سوگ منا سکتی ہے۔

سوال: اکثر دیکھا گیا ہے کہ میت کے گھر میں خواتین چیخ چیخ کر روتی ہیں، سینے کوٹتی ہیں، بال نوچتی ہیں کیا یہ تمام باتیں درست ہیں اگر انہیں منع کیا جائے تو کہتی ہیں کہ ہمارا غم ہی ایسا ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے کہ گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا، یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام ہیں۔ ہماری بہنیں اس مرض میں بہت مبتلا ہوتی ہیں کہ میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے زور زور سے روتی پیٹتی ہیں۔ ہر آنے والے سے گلے مل کر رونا، بے صبری کا مظاہرہ کرنا، الٹے سیدھے جملے بول کر رونا، ایسی تمام عادتیں اسلام میں ناجائز و ممنوع ہیں۔ بلکہ ان پر بہت سخت وعیدیں ہیں۔

اب کچھ وعیدیں ذکر کی جاتی ہیں کاش ہماری بہنیں ان کو غور سے پڑھ کر سچی توبہ کریں اور آئندہ کے لیے اس فعل سے باز آجائیں اور جہاں ایسا فعل ہوتا دیکھیں ان کو بھی پیار و محبت سے سمجھائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رونے پیٹنے والی عورتیں اپنی قبروں سے بکھرے بال، پریشان حال اور گرد آلود اٹھیں گی اور ان کے سروں پر خارش کا دوپٹہ اور اللہ کی لعنت کے جوتے اور قطران کا لباس ہوں گے اور اپنے ہاتھوں کو اپنی چھاتیوں پر رکھے ایسے ہی چیختی چلاتی اور واویلا کرتی ہوں گی"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کو دو قسم کی آوازیں سخت ناپسند ہیں ایک کسی مصیبت کے وقت بین کرنے کی آواز اور دوسرے خوشی کے وقت گانا گانے کی آواز۔ اللہ تعالیٰ گانے والیوں اور بین کرنے والیوں پر لعنت کرتا ہے"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بین کرنے والی عورت اپنے مرنے سے ایک سال پہلے جب تک توبہ نہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جاتی کیونکہ اس کا گناہ عظیم ہے۔

اور بین کرنے کے سبب نہ صرف یہ کہ بین کرنے والی عذاب میں مبتلا ہوتی ہے بلکہ بیچارہ مردہ بھی اس سبب سے عذاب دیا جاتا ہے۔

غور سے پڑھیں اور اپنے مردوں کو تکلیف سے بچائیں۔

حضرت فقیہ ابو اللیث ثمر قندی علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف سرور خاطر میں اس کے متعلق فرماتے ہیں:

"کوئی شخص ایسا نہیں کہ کسی دوسرے کے گناہ کی پاداش میں عذاب دیا جائے بجز مردے کے"۔

کیونکہ مردے پر اس کے گھر والوں کا اس پر رونے کے برابر عذاب دیا جاتا ہے۔ تو جب گھر والے بین کرتے وقت کہتے ہیں کہ اے ہماری عزت، اے ہماری وجاہت تیرے بعد کون ہمارا مددگار ہے۔ اس وقت مردے کو اس قبر میں مارتے ہیں اور ہر بات کے بدلے عذاب کے فرشتے مردے کو مار لگاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے جوڑ جوڑ الگ ہو جاتے ہیں۔ عذاب کے فرشتے اس سے کہتے ہیں تو ایسا ہی تھا جیسا کہ تیرے گھر والے کہتے ہیں۔ کیا تو ان کا رازق، ان کا امیر اور ان کا کفیل تھا۔ مردہ کہے گا نہیں خدا کی قسم میں کمزور تھا تو اس تھا۔ تیری ذات پاک ہے تو ہی مجھے رزق دیتا تھا اور ان کو بھی رزق دیتا تھا۔ اس پر حق سبحانہ تعالیٰ فرمائے گا "تجھ پر یہ عذاب اس بناء پر ہے کہ تو نے ان کو اس سے باز کیوں نہ رکھا"۔

لہٰذا غم اپنی جگہ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ بین و نوحہ کریں اور خود بھی گنہگار ہوں اور اپنے عزیز مردے کو بھی عذاب میں مبتلا کریں۔ (سرور خاطر باب مردے پر رونے کے عذاب میں صفحہ 28)

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں سرکار مدینہ ﷺ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب اللہ تعالیٰ عذاب نہیں فرماتا اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے یعنی جب کہ اس نے وصیت کی ہو یا وہاں رونے کا رواج ہو

اور منع نہ کیا گیا ہو۔(انوار الحدیث صفحہ 184)

سوال: زنیرہ وہاب سوال کرتی ہیں کہ ہم اپنی فوت شدہ نانی جان کے نمازوں اور روزوں کا فدیہ دینا چاہتے ہیں اس کا طریقہ ارشاد فرما دیں اور کیا اس فدیہ سے نانی جان کو فائدہ ہوگا؟

جواب: جی ہاں اگر ورثاء اپنے مرحومین کی طرف سے ان کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کر دیں تو یہ ان کی زبردست امداد ہوگی۔ اس طرح مرنے والا بھی ان شاء اللہ عزوجل فرض کی ذمہ داری سے آزاد ہوگا اور ورثاء بھی اجروثواب کے مستحق ہوں گے۔

فدیہ ادا کرنے کا طریقہ

میت کی عمر معلوم کر کے اس میں سے نو سال عورت کے لیے اور بارہ سال مرد کے لیے نابالغی کے نکال دیں۔ باقی جتنے سال بچیں ان میں سے حساب لگائیں کہ وہ کتنی مدت تک بے نمازی رہا یا بے روزہ رہا۔ یا کتنی نمازیں کتنے روزے اس کے ذمہ قضا کے باقی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اندازہ لگائیں بلکہ چاہیں تو نابالغی کی عمر کے بعد بقیہ تمام عمر کا حساب لگالیں۔اب فی نماز ایک ایک صدقہ فطر خیرات کریں۔ایک ایک صدقہ فطر کی مقدار تقریباً دوکلو اور پچاس گرام گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کی رقم ہے۔

ایک دن کی پانچ نمازیں اور ایک وتر واجب کا فدیہ دینا ہے۔ مثلاً دوکلو پچاس گرام کی رقم بارہ روپے ہوں تو ایک دن کی نمازوں کے 82 روپے ہوئے اور ایک ماہ کے 2160 روپے ہوئے۔اب کسی میت پر پچاس سال کی نمازیں باقی ہیں تو فدیہ ادا کرنے کے لیے کافی رقم درکار ہوگی۔لہٰذا اگر کسی کے پاس اتنی استطاعت نہ ہو تو اس کے لیے علماء کرام نے شرعی حیلہ ارشاد فرمایا ہے:

مثلاً وہ ایک ماہ کی رقم 2160 روپے سے کسی مسکین یا فقیر کی مدد کر دے۔ یہ ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ہو گیا۔وہ فقیر رقم دینے والے ہی کو ہبہ کر دے۔ یہ قبضہ کرنے کے بعد پھر فقیر کو اس کا مالک بنا دے۔ اس طرح لوٹ پھیر کرتے رہیں۔ یوں ساری نمازوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا۔اسی طرح فی روزہ بھی ایک صدقہ فطر ہے اس طرح روزوں کا بھی فدیہ ادا کریں۔

بہتر یہ ہے کہ آپ اس رقم کا کسی سنی عالم وغیرہ کو وکیل بنا دیں وہ حیلہ وغیرہ کر کے ان

شاء اللہ آپ کی رقم صحیح مصرف میں لے آئیں گے۔ اس طرح آپ بھی ثواب پائیں گے اور آپ کی میت کی یہ زبردست مدد ہوگی کہ وہ قرض کی ذمہ داری سے آزاد ہو جائے گا۔

(رسائل عطاریہ حصہ اول صفحہ 23-122)

تعزیت کا طریقہ

سوال: علشبہ علی سوال کرتی ہیں کہ تعزیت کا درست طریقہ بتا دیں کہ اگر ہم کسی میت کے گھر جائیں تو تعزیت کس طرح کریں؟

جواب: تعزیت کے لیے مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کے تمام اقارب (قریبی رشتہ دار، گھر والے) کو تعزیت کرے۔ چھوٹے بڑے، مرد و عورت سب سے تعزیت کرے مگر یوں کہ مردوں سے مرد اور عورتوں سے عورتیں تعزیت کریں۔ یہ نہ ہو کہ عورتیں نامحرم مردوں سے تعزیت کرنے لگ جائیں۔

جب میت کے گھر جائیں تو میت کے گھر والوں کو صبر و سکون کی تلقین کریں۔

تعزیت کا مطلب نہیں کہ جا کر گھر والوں کے لیے مزید اضطراب کا سبب بنیں جیسا کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ جا کر گھر والوں سے لپٹ کر دردمندانہ الفاظ بول کر خود بھی روتی ہیں اور گھر والوں کو بھی رلاتی ہیں۔

تعزیت میں یہ کہے:

"اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانپے، تم کو صبر دے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے"۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ان الفاظ سے تعزیت فرمائی:

"خدا ہی کا ہے جو اس نے لیا اور دیا اور اس کے نزدیک ہر چیز کا وقت مقرر ہے"۔

میت کے گھر میں بیٹھ کر دنیاوی گفتگو یعنی غیبت وغیرہ، ادھر اُدھر کی باتیں نہ کی جائیں بلکہ وہ تو خود ایسا موقع ہے کہ اپنی موت کو یاد کیا جائے۔ اس کے بھرے گھر، برتن، کپڑوں سے بھری الماریاں وغیرہ کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے کہ ایک دن مجھے بھی اسی طرح یہ سب چھوڑ کر جانا ہے۔

میت کے قریب دعا کی کثرت کی جائے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔
وہاں بیٹھ کر مردے کی برائیاں نہ بیان کی جائیں بلکہ اس کو اچھے الفاظ میں یاد کریں۔
تعزیت کے لیے بار بار جانا ضروری نہیں جو ایک بار تعزیت کر آیا اسے دوبارہ تعزیت کے لیے جانا مکروہ ہے۔ (درمختار)
حاصل کلام یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے غم میں شریک ہو کر اس کے غم کو ہلکا کیا جائے کہ بندہ اپنے دوستوں اور اقارب کو اپنے قریب دیکھتا ہے تو اسے اپنا غم ہلکا محسوس ہوتا ہے۔ جبھی تو تعزیت کی اسلام میں اس قدر فضیلت رکھی گئی ہے کہ:
"جس نے اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت میں تعزیت کی اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔ (جامع ترمذی جلد اول ابواب الجنائز صفحہ 206)
دوسری حدیث میں ہے کہ "جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے اسے اسی کے مثل ثواب ملے گا"۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 310)

سوال: ثمن جہاں سوال کرتی ہیں کہ دل میں اکثر خیال آتا ہے کہ کیا قبر میں جسم کی ہر چیز ختم ہو جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں! احادیث مبارکہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "انسان کی ہر چیز گل سڑ جاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اسی سے قیامت کے دن اسے مرکب کیا جائے گا"۔
مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بنی آدم کے تمام اجزاء کو مٹی کھا لیتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اسی سے انسان مرکب ہے"۔ (شرح الصدور صفحہ 311)
پیاری بہن! جیسا کہ احادیث کی روشنی میں پتہ چلا کہ قبر میں جسم کے اعضاء گل سڑ جائیں گے لیکن کچھ خوش نصیب ایسے ہیں جن کے اجسام قبر میں بھی سلامت رہیں گے۔ لہٰذا ایسے اعمال میں کوشاں رہیں۔ درود پاک کی کثرت کریں۔ نیک اجتماعات میں جائیں اور اچھے ماحول سے وابستہ ہو جائیں اور اپنی آخرت کی فکر کریں۔

سوال: میری ایک عادل سوال کرتی ہیں کہ مرنے کے بعد جسم میں بدبو وغیرہ کیوں پیدا ہوتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ مردے کا جسم بھی صاف ستھرا ہوتا ہے لیکن موت کے بعد ایک بو سی پیدا ہو جاتی ہے۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ ایسا کیوں اور کس لیے ہوتا ہے؟

جواب: پیاری بہن! اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔ مردے کے جسم میں بدبو کا پیدا ہونے میں بھی حکمت ہی پوشیدہ ہے جیسا کہ ان روایات سے پتہ چلتا ہے:

ابو نعیم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اگر میں میت کے جسم کو نہ سڑاتا تو لوگ مردوں کو گھر میں ہی رکھے رہتے"۔

ابن عساکر نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "میں نے بندوں پر تین چیزوں سے فراخی کی غلہ میں گھن پیدا کر دیا ورنہ بادشاہ اس کو جمع کر لیتے جیسے سونا چاندی کو جمع کرتے ہیں، میت کا جسم سڑا دیا ورنہ کوئی میت کو دفن نہ کرتا، اور غمگین کو اس کا غم بھلا دیا ورنہ وہ کبھی غمگین سے نہ بیٹھتا۔ (شرح الصدور صفحہ 311)

اور جہاں تک کیسے؟ کا تعلق ہے تو ایک روایت میں ہے کہ ابن عساکر نے ابو قلابہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے روح سے زائد اچھی چیز پیدا نہ فرمائی۔ یہ جس سے نکال لی جائے اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ (شرح الصدور صفحہ 311)

امید ہے کہ آپ کو تشفی ہو گئی ہو گی۔

سوال: مشہور ہے کہ جس گھر میں کوئی مر جائے وہاں تین روز تک چولہا نہیں جلنا چاہیے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ رشتہ دار وغیرہ کم و بیش تین دن تک کھانا پہنچا دیتے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: جس گھر میں میت ہو جائے وہاں چولہا جلانے کی کوئی ممانعت نہیں چونکہ میت کے گھر والے صدمہ کی وجہ سے کھانا پکانے کا اہتمام نہیں کریں گے اس لیے عزیز و اقارب تین روز تک کھانا بھیجتے ہیں۔ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لوگوں کو یہ حکم فرمایا تھا اور یہ حکم استحباب کے لیے اگر میت کے

گھر والے کھانا پکانے کا انتظام کریں تو کوئی گناہ نہیں نہ کوئی عار یا عیب کی بات ہے۔

سوال: ہمارے یہاں رواج ہے کہ مردے کا چہرہ سب عورتیں، سب مرد دیکھتے ہیں چاہے محرم ہو یا نامحرم۔ یہ رواج صحیح ہے یا غلط؟

جواب: غیر محرم عورتوں کو جیسا کہ زندگی میں اجنبی مرد کا چہرہ دیکھنا ممنوع ہے مرنے کے بعد بھی ممنوع ہے اور غیر محرم عورت کا چہرہ مردوں کو دیکھنا حرام ہے اس میں بہت احتیاط کرنی چاہیے۔

سوال: نوشین اقبال سوال کرتی ہیں کہ تعزیت کا شرعی حکم کیا ہے اور کیا اس کی کوئی فضیلت بھی ہے؟

جواب: نوشین بہن تعزیت کرنا سنت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ

"جو اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا"۔ (جامع ترمذی جلد اول ابواب الجنائز صفحہ 206)

سوال: نفیسہ سوال کرتی ہیں کہ کیا شرع میں تعزیت کے لیے کوئی وقت ہے؟

جواب: تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہ وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہو اسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ 315)

سوال: زرینہ سوال کرتی ہیں کہ شرع میں تعزیت کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: دفن سے پیشتر تعزیت جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو۔ مستحب یہ ہے کہ میت کے تمام اقارب کو تعزیت کرے۔ چھوٹے بڑے، مرد و عورت کو اس کے محارم تعزیت کریں۔

تعزیت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر عطا کرے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لفظوں سے تعزیت فرمائی:

"خدا ہی کا ہے جو اس نے لیا ہے اور دیا اور اس کے نزدیک ہر چیز ایک میعاد مقرر کے ساتھ ہے"۔ (بہار شریعت جلد اول صفحہ 310)

سوال: نورین سوال کرتی ہیں کہ قبرستان میں تعزیت کرآنا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے اور دفن کے بعد میت کے مکان پر آنا اور تعزیت کر کے اپنے گھر جانا اگر اتفاق ہو تو حرج نہیں اور اس کی رسم کرنا نہ چاہیے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ 311)

سوال: رفعت کہتی ہیں کہ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ میت والے گھر میں عورتیں آتی ہیں تعزیت کے لیے روتی پیٹتی ہیں اور نوحہ کرتی ہیں تو یہ کیسا عمل ہے؟

جواب: رفعت بہن! واقعی میں عورتیں ایسا کرتی ہیں اور یہ بہت برا اور قبیح فعل ہے اور حدیث پاک میں اس کی وعید بھی آئی ہے۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''کہ نوحہ کرنے والی نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس طرح کھڑی کی جائے گی کہ اس پر ایک کرتہ قطران کا ہوگا اور ایک خارلعنت کا''۔

(صحیح مسلم جلد اول ابواب الجنائز صفحہ 303)

تعزیت کے لیے اکثر عورتیں اور رشتہ دار جمع ہوتے ہیں اور عورتیں روتی ہیں پیٹتی ہیں نوحہ کرتی ہیں انہیں کھانا نہ دیا جائے کہ یہ گناہ پر مدد دینا ہے''۔(بہار شریعت جلد اول صفحہ 311)

وراثت کا بیان

سوال: نوشابہ بانو سوال کرتی ہیں کہ ایک عورت نے اپنی بہو کی تجہیز و تکفین اپنے پاس سے کی تو کیا ایسی عورت میت کے ترکہ سے اسی قدر حصہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر عورت نے اپنی بہو کی تجہیز و تکفین اپنے پاس سے کی ہے تو اس کا معاوضہ پانے کی اصلاً مستحق نہیں کہ

"جب اپنے مال سے میت کو کفن پہنائے تو وہ رجوع کر سکتا ہے یعنی اس کے مال سے لے سکتا ہے اور اجنبی ایسا کرے تو وہ رجوع نہیں کر سکتا یعنی میت کے مال سے نہیں لے سکتا۔ اگر غیر وارث اپنے مال سے وراثت کی اجازت کے بغیر اس نیت سے میت کو کفن پہنائے کہ وہ میت کے ترکہ میں رجوع کرے لے گا تو اس کو رکوع کا حق نہیں یعنی وہ میت کے مال سے نہیں لے سکتا، وارث کی موجودگی میں ایسا کرے یا غیر موجودگی میں"۔

اور اگر عورت کے کسی وارث کے اذن سے تجہیز و تکفین کی تو جس قدر کفن دفن میں صرف ہوا بشرطیکہ اس میں قدر سنت یعنی پانچ کپڑوں سے زیادتی نہ کی ہو اس قدر قیمت بہو کے ترکہ سے لے سکتی ہے۔

عقود میں ہے لیکن اجنبی کو مطلقاً رجوع کا حق حاصل نہیں سوائے اس کے کہ وارث نے اس کی اجازت دی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 57)

سوال: ام حبیبہ سوال کرتی ہیں کہ ایک شخص کے فوت ہونے پر اس کے رشتہ داروں کے اس شخص کی زوجہ کے جہیز کا مال بھی اس کے ترکہ میں شامل کر دیا اور زید کے وارثین کو بھی اس میں حصہ دار بنایا۔ کیا زوجہ کا جہیز اس شخص کے ترکہ میں شامل ہوگا اور کیا اسے زید کے وارثین پر تقسیم کرنا جائز ہے؟

جواب: مال جہیز تو خاص اس شخص کی زوجہ کی ملکیت ہے نہ وہ اس شخص کا ترکہ ہے اور نہ اس شخص کے کسی وارث کا اس میں کوئی حق۔ ردالمحتار میں ہے

"ہر ایک جانتا ہے کہ جہیز عورت کی ملک ہوتا ہے اس میں کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا"۔
(ردالمحتار باب المہر)

سوال: سندس عطاریہ سوال کرتی ہیں کہ ایک شخص کے بعد وفات اس نے ایک بیٹی سنی اور ایک بھائی شیعہ وارث چھوڑے؟

جواب: عوام وخاص کے تجربہ سے ثابت ہے کہ اس زمانے میں شیعہ ضروریات دین کے منکر ہیں تو ہرگز نہ ان سے نکاح کرنا جائز، نہ وہ اہل سنت کا ترکہ پاسکیں، نہ اہل سنت کو ان کا مورث کہہ سکیں۔ عالمگیری میں ہے

"رافضیوں کو کافر قرار دینا واجب ہے ان کے اس قول کی وجہ سے کہ امام باطن کا ظہور ہونا ہے (یہاں تک کہ کہا) اور یہ قوم ملت اسلام سے خارج ہے اور ان کے احکام مرتدوں جیسے ہیں"۔

یونہی ظہوریہ میں ہے:

"دین کا اختلاف بھی میراث سے مانع ہے"۔ (فتاوی رضویہ جلد 26 صفحہ 73)

لہٰذا رافضی ترکے سے حصہ نہ پائے گا۔

سوال: عائزہ عطاریہ سوال کرتی ہیں کہ ایک مرد مذہب اہل سنت والجماعت نے عورت مذہب شیعہ تبرائی سے روافض کے طریقہ کے مطابق نکاح پڑھایا اور اپنی زوجیت میں لایا۔ وہ عورت زوجہ شرعی ہو سکتی ہے یا نہیں اور ترکہ میں اس مرد کی مستحق ہے یا نہیں؟

جواب: وہ ہرگز زوجہ شرعیہ نہیں نہ اصلاً ترکہ کی مستحق۔ رافضی تبرائی ہمارے فقہاء کرام، اصحاب فتاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک مطلقاً کافر ہے۔ عامہ کتب فتاوی میں اس مسئلہ کی جابجا تصریح ہے اور فقہائے محققین کے نزدیک اور ان کا کفر کثیر وجوہات کی بناء پر ثابت ہے۔

پہلی وجہ تو یہی تبرائے ملعون، فقہائے کرام فرماتے ہیں حضرات شیخین کی شان میں ان کلمات ملعون کا بکنے والا کافر ہے۔ فتاوی عالمگیری میں فتاوی خلاصہ سے ہے:

"رافضی جب شیخین رضی اللہ عنہم کو گالی دے اور ان پر لعنت بھیجے تو وہ کافر ہوگا"۔

اور دوسرا حضرت افضل الاولیاء المحمدیین امیر المومنین امام المتقین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت برحق سے انکار کرنا۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں صحیح مذہب میں اس کا منکر کافر ہے۔ فتاویٰ ظہیریہ میں ہے:

"جس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد امت پر آپ کی خلافت کا انکار کیا تو صحیح قول میں وہ کافر ہے کیونکہ اس پر اجماع امت ہے اور کسی قابل اعتبار شخص نے اس سے اختلاف نہیں کیا"۔

ظہیریہ، عالمگیریہ و سیرت احمدیہ وغیرہ میں ہے:

"اسی طرح جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر ہے اصح قول میں وہ کافر ہے"۔

پس بلاشبہ رافضیہ ہرگز اہل سنت کی زوجہ شرعیہ نہیں ہو سکتی اور ان سے نکاح محض باطل اولاد، اولاد زنا اور وہ ہرگز ترکہ، اہل سنت کا استحقاق نہیں رکھتی۔ عالمگیری میں ہے:

"دین کا مختلف ہونا میراث سے مانع ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 81)

سوال: صبہ فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ بلال کو اس کی خالہ نے اپنی بہن سے لے کر اپنا بیٹا کر کے پالا۔ اب خالہ کی وفات کے بعد اس کو خالہ کے ترکہ کا کچھ حصہ ملے گا یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں زید کو اپنی اس خالہ کے ترکہ سے بوجہ متبنیٰ یا سوتیلے بیٹے ہونے کے کچھ نہیں پہنچے گا کہ متبنیٰ یا سوتیلا بیٹا ہونا شرعاً ترکہ میں کوئی استحقاق پیدا نہیں کرتا۔

(تخریج از فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 84)

سوال: عریشہ ملک سوال کرتی ہیں ہارون کو اس کی پھوپھو نے اپنا بیٹا کر کے پالا۔ اس کے سگے والد کی وفات کے بعد کیا ہارون اپنے حقیقی والد سے ترکہ پائے گا یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں ہارون اپنے حقیقی والد یا والدہ کے ترکہ سے حصہ پائے گا کسی کا اسے بیٹا بنا لینا اپنے حقیقی والدین کے بیٹے ہونے سے خارج نہیں کرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(تخریج از فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 84)

سوال: حنا جبیں سوال کرتی ہیں میرے نانا نے بوقت وصال جو ترکہ چھوڑا اسی کی بقدر ان پر قرض ہے جب کہ ان کے دونوں بیٹے بے ادائے قرضہ میراث پانے پر بضد ہیں۔ اس صورت میں جب کہ قرض ترکہ کے مال کو محیط ہے کیا دونوں بیٹے اس کو پانے کے حقدار ہوں گے؟

جواب: جب ترکہ کا مال قرض کے بقدر ہو تو جب تک دین ادا نہ کر لیا جائے کوئی وارث وراثت سے کچھ نہیں پا سکتا۔ اشباہ میں ہے:

''جو قرض اتنا ہو کہ کل مال سے قرض ادا ہوگا تو اس صورت میں وارث اس ترکے سے محروم ہو جائیں گے۔ جامع الفصولین میں ہے یعنی اگر قرض اتنا ہو کہ تمام مال کا احاطہ کر لے تو بطور میراث اس ترکے کا کوئی مالک نہیں ہوگا''۔

لیکن ایک صورت ہے کہ جس کا میت کو قرض ادا کرنا ہے وہ قرض معاف کر دے یا میت کا کوئی وارث میت کی طرف سے اس کا قرض ادا کر دے اور وارث کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ادائیگی کے وقت تبرع (یعنی ایسی بخشش جس سے عوض مطلوب نہ ہو) کی شرط کرے اور اگر وارث کے مطلقاً بغیر شرط کے میت کی طرف سے قرض ادا کیا تو اب میت پر وارث کا قرض ہے۔ چنانچہ وہ ترکہ وارث کے قرض میں منقول ہوگا یعنی وراثت ورثاء میں تقسیم نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 94)

سوال: عروج عطاریہ سوال کرتی ہیں کہ ایک شخص نے بوقت وفات ایک زوجہ اور بیٹا بیٹی چھوڑے۔ زوجہ چاہتی ہے کہ چونکہ میرا مہر ادا نہیں ہوا ہے لہٰذا بعوض دین مہر ترکہ مجھے ملنا چاہیے۔ دین مہر زیادہ جب کہ ترکہ کم ہے اور ورثاء کہتے ہیں کہ فرائض کے ترکہ میں سے وراثتاً سب کو حصہ ملنا چاہیے۔ اب پہلے دین مہر ادا ہونا چاہیے کہ ترکہ وارث تمام ورثاء پر تقسیم کیا جائے؟

جواب: مہر ادا کرنا ترکہ تقسیم کرنے پر مقدم ہے جب تک مہر ادا نہ کر دیا جائے یا معاف نہ ہو لے کوئی وارث کچھ نہیں پا سکتا جب کہ اس کی مقدار کم ترکہ سے زائد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اس وصیت کے بعد جو تم کر جاؤ اور اس دین کے بعد''

مگر عین جائیداد عی کا مہر میں دیا جانا ضروری نہیں ورثاء کو اختیار ہے کہ مہر اپنے پاس

اسے ادا کریں اور جائیداد تقسیم ترکہ کے لیے بچالیں یا جائیداد بیچ کر ادائے مہر میں صرف کی جائے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 94)

سوال: سنبل رضا سوال کرتی ہیں کہ ایک خاتون کہ جس نے اپنے بھتیجوں کی خود کفالت کی اور اس کے وارث اس کے ہی بھتیجے اور ایک پوتا ہے اور یہ خاتون بھی بوجہ قربت ساری وراثت بھتیجوں کو لکھ دینا چاہتی ہے۔ اس صورت میں پوتے کو محروم کر کے وراثت بھتیجوں کو لکھ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اول تو حیات مالک میں اس کے مال کا کوئی وارث نہیں اور بعد موت کب معلوم کون زندہ ہوگا کون مردہ۔ اور اگر عورت کے بعد پوتا اور بھتیجے سب باقی رہے تو پوتا ہی وارث ہوگا بھتیجے اس کے ہوتے کچھ نہ پائیں گے اور عورت کو ہرگز جائز نہیں کہ پوتے کو محروم کرنے کے لیے اپنا مال بھتیجوں کو لکھ دے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"جو اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی میراث جنت سے قطع فرمادے"۔ (ابن ماجہ)۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 98)

سوال: لاریب عطاریہ سوال کرتی ہیں کہ ایک شخص کہ جس کا بیٹا فاسق ہے اور وہ شخص چاہتا ہے کہ اپنا مال نیکی کے کام میں لگائے اور مسجد تعمیر کرائے کیا اس صورت میں اس کا اپنے بیٹے کو میراث سے محروم کرنا اور مسجد بنوانا جائز ہے؟

جواب: خلاصہ میں ہے:

"اگر کسی شخص کی اولاد فاسق ہو اور وہ شخص چاہے کہ اپنا مال نیکی کے کاموں میں خرچ کرے اور فاسق اولاد کو میراث سے محروم کردے تو یہ فاسق اولاد کے لیے مال چھوڑنے سے بہتر ہے"۔ برایہ میں ہے:

"اگر کسی نے ارادہ کیا کہ وہ اپنا مال نیک کام میں خرچ کرے اس حال میں کہ اس کا بیٹا فاسق ہو اس کے بیٹے کے لیے مال چھوڑنے سے نیک کام میں خرچ کرنا افضل ہے کیونکہ اس کے لیے مال چھوڑنا گناہ پر مدد دینا ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 112)

سوال: شہر بانو سوال کرتی ہیں کہ محمد زمان نے بوقت وصال دو بیٹے چھوڑے ہیں جن میں سے بڑا بیٹا ترکہ کم ہونے کی بنا پر اس سے علیحدہ ہو گیا کہ کل مال چھوٹے بھائی کو ملے تاکہ وہ اپنے مصرف میں لائے۔ کیا بڑے بھائی کا اپنے حق وراثت سے دستبردار ہونا تاکہ کل مال چھوٹے کو ملے جائز ہے اور کیا اس طرح اس کا حصہ باطل ہو جائے گا؟

جواب: اشباہ میں ہے:

"انسان کی ملکیت میں اس کے اختیار کے بغیر کوئی شے داخل نہیں ہوتی مگر میراث بالاتفاق داخل ہوتی ہے"۔

اسی میں ہے:

"اگر وارث کہے کہ میں نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے تو اس کا حق باطل نہیں ہوگا کیونکہ ملک چھوڑ دینے سے باطل نہیں ہوتا"۔

غمز العیون میں ہے:

"اگر کوئی شخص دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے میراث میں سے اپنا حصہ چھوڑ دیا تو اس کا حصہ باطل نہیں ہوگا کیونکہ وہ حصہ لازم ہے جو چھوڑ دینے سے متروک نہیں ہوتا بلکہ اگر وہ عین ہو تو اس کے لیے تملیک ضروری ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 115)

سوال: مہوش سوال کرتی ہیں کہ ایک شخص جو کہ اہل ہنود سے تھا مسلمان ہوا اور اس کے باقی رشتہ دار اپنے کفر پر ہیں۔ کیا اب اس شخص کے انتقال کے بعد اس کا وارث کوئی ہوگا اور اس کا ترکہ کسے ملے گا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ ہی کافر مسلمان کا"۔ اس کو شیخین نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 157)

سوال: اگر بدمذہب کو میراث سے محروم کرنا چاہے تو؟

جواب: جس وارث کو محروم کرنا چاہتا ہے اگر وہ فاسق و معاذ اللہ بدمذہب ہو تو اس کو محروم

کرنا ہی بہتر و افضل ہے۔ خلاصہ و لسان الحکام و فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"اگر کسی کی اولاد فاسق ہو اور وہ چاہے کہ اپنے مال کو نیکی کے کاموں پر خرچ کر کے فاسق اولاد کو میراث سے محروم کر دے تو ایسا کرنا فاسق کے لیے مال چھوڑ جانے سے بہتر ہے۔

بدمذہب بدترین فاسق ہے۔ فاسق میں یہ خوف تھا کہ مال اعمال بد میں خرچ کرے گا۔ بدمذہب میں یہ اندیشہ ہے کہ امانت گمراہی و ضلالت میں اٹھائے گا۔ یہ اس سے لاکھ درجہ بدتر ہے۔

غنیتہ میں ہے "عقیدہ کے اعتبار سے فاسق ہونا عمل کے اعتبار سے فاسق ہونے سے بدتر ہے اور اگر ایسا نہیں تو بعض ورثا کو محروم کرنا ضرور ظلم ہے۔ جس کے لیے حدیث صحیح نعمن بن بشیر رضی اللہ عنہما ہے کہ مجھے ظلم پر گواہ مت بنا۔

ابن ماجہ کی حدیث میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس سے جنت کی میراث قطع کر دے گا"۔

یہ حدیث دیلمی کے نزدیک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں میں مروی ہے کہ جس شخص نے اپنے وارث سے میراث کو سمیٹ لیا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی میراث کو سمیٹ دے گا۔

سوال: کیا میراث کا حق زیادہ عرصہ گزر جانے سے ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: میراث کا حق زیادہ عرصہ گزر جانے سے ساقط نہیں ہوتا۔

ردالمختار میں ہے سید موی نے الاشباہ کے حاشیہ میں کہا کہ اب بادشاہ اپنی تمام ولایتوں میں پندرہ سال گزر جانے کے بعد وقت اور میراث کے علاوہ دعویٰ کی سماعت کرنے سے قاضیوں کو روک دیتے ہیں۔

ردالمختار میں حامدیہ منقول ہے "انہوں نے تین مسئلوں کے جواب میں لکھا کہ میراث کے دعویٰ کی سماعت کی جائے گی اور مدت کا دراز ہونا اس سے مانع نہ ہوگا۔

اشباہ میں ہے:

"زیادہ عرصہ گزر جانے کی وجہ سے حق ساقط نہیں ہوتا"۔ (بحوالہ ردالمختار)

سوال: عنبر فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ ایک عورت جو کافرہ تھی بعد وفات شوہر کہ شوہر بھی کافر تھا مسلمان ہوئی جس کے ساتھ اس کی اولاد بھی مسلمان ہوئی۔ اس صورت میں عورت اور اولاد شوہر کی میراث کی حقدار ہوگی یا نہیں؟

جواب: سوال سے ظاہر ہے کہ عورت شوہر کی وفات کے بعد مسلمان ہوئی اس لیے اولاد ترکہ سے محروم نہیں ہو سکتی اگرچہ اس کے بعد مسلمان ہو گئے۔

"یہ معلوم ہے کہ وہ مورث کی موت کے وقت مسلمان نہیں تھا تو میراث کا مستحق ہونے کے وقت مانع نہیں پایا گیا بلکہ بعد میں پایا گیا تو گویا وہ اس شخص کی طرح ہو گیا جو کافر مورث کے مرنے کے بعد مسلمان ہوا تو یہ درحقیقت مسلمان کا کفر کی میراث پانا نہ ہوا بلکہ کافر کا کافر کی میراث پانا ہوا"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 326)

سوال: عائشہ احمد سوال کرتی ہیں کہ کیا داماد بھی حق وراثت رکھتا ہے؟

جواب: داماد یا خسر ہونا اصلاً کوئی حق وراثت ثابت نہیں کر سکتا خواہ دیگر ورثاء موجود ہوں یا نہ ہوں۔ ہاں اگر اور رشتہ ہے تو اس کے ذریعے سے وراثت ممکن ہے مثلاً داماد بھتیجا ہے، خسر چچا ہے تو اس وجہ سے باہم وراثت ممکن ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 331)

سوال: فائزہ کی شادی ہوئی اس کی ساس نے جہیز کا سامان بیچ دیا۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: جہیز میں عام عرف یہ ہے کہ عورت اس کی مالک ہوتی ہے۔ ردالمختار باب النفقہ میں ہے:

"ہر کوئی جانتا ہے کہ جہیز عورت کی ملک ہوتا ہے۔ جب خاوند اس کو طلاق دے دے تو سارا جہیز لے لیتی ہے اور جب وہ مر جائے تو بطور میراث (عورت کے وارثوں میں) تقسیم کیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 3380)

لہٰذا فائزہ کی ساس نے بالکل غلط عمل کیا اگر اس نے فائزہ کی اجازت کے بغیر یہ عمل کیا تو گنہگار بھی ہوگی۔

سوال: فریال گوہر سوال کرتی ہیں کہ مال میت میں پہلا حق کس کا ہے۔ نیز مال میت کو

کن کن مصارف میں استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب: مال میت کے چار مصارف ہیں جو بالترتیب یہ ہیں:

۱۔ تجہیز و تکفین ۲۔ قرض ادا کرنا

۳۔ وصیت پوری کرنا ۴۔ وراثت جاری کرنا۔

۱۔ سب سے پہلے مال میت سے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا جائے گا اور کفن دینے میں بھی اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ایسا کپڑا ہو جس قسم کا کپڑا میت اپنی حیات میں استعمال کیا کرتا تھا۔ نہ بہت عمدہ کہ اسراف ہو اور نہ بہت گھٹیا کہ تقتیر ہو (کنجوسی ہو)۔

۲۔ تجہیز و تکفین کے بعد اگر میت پر قرض ہے تو اس کے مال سے اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔

۳۔ پھر ادائے قرض کے بعد جو باقی رہے اس کو ایک تہائی سے میت کی ہر قسم کی وصیتوں کو نافذ کر دیا جائے۔

۴۔ وصیت کے بعد جو مال باقی رہے اس کے تمام سے میت کے سارے اصحاب فرائض کے ساتھ وراثت کی تقسیم شروع کر دی جائے۔

سوال: نہد یہ شہاب سوال کرتی ہیں کہ میرے خالو نے اپنے انتقال سے پہلے اپنی بیٹی کو اس قدر حصہ جو وفات کے بعد اسے ملتا اپنی زندگی میں ہی اس طرح پر دے دیا کہ اب میراث میں ان کے لیے حق نہ ہو اور وہ بھی اس پر رضامند ہو گئیں۔ اس طرح مرنے والے کا زندگی میں کچھ عطا کرنے اور میراث سے علیحدہ کرنے سے لڑکی کا وراثت کا حق ادا ہو گیا یا میراث پائے گی؟

جواب: اس طرح پر مال دینا کہ باپ کی موت کے بعد وہ اس مال کی وارث نہیں بنے گی جائز ہے۔ جس نے اپنا کوئی مکان اپنے ایک بیٹے کو حصہ کے طور پر دے دیا اس شرط پر کہ وہ باپ کی موت کے بعد وارث نہیں بنے گا تو یہ جائز ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 25 صفحہ 308)

سوال: ماہ سوال کرتی ہیں کہ وصیت جو مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے کی گئی تو کیا ان سب پر برابر تقسیم ہو گی یا مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہو گا؟

جواب: جب صراحۃً اور اشارۃً بھی کسی قسم کی تفصیل موجود نہیں اور نہ ہی ایک قسم کی

دوسری قسم پر کوئی فضیلت بھی جاری ہے لہٰذا ہر ایک کو برابر حصے دیں گے کیونکہ فرق نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔

مثال کے طور پر اگر زید اپنی اولاد کے لیے وصیت کرے اس میں بیٹے اور بیٹیاں سب برابر ہوں گے اور اگر زید کے ورثاء کے لیے وصیت کرے اس صورت میں مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوگا اس لیے کہ لفظ ورثاء کے ساتھ تعبیر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے وراثت کی حیثیت کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ وہ وراثت کے حساب سے حصہ پائیں گے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 25 صفحہ 359)

سوال: رائمہ حبیب سوال کرتی ہیں کہ میرے ماموں نے اپنی جائیداد اپنے بھتیجوں کے لیے لکھ دی اور بھائی کے لیے بہت کم چیز رکھی اور اس سے نیت اپنے بھائی کی حق تلفی تھی۔ اس صورت میں اس کا یہ عمل عنداللہ کیسا ہے؟

جواب: جب وارث آوارہ و بدچلن نہ ہو جس سے گمان ہو کہ مال جو اس کے لیے رہے گا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اڑائے گا تو اسے محروم کرنے کی نیت سے کوئی کاروائی کرنی عنداللہ پکڑ کا باعث ہے۔ حدیث میں ہے:

"جو اپنے وارث کے میراث سے بھاگے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی میراث جنت سے قطع فرمادے گا"۔ (ابن ماجہ)

اور کوئی خفیف (ہلکی چیز) باقی رکھنا کافی نہ ہوگا جب کہ نیت اس فساد کی ہو:

"بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 151)

سوال: ارومہ مشتاق سوال کرتی ہیں کہ منہ بولا بیٹا وراثت میں سگے بیٹے کی مثل حصہ پائے گا یا نہیں اور منہ بولا بیٹا اپنے سگے باپ کی وراثت سے بھی حصہ پائے گا یا اس سے محروم ہوگا؟

جواب: منہ بولا بیٹا نہ ایسے شخص کا بیٹا ہوتا ہے اور نہ اپنے باپ سے بے تعلق ہوتا ہے کیونکہ حقیقت میں تغیر نہیں ہوتا شرعی طور پر وہ اپنے باپ کا وارث ہے نہ کہ دوسرے شخص کا جس نے اس کو منہ بولا بیٹا بنایا ہے اگر دوسرا شخص چاہے تو منہ بولے بیٹے کے حق میں وصیت

کردے تاکہ اس کا مال اس کے منہ بولے بیٹے کے ہاتھ میں آ جائے اور یہ درست نہ ہوگی۔

خبردار منہ بولے بیٹے کے لیے وراثت ثابت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کے کہنے ہیں اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے انہیں ان کے باپ کا کہہ کر پکارو"۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے"۔

اور کسی کا منہ بولا بیٹا بن جانا اس کیلئے باپ کی میراث سے مانع نہیں ہوتا اور یہ بات سب سے زیادہ ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 179)

سوال: فرینہ مشتاق سوال کرتی ہیں کہ میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرے بھائیوں نے ہم بہنوں کا حصہ بھی خود ہی ہضم کر لیا۔ آیا یہ غلط تقسیم خلاف شرع نہیں؟

جواب: باپ کے مال میں بیٹیوں کا حصہ نص قرآنی ثابت ہے جسے کوئی رد نہیں کر سکتا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

فَإِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۔ (النساء: 11)

"پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا"۔ (کنز الایمان)

بیٹوں نے اگر بیٹیوں کو حصہ نہ دیا کل آپ لے لیا تو یہ ضرور ظلم ہے اور یہ تقسیم واجب الرد۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 343)

سوال: ناصرہ عمر سوال کرتی ہیں ایک شخص نے اپنے حافظ قرآن لڑکے کو کسی وجہ سے عاق کر دیا تو یہ حافظ قرآن عاق ہو جائے گا یا نہیں اور اپنے باپ کی میراث پائے گا یا نہیں؟

جواب: عاق ہونا یا نہ ہونا اولاد کے فعل پر ہے۔ جو بلا وجہ شرعی ماں یا باپ کو ایذا دے وہ عاق ہے اگرچہ ماں باپ اس سے راضی ہوں وہ عاق نہیں اگرچہ ماں باپ بلاوجہ اس سے ناخوش ہوں۔ ماں یا باپ کا عاق کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ عوام کے خیال میں یہ ہے کہ اولاد

کو عاق کرنا ایسا ہے جیسا عورت کو طلاق دینا۔ طلاق دینے سے عورت نکاح سے نکل جاتی ہے یونہی ماں باپ کے عاق کرنے سے اولاد، اولاد ہونے سے خارج اور ترکہ سے محروم ہو جاتی ہے یہ محض ایک باطل ہے۔ اولاد کسی طرح اولاد نہ ہونے سے خارج نہیں ہوتی سو کفر کے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور کسی طرح ترکہ سے محروم نہیں ہو سکتی سوا پانچ کے۔

قرآن پاک میں ہے:

"اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے حصے کے برابر ہے"۔ (کنز الایمان)۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 349)

سوال: شفق انجم سوال کرتی ہیں کہ ایک شخص جو اپنی اولاد کے بارے میں خوب جانتا ہے کہ اس کی وفات کے بعد مال گناہوں اور فسق و فجور میں خرچ کریں گے تو کیا ایسی صورت میں وہ سارا مال زندگی میں ہی نیک کام میں خرچ کر سکتا ہے؟

جواب: اگر امور اصلاح نہ ہو تو فاسق اولاد کو محروم کرنے میں حرج نہیں کہ فاسق کو میراث سے محروم کر دینے کی اجازت ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"اگر اس کی اولاد فاسق ہو اور وہ چاہے کہ اپنا مال نیکی کے کاموں میں خرچ کرے اور فاسق اولاد کو محروم کر دے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے بنسبت اس کے کہ وہ فاسق اولاد کے لیے مال چھوڑ جائے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 362)

سوال: رفیعہ صدیق سوال کرتی ہیں کہ علی اکبر نے اپنی وفات پر تین لڑکے چھوڑے جن میں سے دو سنی المذہب اور تیسرا رافضی ہے۔ شرعاً اس صورت میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب: مندرجہ بالا صورت میں تیسرے کو کچھ نہ ملے گا۔

فتاویٰ ظہوریہ میں ہے "رافضیوں کے احکام مرتدوں کے احکام جیسے ہیں"۔

اسی میں ہے "مرتد نہ تو مسلمانوں کا وارث بنتا ہے اور نہ ہی اپنے جیسے مرتد کا"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 372)

سوال: ماہ رخ عطاریہ سوال کرتی ہیں کہ ہمارے رواج کے مطابق بیٹے کے ساتھ پوتے کو بھی وراثت میں حصہ دار بنایا جاتا ہے۔ اب حاجی فیروز دین نے اپنے انتقال کے وقت

ایک بیٹا اور ایک پوتا چھوڑا۔ اب اس کی وراثت میں شرعاً پوتے کا کتنا حصہ بنے گا؟

جواب: پوتے کو کچھ نہ ملے گا۔ بقولہ ﷺ "فلا ولی رجل ذکر"۔

نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ "وہ قریب ترین مرد کے لیے ہے"۔ اور بیٹے کے ساتھ پوتے کو حصہ دلانا کفار ہند کا مسئلہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 286)

سوال: فردوس نذیر سوال کرتی ہیں ایک بیوہ عورت نے وفات پائی اس کے ترکہ میں اس کا ذاتی مال ہی ہے اور اس کے وارثین میں کوئی بھی رشتے دار قریب و بعید نہیں۔ نہ ذوی الفروض ہیں نہ عصبات میں اور نہ ذوی الارحام میں اب ترکہ کس کو دیا جائے؟

جواب: ردالمحتار میں ہے کہ

"ایسا ترکہ جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا مصرف وہ ہے جو محتاج ہو اور وہ فقراء ہیں جن کیلئے کوئی ولی نہ ہو اس میں سے ان کو خرچہ دوائیں، کفن وغیرہ کے اخراجات دیے جائیں"۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس کا مصرف عاجز فقراء ہیں۔

سوال: عمیر عتیق سوال کرتی ہیں کہ میت کے کفن و دفن پر خرچ کرنے والا مال میت سے اسی قدر لے سکتا ہے جتنا کہ اس کے کفن دفن میں خرچ ہوا؟

جواب: ہاں اگر کفن و دفن اس نے بطریق نیت اپنے مال خاص سے کیا ہو تو بے شک بقدر قیمت کفن و خرچ قبر تک ترکہ سے واپس لے سکتی ہے۔

خانیہ کے باب الوصی میں ہے:

"اگر کوئی وارث میت کا قرض اپنے مال سے ادا کر دے یا میت کو اپنے مال سے کفن پہنا دے تو وہ اس میں تبرع و احسان کرنے والا قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ مال میت اور ترکہ میں رجوع کر سکتا ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 125)

سوال: مدیحہ بنت احسان سوال کرتی ہیں میت کے لیے فاتحہ درود اور چالیسویں وغیرہ کا اہتمام میت کی تجہیز میں داخل ہے یا نہیں اور کیا ان امور کے لیے ترکہ سے مال لے سکتا ہے؟

جواب: طحطاوی میں ہے فاتحہ درود لوگوں کا اجتماع اور ان کے لئے کھانے کا اہتمام کرنا تجہیز میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں لازمی امور میں سے نہیں۔ یہ کام کرنے والا اگر

وارثوں میں سے ہے تو اس کے حصے میں شمار ہوگا اور وہ متبرع واحسان کرنے والا قرار پائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 125)

سوال: اگر کوئی اپنی میراث وارثوں کو دینے کی بجائے وصیت کر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو اپنے وارثوں کو ترکے سے محروم کرے تو وہ گنہگار ہوگا۔

سوال: اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اپنا مال نیکی کے کاموں میں خرچ کرے اور اس کا بیٹا فاسق وفاجر ہے تو کیا کرے؟

جواب: اگر کسی شخص کے وارثین فساق وفجار ہوں تو وہ جائیداد کو یا اس کو یقین ہو کہ جائیداد کو معاصی ہی میں صرف کریں گے تو اپنی زندگی میں یہ شخص نیکی کے کاموں میں اپنا مال خرچ کرے۔

"اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ وہ اپنا مال نیکی کے کاموں میں خرچ کرے اور اس کا بیٹا فاسق ہو تو اس بیٹے کے لیے مال چھوڑ جانے سے نیکی کے کام میں خرچ کر دینا افضل ہے۔ کیونکہ اس کے لیے مال چھوڑنا گناہ پر مدد ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ صفحہ 141)

سوال: کیا کافر اولاد اپنے مسلمان باپ کا ترکہ پائے گی؟

جواب: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ ہی کافر مسلمان کا۔ (صحیح البخاری کتاب الفرائض)

سوال: کسی کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور اس کی اپنی جائیداد وغیرہ بھی ہے تو؟

جواب: فتویٰ اس پر ہے کہ بیوی کا کفن خاوند پر واجب ہے اگرچہ بیوی نے مال چھوڑا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 169)

سوال: لے پالک اپنے باپ کے ترکے سے محروم تو نہیں ہوگا۔ اپنے منہ بولے باپ سے حصہ پائے گا یا نہیں؟

جواب: منہ بولا بیٹا ایسے شخص کا نہ بیٹا ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے باپ سے بے تعلق ہوتا ہے۔ کیونکہ حقیقتوں میں تغیر نہیں ہوتا۔ شرعی طور پر وہ اپنے باپ کا وارث ہے نہ کہ اس شخص کا جس نے اسے منہ بولا بیٹا بنایا ہے۔

اگر دوسرا شخص چاہے تو منہ بولے بیٹے کے حق میں وصیت کر دے تا کہ اس کا مال منہ

پوتے بیٹے کے ہاتھ آجائے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ وصیت مال کے تہائی سے زیادہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ (احزاب:4)

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہ بنایا"۔ (کنزالایمان)

اگر وارث ہوتا تو اس کیلئے وصیت جائز نہ ہوتی کیونکہ وارث کیلئے وصیت نہیں ہوتی۔

سوال: اولاد یا بیٹے کی اولاد کی موجودگی میں باپ کا کتنا حصہ ہے؟

جواب: اولاد یا بیٹے کی اولاد کی موجودگی میں باپ کے لیے چھٹا حصہ ہوتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 222)

اولاد کی تربیت

سوال: جمیلہ سوال کرتی ہے کہ بچوں کو جن بھوت سے ڈرانا کیسا ہے؟

جواب: ماں کو چاہیے کہ جن بھوت وغیرہ سے نہ ڈرائے بلکہ اس کو جھوٹ، غیبت وغیرہ سے ڈرائے۔ کیونکہ جب بچے کے دماغ میں کسی ڈرانے والی چیز کا خیال بچپن میں ڈال دیا جاتا ہے تو وہ بڑا ہو کر بھی اس سے ڈرتا رہتا ہے لہٰذا اگر جن کا خیال تصور سے بڑے ہونے تک خوف محسوس ہو سکتا ہے تو جھوٹ کا بھی قبیح خیال یا تصور بچے کے دماغ میں بٹھا دیں تو اس قبیح عادت سے بچایا جا سکتا ہے مثلاً اگر بچے نے جھوٹ بولا تو محبت سے بچے کو سمجھائیں کہ بیٹا آپ کے منہ سے بدبو آرہی ہے۔

کیونکہ حدیث پاک میں ہے۔

"جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے"۔

سوال: ام ہانی سوال کرتی ہیں کہ بعض بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ چغلیاں کھاتے ہیں کیا ان کی یہ عادت صحیح ہے؟

جواب: اسی طرح بچوں میں عادت ہوتی ہے کہ بچے تائی، ممانی، چچی وغیرہ میں ادھر ادھر کی لگائی بجھائی کرتے ہیں۔ جب بچے اس قبیح عادت کو کریں تو ان کو فوراً تنبیہ کی جائے

نہ یہ کہ ان کی باتوں میں دلچسپی کا اظہار کیا جائے اور اس طرح ان کو شہ دی جائے۔ کیونکہ بہت سی عورتیں تو اپنے بچوں کو اسی کام پر مامور کر دیتی ہیں کہ وہ تائی، چچی وغیرہ کی جاسوسی کریں اور اپنی ماں کو خبریں لا کر دیں اس طرح بچوں میں غلط غلط عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

سوال: فائزہ سوال کرتی ہیں۔ماں بچوں سے منفی اثرات اور بری عادتیں کیسے دور کرے؟

جواب: بچے ضدی ہوتے ہیں اور چھپ چھپ کر روتے ہیں۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ماں اپنے بچے کو وقت نہیں دیتی۔ جس سے بچے میں بد مزاجی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ماں کو چاہیے کہ بچے کو صرف ٹیوشن اسکول ہی کی نذر کرنے کی بجائے خود ان کو وقت دیں۔ ان کے ساتھ کچھ وقت گزارے، اچھی اچھی باتیں کریں۔ بزرگوں کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے اچھے اچھے واقعات بتائے۔

نیز ہلکے پھلکے کھیل کود کے انداز میں انہیں کچھ سکھانے کی کوشش کریں۔

سوال: ثناء سوال کرتی ہیں کہ بچوں کو سنتیں سکھانے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

جواب: بچوں کو انتہائی محبت کے انداز میں ان کی نفسیات کے مطابق انہیں سنتیں سکھائے۔ جب کوئی چیز بچے کو پکڑائے اور وہ الٹے ہاتھ میں پکڑنے کی کوشش کرے تو پیار سے اسے منع کرے اور کہے کہ سیدھے ہاتھ سے لو۔ بار بار توجہ دلانے سے بچے کو یہ عادت پڑی جائے گی۔ اسی طرح جب بچہ جوتا پہنے تو اس پر توجہ رکھے اگر وہ الٹے پاؤں میں پہنے تو محبت سے کہہ دیں کہ سیدھے پاؤں میں پہنو ورنہ شیطان آپ کے ساتھ جوتا پہننے میں شامل ہو جائے گا۔

اسی طرح کھانا کھاتے وقت خاص توجہ رکھیں کہ اگر بچہ الٹے ہاتھ سے کھانے لگے تو محبت سے سمجھانے کے انداز میں کہے ارے بیٹا! اتنا مزے دار کھانا اور آپ کے ساتھ شیطان کھائے۔ ارے نہیں۔ یہ پورا کھانا تو میرے بیٹے کا ہے۔ بیٹا جلدی سے سیدھے ہاتھ سے کھا لیجیے۔ اور بسم اللہ شریف بھی پڑھ لیجیے۔ کہ کہیں آپ کے ساتھ شیطان نہ کھا لے۔

اسی طرح لباس پہننے میں محبت سے باتوں باتوں میں کہے کہ میرے بیٹے کے کتنے پیارے کپڑے ہیں۔ بسم اللہ پڑھ کر پہلے سیدھے بازو میں کپڑا پہنے کہ کہیں آپ کے ساتھ شیطان پہن لے کہ اتنے پیارے کپڑے خراب ہو جائیں سو اس طرح بچے کی نفسیات کے مطابق محبت

بھرے انداز ہیں۔ یہ عمدہ اور پیارے طریقے اور اس کی عادتوں میں شامل کر دیجئے۔
اس طرح انچا اور وہ بہت جلد سنتیں سیکھ جائے گا۔ ویسے تو عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے
کہ بچوں سے فضول باتیں کرتی رہتی ہیں۔ اس طرح کھیل ہی کھیل میں اصلاحی گفتگو کی جائے۔
مثلاً شلوار قمیص پہنا کر یہ کہے کہ میرا بیٹا تو جنت کا شہزادہ لگ رہا ہے۔ جنت کا شہزادہ تو
بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کا تو سونے کا محل ہوتا ہے۔ بہت پیارے (Sea Side)
پر گھومے گا اور جنت کا شہزادہ تو کبھی بیمار بھی نہیں پڑے گا۔
جو بچے کرتہ پاجامہ پہنتے ہیں وہ جنت کے شہزادے لگتے ہیں اس طرح ان کے دل میں
سفید کرتے پاجامے پہننے کا شوق پیدا ہوگا اور خود ضد کر کے ایسا لباس پہنے گا اور ان میں اسی
طرح مزید سنتوں کی محبت پیدا کریں۔

سوال: صائمہ سوال کرتی ہیں کہ بچے نماز پڑھنے میں بہت ٹال مٹول کرتے ہیں انہیں
نماز کا عادی کیسے بنایا جائے؟

جواب: بچوں کو نماز کا عادی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ بار بار ان کو ٹوک ٹوک کر نماز پڑھنے
کا نہ کہا جائے۔ بلکہ حکمت سے نماز پڑھنے کی اس طرح عادت ڈالیں کہ اس کی جیب خرچ
شروع سے اس بات پر موقوف رکھی جائے کہ نماز پڑھنے پر تحفے کے طور پر دیئے جائیں۔
اسی طرح اگر بچہ کچھ کھانے کا شوقین ہے تو پیار سے کہا جائے اگر نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے انعام ملتا ہے۔ فلاں چیز انعام کے طور پر ملتی ہے۔ کیا پتہ آج ہی وہ انعام آجائے،
چلو نماز پڑھتے ہیں کہ نماز کے دوران تکیے کے نیچے یا جائے نماز کے نیچے یا اگر فرج میں رکھنے
والی چیز ہے تو اس میں رکھ دی جائے۔ کہ نماز پڑھنے کے بعد کہا جائے کہ سبحان اللہ نماز پڑھنے
پر یہ تحفہ ملا ہے۔ جیسا کہ حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ کی والدہ کا طریقہ تھا۔
قافلہ صوفیاء کے سرخیل حضرت بابا گنج شکر کی والدہ ماجدہ آپ علیہ الرحمہ کو بچپن میں کہا
کرتی تھی کہ بیٹا نماز پڑھا کرو شکر ملے گی۔ چنانچہ جب آپ علیہ الرحمہ نماز پڑھتے تو آپ کی
والدہ ماجدہ جائے نماز کے نیچے شکر رکھ دیتیں۔
ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ کہیں باہر تشریف لے گئیں اور نماز کا وقت ہو گیا بیٹے نے

اپنی عادت کے مطابق جائے نماز بچھائی اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ ادھر آپ کی والدہ ماجدہ قرسم خاتون پریشان تھیں کہ اللہ نماز کا وقت ہو گیا میرا بیٹا تو اپنی عادت کے مطابق نماز پڑھے گا اور اگر آج شکر نہ ملی تو معاملہ کھل جائے گا۔

چنانچہ آپ نے اللہ عزوجل سے دعا فرمائی کہ "اے اللہ میری لاج رکھ لے کہ آج اپنے بیٹے کے سامنے شرمندہ نہ ہوں"۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی لاج رکھ لی۔ بیٹے نے جیسے ہی نماز پڑھ کر جائے نماز کو اٹھایا تو اس کے نیچے سے شکر نکلی۔

جب وہ نماز پڑھ لے تو کہے سبحان اللہ میرا بیٹا کتنا خوب صورت لگ رہا ہے۔

اسی طرح پانچ نمازوں کا اہتمام کریں۔ تو اس دن تھوڑا جیب خرچ بڑھا دے یا کوئی بھی اچھی چیز کھانے کو دے دے یا اس کی تعریف کرے اور اس کے بابا کو بھی کہہ دے۔

بابا کہیں کہ آج میرا بیٹا بہت نورانی اور پیارا لگ رہا ہے تو یہ کہے کہ ہاں آج آپ کے بیٹے نے پوری پانچ نمازیں پڑھی ہیں۔

حالانکہ شوہر بیوی روزمرہ زندگی میں مل کر اپنے بیٹے کو خوبصورت لباس پہنا کر بھی تو تعریف کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ تو ان باتوں میں خوشی کا اظہار کیا تو بچے کی ان نیک کاموں میں بھی تعریف کریں گے تو حوصلہ پیدا ہوگا۔

عقیقہ

سوال: سوال کرتی ہیں کہ عقیقہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: عقیقہ مباح و مستحب ہے بلکہ سنت ہے۔ (بہار شریعت جلد دوم حصہ ۱۵، ص ۹۳)

سوال: مصباح سوال کرتی ہیں کہ عقیقہ کیا ہے؟

جواب: بچہ پیدا ہونے کے شکریے میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔
(بہار شریعت جلد دوم حصہ ۱۵، ص ۹۳)

[illegible] مولود کے سر سے اتارے ہوئے بال کو بھی عقیقہ کہتے ہیں۔
(مرآۃ المناجیح جلد ۶، عقیقہ کا بیان ص ۲)

سوال: مریم سوال کرتی ہیں کہ عقیقہ پیدائش کے بعد سے کس دن کرنا چاہیے؟

جواب: ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈا جائے اور سر مونڈنے کے وقت عقیقہ کیا جائے اور بالوں کو وزن کر کے اتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔

(بہار شریعت جلد دوم، حصہ ۱۵، ص ۹۴)

سوال: تہمینہ سوال کرتی ہیں کہ اگر ساتویں دن نہ کر سکیں تو پھر کیا کریں؟

جواب: سنت یہی ہے کہ (ساتویں روز کیا جائے) اور اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو پندرھویں دن یا جب کبھی بھی عقیقہ ہو سکے تو ساتویں دن کا حساب لگایا جائے کہ جب بھی عقیقہ کیا جائے اس کی پیدائش سے ایک دن پہلے کیا جائے مثلاً اگر جمعہ کے دن پیدا ہوا ہے تو جب بھی عقیقہ کیا جائے جمعرات کو کیا جائے۔ (مراۃ المناجیح جلد سوم، عقیقہ کا بیان)

سوال: فرزینہ سوال کرتی ہیں کہ اگر عمر بھر میں جب بھی عقیقہ کیا جائے تو کیا سنت ادا ہو جائے گی؟

جواب: عقیقہ کے لیے ساتواں دن بہتر ہے اور اگر ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی۔ (بحوالہ بہار شریعت جلد دوم، حصہ ۱۵)

سوال: فرزیہ سوال کرتی ہیں کہ میرا بیٹا ہے میں اس کا عقیقہ کرنا چاہتی ہوں تو اس کے لیے کتنے جانور ذبح کیے جائیں؟

جواب: لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذبح کی جائے۔ یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے (ضروری نہیں)۔

(بہار شریعت جلد دوم، حصہ 15، ص 95)

اور اگر عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ کافی ہے یعنی سات حصوں میں دو حصے۔ (بہار شریعت جلد دوم، حصہ 15، ص 95)

حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

"لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک اس میں حرج نہیں کہ نر ہوں یا مادہ"۔

سوال: رضوانہ سوال کرتی ہیں کہ بقر عید کی قربانی میں ہم اپنے بچوں کی طرف سے حصہ

ڈال کر عقیقہ کر سکتے ہیں؟

جواب: گائے کی قربانی ہوئی اس میں عقیقہ کی شرکت ہو سکتی ہے۔

(بہار شریعت جلد دوم، حصہ ۱۵)

سوال: تہمینہ سوال کرتی ہیں کہ عقیقہ کے جانور کی کوئی خاص شرائط ہوتی ہیں یا قربانی کی طرح ہی عقیقہ کا جانور ہونا چاہیے؟

جواب: عقیقہ کا جانور انہی شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے جیسا قربانی کے لیے ہوتا۔

(بہار شریعت جلد دوم، حصہ ۱۵)

سوال: تہمینہ سوال کرتی ہیں کہ عقیقہ کے جانور کی شرائط بھی بتا دیں؟

جواب: عقیقہ کے جانور کی شرائط یہ ہیں کہ:

☆ بکری ایک سال سے کم نہ ہو۔

☆ گائے دو سال سے کم نہ ہو۔

☆ اور اونٹ پانچ سال سے کم نہ ہو۔

☆ نیز بکری (اور بکرا) صرف ایک کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

☆ جب کہ گائے اونٹ میں سات حصے وہ اس طرح کہ لڑکے کے دو حصے لڑکی کے لیے گائے وغیرہ کا ایک حصہ۔ (بحوالہ بہار شریعت جلد دوم، حصہ ۱۵)

سوال: زینب سوال کرتی ہیں کہ عقیقہ کے جانور کا گوشت کس طرح تقسیم کیا جائے؟

جواب: عقیقہ کے گوشت کے تین حصہ کیے جائیں ایک حصہ خیرات، ایک حصہ عزیزوں میں تقسیم اور ایک حصہ اپنے گھر کھایا جائے اور سری نائی کو اور ران دائی کو دی جائے۔

(بہار شریعت جلد دوم حصہ 15 صفحہ 674)

سوال: زیتون سوال کرتی ہیں کہ کیا عقیقہ کا گوشت ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی نہیں کھا سکتے؟

جواب: عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی، نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ (بہار شریعت جلد دوم، حصہ ۱۵)

لہٰذا عقیقہ کا گوشت ماں باپ، دادا، دادی، نانا نانی وغیرہ بھی کھا سکتے ہیں۔

سوال: زرین سوال کرتی ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے کے عقیقہ میں صرف ایک ہی بکری ذبح کی تو کیا عقیقہ نہ ہوا؟

جواب: لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریوں کی جگہ ایک ہی بکری کسی نے کی تو یہ بھی جائز ہے ایک حدیث سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ عقیقہ میں ایک مینڈھا ذبح ہوا۔

حدیث مبارکہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب العقیقہ صفحہ 363)

سوال: عقیقہ کے جانور کی کھال کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے صرف میں لائے یا مساکین کو دے یا کسی اور نیک کام مسجد یا مدرسہ میں صرف کرے۔ (بہار شریعت جلد دوم، حصہ ۱۵)

سوال: شمیلا سوال کرتی ہیں کہ کیا لڑکے کے لیے نر اور لڑکی کے لیے مادہ جانور ہی کی قربانی (عقیقہ کی قربانی) کی جائے؟

جواب: یہ ضروری نہیں کہ لڑکے کے عقیقہ کے لیے نر بکرے چاہئیں اور لڑکی کے عقیقہ کے لیے مادہ بکری ضروری بلکہ لڑکے کے لیے مادہ مونث بکری اور لڑکی کے لیے عقیقے کے لیے نر بکرے بھی ذبح کیے جا سکتے ہیں یہ بھی درست ہے کہ لڑکے کے لیے ایک نر بکرا اور دوسری مادہ بکری ذبح کی جائے۔ (بہار شریعت جلد دوم صفحہ 95)

سوال: جمیلہ سوال کرتی ہیں کہ کیا عقیقہ کا گوشت کچا ہی تقسیم کر سکتے ہیں؟

جواب: عقیقہ کا گوشت اگر کچا تقسیم کریں تو بھی درست ہے اگر پکا کر تقسیم کریں یا کھلا دیں تب بھی درست ہے۔ (بہار شریعت جلد دوم صفحہ 673)

تحنیک

سوال: اسماء سوال کرتی ہیں کہ تحنیک کسے کہتے ہیں؟

جواب: تحنیک یہ ہے کہ کوئی بزرگ چھوہارا یا کوئی میٹھی چیز اپنے منہ میں چبا کر نومولود کے تالو سے لگا دے تا کہ سب سے پہلے بچہ کے منہ میں مقبول الٰہی کا لعاب اور شیرینی پہنچے۔
(مراۃ المناجیح جلد سوم عقیقہ کا بیان)

حدیث مبارک میں ہے:

روایت ہے حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ وہ مکہ معظمہ میں عبداللہ ابن زبیر کی حاملہ ہوگئیں فرماتی ہیں کہ تو مکہ میں میرے ہاں ولادت ہوئی پھر میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گود میں رکھا چھوہارا منگایا اسے چبایا پھر ان کے منہ میں تھوک دیا پھر اس کی تحنیک کی پھر ان کے لیے برکت کی دعا مانگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب العقیقہ صفحہ 362)

سوال: شہناز سوال کرتی ہیں کہ بزرگ شخصیت سے تحنیک کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: بے شک پہلی غذا کا بچہ پر بڑا اثر پڑتا ہے بزرگان دین پہلا پھایا بزرگوں سے دلواتے ہیں اہل مدینہ خوش نصیب تھے کہ ان کے نومولود بچوں کو پہلے حضور انور کی گود، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا نصیب ہوتی تھی ہم تو مدینے کی گلیوں کو ترستے ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۱۲)

ناموں کا بیان

سوال: طاہرہ ابراہیم سوال کرتی ہیں کہ بعض لوگ دوسروں کو غلط ناموں سے پکارتے ہیں، عند الشرع اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔ (الحجرات: 11، کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں ایمان والوں سے خطاب فرمایا گیا ہے کہ مرد ہو یا عورت کوئی بھی آپس میں ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں نہ کسی کو طعنہ دے یہاں تک کہ کسی کو برے نام سے بھی پکاریں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ القاب ہیں جن سے کسی مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو نا گوار ہو۔ لہٰذا اے مسلمانوں کسی مسلمان کی ہنسی بنا کر یا اس کو عیب لگا کر یا اس کا نام بگاڑ کر اپنے آپ کو فاسق نہ بناؤ۔ (خزائن العرفان)

سوال: ثمرہ سوال کرتی ہیں کیا نام رکھ کر بدلے جا سکتے ہیں؟

جواب: بالکل بدل سکتے ہیں کہ اللہ کے پیارے محبوب، دانائے غیوب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اچھے ناموں کو پسند فرماتے تھے اور برے ناموں کو تبدیل فرما دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور رحمت دو عالم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کو (اچھے نام سے) بدل دیتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ 408)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ تھا حضور سید عالم ﷺ نے ان کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔

نیز کسی برے نام کو اچھے نام سے تبدیل کر دینا سنت ہے۔

(مسلم نمبر ۱۸۱ الستا بع، ناموں کا بیان، صفحہ ۲۸۶)

سوال: زکیہ سوال کرتی ہیں کہ میرے یہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے آپ بتائیں کہ اللہ عزوجل کو کون سے نام سب سے زیادہ پسند ہیں؟

جواب: حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انبیاء کے نام پر نام رکھو اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور بہت زیادہ سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور بہت زیادہ برے نام حرب اور مرہ ہے۔

(ابوداؤد شریف جلد دوم صفحہ 334)

محمد نام رکھنے کی بھی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

سوال: زرین سوال کرتی ہیں کہ کیا بچوں کو ان کے خود ساختہ (Nick Name) سے نہیں پکارنا چاہیے؟

جواب: کسی کے نام کو بھی بگاڑ کر نہ پکارا جائے یعنی اصل نام کو چھوڑ کر خود ساختہ جس کو (Nick Name) کہا جاتا ہے نہ پکارا جائے کیونکہ نام کا انسانی زندگی پر بہت اثر ہوتا ہے بعض اوقات پیار کا نام اتنا مشہور ہو جاتا ہے کہ اس کا اصل نام ہی لوگوں کو یاد نہیں رہتا۔ مثلاً گڈو، پپو، چھوٹو، منا، گڑیا، منی وغیرہ۔ جب اصل نام سے پکارا ہی نہ جائے گا تو اس کا اثر انسانی زندگی پر کیسے پڑے گا لہٰذا بچوں کو ان کے اصل نام سے ہی پکارا جائے اور بے تکے و فضول ناموں کے پکارنے سے پرہیز کیا جائے۔

مشاورت

سوال: دعا سوال کرتی ہیں کہ مشورہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مشورہ شور سے بنا ہے بمعنی ظاہر کرنا یا حاصل۔ چونکہ مشورہ میں ہر ممبر رائے ظاہر کرتا ہے یا ہر شخص کی رائے حاصل کی جاتی ہے لہٰذا اسے شورہ کہا جاتا ہے اسی لیے شوریٰ و مشاورت بنا ہے۔

سوال: رافعہ سوال کرتی ہیں کہ مشورہ قرآن کی کس آیت سے ثابت ہے؟

جواب: مشورہ کے عقلی و نقلی بہت سے فضائل و فوائد ہیں مشورہ کرنا سنت الٰہیہ ہے اور رب العالمین نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانا چاہا تو فرشتوں سے مشورہ فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (بقرہ:30)

"ہم زمین پر اپنا نائب پیدا کرنا چاہتے ہیں"۔ (کنز الایمان)

اپنے ارادے کی محض اطلاع نہ تھی اس لیے فرشتوں کو یہ سن کر اپنی رائے ظاہر کرنے کی جرأت ہوئی کہ عرض کیا:

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ (بقرہ:30)

"کیا ایسے کو اپنی خلافت عطا فرمائے گا جو زمین میں فساد پھیلائے گا جو زمین میں فساد و خونریزی کرے گا"۔ (کنز الایمان)

فرشتوں نے پھر اپنی رائے پیش فرمائی کہ:

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ (بقرہ:30)

"ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری حمد کرتے ہیں اور تیری پاکی بولتے ہیں"۔ (کنز الایمان)

یعنی ہم ہی خلافت الٰہیہ کے زیادہ حق دار ہیں اگرچہ ان کی یہ رائے قبول نہ ہوئی اور فرمایا:

اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (بقرہ)

"بے شک میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے"۔

اگر یہ مشورہ نہ ہوتا تو ملائکہ کبھی اپنی رائے پیش نہ فرماتے ان کی صفت یہ ہے کہ:

وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔ (تحریم:6)

"جس کا انہیں حکم مل جاتا ہے اس کی اطاعت کرتے ہیں"۔

بہر حال یہ مشورہ تھا جس میں بندوں کو تعلیم دینا مقصود تھا ہر علیم و خبیر ہوتے ہوئے مشورہ فرماتے ہیں تم بھی کاموں میں مشورہ کر لیا کرو۔

سوال: حفصہ سوال کرتی ہیں کہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل سے بھی مشورہ ثابت ہے؟

جواب: بے شک ثابت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرب جیسے وحشی اور نامہذب ملک میں تشریف فرما کر عرب کی بلکہ سارے عالم کی وہ اصلاح کی جو نہ کسی فلسفی سے ہو سکی نہ

سائنس والوں سے۔

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا

وہ راز اس مدنی آقا نے بتلا دیا چند اشاروں میں

دیکھ لیں اس قدر علم وحکمت فہم ودانائی کے ہوتے ہوئے رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (آل عمران:159)

"اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو"۔ (کنزالایمان)

اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ وغیرہ اہم کاموں میں انصار ومہاجرین سے مشورہ فرماتے تھے معلوم ہوا کہ مشورہ سنت نبوی ﷺ ہے اور اس مشورہ سے امت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ ہم صاحب وحی ہوتے ہوئے مشورہ کرتے ہیں تم بھی مشورہ کیا کرو۔

عداوت

سوال: شمرہ سوال کرتی ہیں کہ عداوت کیا ہوتی ہے؟

جواب: دشمن کو عربی زبان میں عدو کہتے ہیں اور جو کوئی محسن سے دشمنی رکھے اسے عداوت کہتے ہیں۔

سوال: زرینہ پوچھتی ہیں کہ کیا مسلمان سے عداوت رکھنا جائز ہے؟

جواب: درحقیقت شیطان سے ہی عداوت رکھنے کا حکم ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا (الفاطر:6)

"شیطان تمہارا دشمن ہے اس لیے اسے دشمن قرار دو"۔ (کنزالایمان)

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے شیطان سے عداوت ظاہر کرو اور اللہ کی نافرمانی کر کے شیطان کی اطاعت نہ کرو۔ (بحوالہ مکاشفۃ القلوب، ص ۱۲۵)

معلوم ہوا کہ اصل میں عداوت صرف شیطان ہی سے رکھنی نہ چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی سے کیونکہ ہمارا حقیقی دشمن شیطان ہی ہے۔

سوال: ثنا سوال کرتی ہیں کہ میری بہن کی نند اس سے بہت دشمنی رکھتی ہے اور ہر وقت چھوٹی چھوٹی باتوں کا بدلہ لینا چاہتی ہے تو کیا ایسی صورت میں میری بہن بھی عداوت رکھے؟

جواب: ثنا بہن بعض نادان مسلمان شیطان کے مکر وفریب میں آ کر آپس میں عداوت رکھ لیتے ہیں لیکن یہ جائز نہیں آپ کی بہن کو چاہیے کہ عفو ودرگزر سے کام لیں اور صبر کریں بلکہ ہو سکتے تو نند کو پیار ومحبت کا برتاؤ کرے۔ اور جب بھی آپ کی بہن کے دل میں عداوت کا خیال آیا تو اس حدیث پر غور کر لیں:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"دل میں دو خیال آتے ہیں ایک فرشتے کی طرف سے اور وہ بھلائی کا وعدہ کرتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے جو یہ کر پائے تو وہ جان لے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور ایک شیطان کی طرف سے خیال آتا ہے اور وہ برائی کا وعدہ کرتا ہے اور حق کی تکذیب کرنے پر اکساتا ہے۔ اور بھلائی سے روکتا ہے جو یہ پائے تو کہے: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ "میں مردود شیطان سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں"۔

سوال: صائمہ پوچھتی ہیں کہ کیا شیطان کے علاوہ اور کوئی ایسا شخص نہیں جس سے عداوت رکھے؟

جواب: جی ہاں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (تحریم)

"اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں پر اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا انجام"۔ (کنز الایمان)

کینہ

سوال: ام رومان سوال کرتی ہیں کینہ کسے کہتے ہیں نیز کیا کینہ سے ایمان پر کوئی خلل پڑتا ہے۔ وضاحت فرمادیں؟

جواب: کسی شخص کے خلاف انتقامی جذبہ رکھنا جب کہ وہ قصوروار نہ ہو بغض وکینہ کہلاتا

ہے۔ایسے ہی کسی دشمنی اور عداوت کا دل میں دیر پا رکھنا بھی بغض و کینہ کہلاتا ہے۔

بغض و کینہ ایسی بداخلاقی بیماری ہے کہ اس سے دین اور ایمان دونوں خراب ہو جاتے ہیں اور نیکی بھی برباد ہو جاتی ہے۔کینہ سے دل کی پاکیزگی ختم ہو جاتی ہے جس کے سبب نیک اعمال میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔(سنی بہشتی زیور صفحہ ۸۰۷)

سوال: سلمٰی فاطمہ سوال کرتی ہیں میری بہن کسی وجہ سے اپنی دوست ثنیہ سے ناراض ہے اور میری بہن اس ناراضگی کا بدلہ لینا چاہتی ہے تو اس کا ذہن کس طرح صاف کروں؟

جواب: پیاری سلمٰی بہن آپ اپنی بہن کو سمجھائے کہ وہ اپنی دوست سے جلد سے جلد صلح کر لیں کہ مسلمان کو مسلمان سے کینہ و بغض نہیں رکھنی چاہیے آپ انہیں پیارے آقا ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ سنائیں انشاءعزوجل وہ ضرور صلح کر لیں گی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اس حدیث مبارکہ کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا فرماتے ہیں کہ لوگوں پر اعمال ہر ہفتے میں دو دفعہ پیش کیے جاتے ہیں یعنی پیر اور جمعرات کے روز۔پس ہر مومن بندے کو بخش دیا جاتا ہے ماسوائے اس آدمی کے جس کا اپنے بھائی کے ساتھ کینہ ہو۔پس کہا جاتا ہے ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک صلح کر لیں۔(مسلم شریف،سنی بہشتی زیور،صفحہ ۸۰۸)

خود پسندی

سوال: سعید سوال کرتی ہیں کہ خود پسندی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جسے اللہ تبارک وتعالیٰ کوئی نعمت عطا کرے۔جیسے علم اور توفیق عبادت وغیرہ اور وہ شخص اپنی اس صفت پر اترائے اور خود کو بڑا جانے تو وہ خود پسند ہے۔

(بحوالہ کیمیائے سعادت،ص ۶۰۵)

سوال: زرینہ پوچھتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو اللہ نے کوئی نعمت عطا کی اور وہ اسے اپنی صفت خیال نہ کرے لیکن اس پر خوش ہو اور خوف کرے کہ کہیں یہ مجھ سے زائل نہ ہو جائے تو کیا ایسا شخص بھی خود پسند ہے؟

جواب: زرینہ ایسا شخص خود پسند نہیں کہلائے گا۔ (بحوالہ کیمیائے سعادت ص،۶۰۵)

سوال: کوثر سوال کرتی ہیں کہ اکثر سنا ہے کہ خود پسندی آفات کی جڑ ہے آپ سمجھائیں کہ وہ کیسے؟

جواب: درحقیقت خود پسندی بہت سے آفات کو پیدا کرتی ہے اور ان ہی میں سے ایک تکبر بھی ہے۔ کہ آدمی اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے۔ اپنے آپ کو آفات سے محفوظ سمجھنے لگتا ہے اور حق تعالیٰ سے بے خوف رہتا ہے اور عبادت کو حق اللہ تعالیٰ پر اپنا حق سمجھتا ہے۔ ایسی تعریف کرتا ہے اور خود کو پاک خیال کرتا ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ خود پسندی بھی آفات کی جڑ ہے کیونکہ خود پسندی ہی کی وجہ سے اتنی ساری برائیاں اس میں جنم لیتی ہیں۔ (بحوالہ کیمیائے سعادت، ص ۶۰۵)

سوال: مہ جبین پوچھتی ہیں کہ کیا خود پسندی کی مذمت کے بارے کوئی قرآنی آیات یا حدیث مبارک ہے؟

جواب: جی ہاں خود پسندی کے بارے قرآنی آیت بھی ہے اور حدیث میں اس کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۞ (النساء)

''بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا''۔ (کنز الایمان)

جھوٹ کا بیان

سوال: نرمین سوال کرتی ہیں جھوٹ کی جامع تعریف کیا ہے؟

جواب: خلاف واقعہ بات کو جھوٹ کہتے ہیں۔ یا بات کرتے ہوئے کسی حقیقت کو چھپا کر غلط بیانی کرنے کو جھوٹ کہا جاتا ہے۔ (بحوالہ، سنی بہشتی زیور، ص ۷۸۶)

سوال: عائدہ کہتی ہیں کہ میری چھوٹی بہن اکثر اوقات مجھ سے پوچھتی ہیں کہ جھوٹ کیا فعل ہے؟

جواب: جھوٹ ایسی بری چیز ہے جو خلاف واقعہ ہو۔ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام ادیان میں یہ حرام ہے۔ اسلام میں بھی اس کے بچنے کی بہت تاکید کی ہے۔ اور قرآن پاک میں جھوٹ بولنے والے پر اللہ کی لعنت آئی ہے۔

جھوٹ بہت ہی برا فعل ہے۔ جس شخص میں یہ بری عادت ہو وہ اللہ کے نزدیک بہت برا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ جھوٹے کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا"۔ (زمر: 10، کنز الایمان)

سوال: ثمرین سوال کرتی ہیں کہ مومن کبھی جھوٹ بول سکتا ہے؟

جواب: مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ جھوٹ بولے۔ مومن کو جھوٹ جیسی بری عادت سے دور رہنا بہت زیادہ ضروری ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مومن کی طبع میں تمام خصلتیں ہوسکتی ہیں۔ مگر خیانت اور جھوٹ یعنی یہ دونوں چیزیں ایمان کے خلاف ہیں۔ (بحوالہ امام احمد و بیہقی)

مومن کو ان سے دور رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ (بحوالہ بہار شریعت، جلد ۲، صفحہ ۹۰)

سوال: صائمہ پوچھتی ہیں کہ لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا کیسا ہے؟

جواب: لوگوں کو ہنسانے کے لیے بھی جھوٹ بولنا ناجائز وحرام ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہلاک ہے اس کے لیے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے اس کے لیے ہلاکت ہے۔ (بحوالہ امام احمد وترمذی)

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بندہ بات کرتا ہے اور محض اس لیے کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اس کی وجہ سے جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے۔ جو آسمان وزمین کے فاصلہ سے زیادہ ہے۔ (بحوالہ بیہقی شریف)

سوال: سائرہ کہتی ہیں کہ میری بہن فساد و لڑائی جھگڑے کے معاملے پر جھوٹ بولتی ہے تو ایسا کرنا کیسا ہے؟ کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اور اگر شک ہو معلوم نہیں کہ سچ بولنے میں فساد ہوگا یا جھوٹ بولنے میں جب بھی جھوٹ بولا حرام ہے۔ (ردالمحتار۔ بحوالہ بہار شریعت، جلد ۲، صفحہ ۹۲)

سوال: قرۃ العین پوچھتی ہیں کہ شریعت اسلامیہ نے کسی معاملے میں جھوٹ بولنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے؟

جواب: شریعت اسلامیہ نے تین جگہ پر جھوٹ بولنے کو جائز قرار دیا ہے۔ جو کہ حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے۔

کہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ کہیں ٹھیک نہیں مگر تین جگہوں میں۔

۱۔ مرد اپنی عورت کو راضی کرنے کے لیے بات کرے۔

۲۔ جنگ میں جھوٹ بولنا۔

۳۔ لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا۔ (بحوالہ ترمذی)

ان تینوں صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں۔ ان تینوں کے علاوہ جھوٹ بولنا صحیح نہیں۔ (بحوالہ عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۲، صفحہ ۹۱)

سوال: فرحانہ سوال کرتی ہیں جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ؟

جواب: فرحانہ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کسی چیز کو اللہ کا شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔

سوال: عاتکہ کہتی جب ہم کسی کے گھر جائیں اور ہمیں کچھ کھانے کے لیے کہا جائے اور ہم یوں کہیں کہ بہن مجھے تو بھوک نہیں یا یوں کہ پیٹ میں بالکل جگہ نہیں تو کیا ایسا کہنا جھوٹ میں شامل ہے کہ نہیں؟

جواب: عاتکہ ہر وہ بات جو خلاف واقعہ ہو (یعنی جو بات ہم کہہ رہے ہیں حقیقت میں ویسا نہ ہو) جھوٹ ہے اگرچہ وہ چھوٹی سے چھوٹی ہو۔ کسی کے گھر جا کر یوں کہنا کہ دل نہیں چاہ رہا یا بھوک نہیں ہے، پیٹ میں بالکل جگہ نہیں اور حقیقت میں دل چاہ رہا ہو یا بھوک ہو اور پیٹ میں تو جگہ ہوتی ہی ہے کہ ہم پانی وغیرہ پی سکتے ہیں تو یہ سب باتیں کہنا جھوٹ ہے۔

قرض کا بیان

سوال: حفصہ سوال کرتی ہیں کیا قرض لینا جائز ہے اور اگر جائز ہے تو اس اس قدر اس کی مذمت کیوں؟

جواب: دراصل قرض لینا جائز تو ہے مگر بلاوجہ اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے۔

قرض لینا بنیادی طور پر اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کو جنم دیتا ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے قناعت پسند پر اسی لیے زور دیا جاتا ہے کہ اپنی گنجائش اور آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے اخراجات کیے جائیں۔

قناعت پسندی ایک اخلاقی تربیت کا جزو ہے جس کے ذریعے فرد معاشرے میں اپنا وقار قائم رکھتا ہے۔

قرض لینا دراصل دوسروں کے سامنے اپنی حاجات کو بیان کرنا یا دوسرے معنوں میں ہاتھ پھیلانا ہے۔

قرض لینے والے کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے جب کہ مسلمان ہونے کے ناطے انسانی عظمت و وقار کو ہر طرح سے قائم رکھنا ضروری ہے۔

تاہم انتہائی ضرورت کے سبب قرض لینا جائز بھی قرار دیا جاتا ہے۔

سوال: قرض لے کر واپس نہ دے تو اس کے بارے حضور ﷺ کا کیا ردعمل تھا، حضور ﷺ کے عمل سے ارشاد فرمائیں؟

جواب: حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا کہ اس شخص کی نماز جنازہ ادا کرنی ہے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ اس پر کچھ دین یعنی قرض وغیرہ تو نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اثبات میں جواب دیا تو پیارے آقا ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے چونکہ اس کے ذمہ قرض ہے تو اس کی نماز جنازہ آپ لوگ پڑھا دیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ یہ دیکھ کر آگے بڑھے اور فرمایا حضور ﷺ اس کے قرض کی ذمہ داری میں لیتا ہوں پیارے آقا ﷺ آگے بڑھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (شرح السنہ)

پس ثابت ہوا کہ قرض بہت بڑا بوجھ ہے۔

سوال: فاطمہ کہتی ہیں کہ ہماری پڑوسن اکثر و بیشتر قرض مانگتی رہتی ہیں؟

جواب: پڑوسی ہونے کے ناطے اس بات کی معلومات کی جاسکتی ہے کہ آیا کہ وہ واقعی ضرورت مند ہیں یا عادتاً قرض مانگتی ہیں۔ اگر وہ عادتاً قرض مانگتی رہتی ہیں جس میں ان کے غیر ضروری اخراجات وغیرہ شامل ہیں تو ان کو قرض مانگنے کی مذمت کے متعلق سمجھایا جائے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے اور شریعت کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ "ہر قرض صدقہ ہے"۔

(بحوالہ الترغیب والترہیب)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا ہر درہم دس درہم کے برابر ہے اور قرض کا ہر درہم اٹھارہ درہم کے برابر ہے۔ (بحوالہ کیمیائے سعادت)

سوال: آصف نہایت مجبوری کے عالم میں بھی قرض مانگنے سے کتراتا ہے کہ میں اس قرض کو کس طرح ادا کر پاؤں گا؟ اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: آصف صاحب کے لیے جواب ہے کہ وہ قرض لے کر اپنی ضرورت پوری کرلیں اور نیت کرلیں کہ فراخی کی صورت میں فوری طور پر ادائیگی کردیں گے۔ کہ حدیث پاک ہے کہ:

جو لوگوں کا مال بطور قرض لے اور وہ نیت اس کے ادا کرنے کی رکھتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف سے ادا کردے گا۔ اور جس شخص نے مال بطور قرض لیا نیت ادا کرنے کی نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس کی وجہ سے تباہ کردے گا۔ (بحوالہ بخاری شریف)

مذکورہ حدیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ضرورتاً قرض لینا جائز ہے بشرطیکہ فوری ادائیگی کی نیت بھی ہو تو یہ کار ثواب ہے۔

بخل

سوال: کنزہ سوال کرتی ہیں کہ بخیل کسے کہتے ہیں؟

جواب: بخیل وہ ہے کہ کوئی شے دینے کے لائق جب اس سے طلب کی جائے تو دینے سے ترک کردے اور دینے کے لائق وہ چیز ہوتی ہے، جس کے دینے کا شرع یا مروت حکم دے یعنی کبھی شرعاً واجب ہوگا کہ وہ چیز ادا کرنی ہے جیسے زکوٰۃ وغیرہ اور کبھی مروت کے تقاضے کے تحت وہ چیز دینی ہوتی ہے۔ (بحوالہ کیمیائے سعادت)

سوال: نعیمہ سوال کرتی ہیں کہ بخل سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟ کوئی آسان سا طریقہ ارشاد فرمائیں؟

جواب: بخل کرنے والا بخیلوں کے حالات پر نظر کرے کہ کس طرح لوگوں کے دل ان سے بیزار ہیں اور لوگ کس طرح ان سے عداوت رکھتے ہیں اور کس طرح ہر وقت ان کی مذمت کرتے رہتے ہیں اور یہ کہ اگر میں بخیلوں کے طریقوں پر چلوں گا تو لوگوں کی نظر میں ذلیل و خوار ہو جاؤں گا۔

سوال: نگہت سوال کرتی ہیں کہ بخل جیسی مہلک بیماری کا کوئی عملی علاج تجویز فرمائیں؟

جواب: بخل کا عملی علاج یہ ہے کہ ان تمام احادیث مبارکہ پر غور کرے جو بخل سے متعلق ہیں پڑھ کر مال خرچ کرنے کا اپنے اندر شوق پیدا کرے اور اس پر فوراً عمل شروع کردے اور اس مال کو خرچ کرنے میں لگ جائے۔ کیمیائے سعادت میں تحریر ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ غسل خانہ میں تھے۔ انہوں نے وہیں سے اپنے مرید کو پکارا اور کہا کہ میرا پیراہن لو اور جاؤ فلاں درویش کو دے دو! مرید نے کہا کہ حضرت غسل خانہ سے باہر آتے ٹھہر جاتے، انہوں نے کہا کہ میں اس بات سے ڈرا کہ باہر آنے تک کہیں دوسرا خیال دل میں پیدا نہ ہو جائے اور اس کار خیر سے مجھے روک دے۔ حقیقت یہ ہے بخل اسی وقت دور ہو سکتا ہے جب کہ مال خرچ کیا جائے۔

تکبر

سوال: شائلہ سوال کرتی ہیں کہ برائے مہربانی تکبر کی تعریف بیان فرما دیجئے تاکہ واضح ہو کہ تکبر کیا ہے؟

جواب: اپنے آپ کو بڑا جانتے ہوئے دوسروں کو حقیر جاننا تکبر ہے۔ قرآن کریم سے اس کے متعلق مذمت آئی ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ (بقرہ:206)

''اور جب اس سے کہا جائے اللہ سے ڈرو تو اس کو تکبر گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے سو اس جہنم کافی ہے''۔ (کنزالایمان)

متکبر کی تعریف

سرکار مدینہ ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ متکبر کسے کہتے ہیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا متکبر وہ ہے جو خدا کے واسطے گردن نہ جھکائے اور دوسرے لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ (بحوالہ کیمیائے سعادت صفحہ ۵۸۷)

تکبر کی معرفت

''تکبر اپنی انانیت کی وجہ سے حق بات کو جھٹلانا اور دوسرے کو حقیر سمجھنے کا نام ہے''۔

سوال: شگفتہ سوال کرتی ہیں کہ کیا اچھے اور عمدہ کپڑے پہننا بھی تکبر میں شمار ہوتا ہے۔ جب کہ ہم صاحب حیثیت ہیں اور ہمارے دل میں کوئی تکبر والی بات نہ ہو؟

جواب: جی نہیں! شگفتہ بہن یہ تکبر میں شمار نہیں ہوگا کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کیا آدمی چاہتا ہے اس کے کپڑے اچھے ہوں، اس کا جوتا عمدہ ہو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے''۔

(شرح صحیح مسلم جلد ا، کتاب الایمان، صفحہ ۵۴۹)

لہٰذا شگفتہ بہن اگر آپ عمدہ کپڑے پہنیں گی جب کہ اس پہننے میں دوسروں کو حقیر سمجھنا

نہ ہو تو یہ پہننا جائز ہے۔

سوال: صائمہ سوال کرتی ہیں کہ کیا تکبر کرنے پر حدیث میں کوئی وعید آئی ہے؟

جواب: جی ہاں! صائمہ بہن تکبر کرنے پر کثیر احادیث مبارکہ میں وعید آئی ہے کہ جیسا کہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

(مسلم جلد اول کتاب الایمان صفحہ 65)

سوال: فوزیہ سوال کرتی ہیں کہ کیا تکبر کی مذمت میں قرآن میں کوئی آیت ہے؟

جواب: تکبر کی مذمت میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝۱۸ (لقمان)

"بے شک اللہ کو پسند نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا"۔ (کنزالایمان)

حسد

سوال: نازش سوال کرتی ہیں کہ میں نے سنا ہے حسد سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں برائے مہربانی یہ بتادیں کہ حسد کسے کہتے ہیں؟

جواب: حسد یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی نعمت دے تو دوسرا شخص اس پر دل میں جلے اور چاہے کہ اس کی یہ نعمت زائل ہو جائے (ختم ہو جائے) یہ حرام ہے۔

(صفحہ نمبر ۳۵، رسالہ شیطان کے چار گدھے)

حسد دل کی بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے اس کا علاج یہ ہے کہ حاسد یہ سمجھ لے کہ اس کا حسد کرنا اس کی اپنی ذات کے لیے دین و دنیا میں نقصان کا سبب ہے اور جس سے وہ حسد کر رہا ہے اس کے دنیا و آخرت میں نفع ہی نفع ہے۔

سوال: فریدہ اپنی جٹھانی سے بہت جلتی ہے اسے کوئی بھی دنیاوی نعمت ملتی ہے تو یہ دل ہی دل میں جلتی ہے۔ برائے کرام یہ بتادیں کہ حسد کا آخرت کے علاوہ کیا دنیا میں بھی کوئی

نقصان ہوتا ہے نیز آخرت میں کیا نقصان ہے؟

جواب: حاسد کے لیے دنیا میں نقصان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ غمگین رہتا ہے اور اندر ہی اندر جلتا رہتا ہے اور کسی وقت بھی اس سے نجات نہیں ملتی۔ اسے ہر وقت ہی خیال رہتا ہے کہ جس سے وہ جلتی ہے اس کو یہ نعمت نہ پہنچے۔ چنانچہ وہ رنج و غم جو اپنے دشمن کو دینا چاہتی ہے خود اس میں مبتلا رہتی ہے۔

پس دنیا میں حسد کے غم سے زیادہ کوئی غم نہیں اور یہ کیسی بے عقلی کی بات ہے کہ جس سے وہ حسد رکھتی ہے اس کی وجہ سے خود اپنے آپ کو تکلیف میں رکھتی ہے اس کا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جو نعمت پہنچتی ہے وہ پہنچ کر رہے گی۔

اور آخرت کا نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ اور نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

"حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو"۔

(مشکوۃ شریف ص ۴۲۸)

سوال: نورین کہتی ہیں کہ اگر حسد کے نقصانات اتنے زیادہ ہیں تو پھر اس کا علاج بھی ہونا چاہیے تو اس کا علاج کس طرح کریں؟

جواب: وہ چیزیں جن کی وجہ سے حسد پیدا ہوتا ہے ان کو اپنے اندر سے نکال دے مثال کے طور پر اگر دنیا کی محبت کی وجہ سے اس کے دل میں حسد پیدا ہوتا ہے کہ فلاں کے پاس دنیا کی چیزیں آ گئی ہیں جس کی وجہ سے حسد کر رہی ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ غور کرے کہ دنیا اور دنیا کی نعمتیں تو ایک دن ختم ہو جائیں گی اگر اس کے پاس بھی یہ نعمتیں ہوں گی تو یہ بھی ایک دن چھوڑ کر چلی جائے گی وہ اس طرح کہ موت کے ساتھ تو انسان کی ہر دنیاوی نعمت زائل ہو جاتی ہے۔ اسی لیے ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھیں کہ

اگر کوئی دنیا کی نعمت میں تم سے مقابلہ کرے تو اس کا مقابلہ اس کے منہ پر دے مارو لہٰذا وہ ختم ہو جانے والی نعمتوں پر اپنی باقی رہنے والی نعمتوں کو قربان کرنے کو ترجیح دے۔ وہ اس طرح کہ اس کی نیکیاں اس کے لیے ایسی نعمت ہیں جو دنیا میں اس کے لیے رضائے الٰہی

سکون اور مزید نعمتوں کا ذریعہ ہیں اور آخرت میں ان نیکیوں کے عوض اس کے لیے جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی نعمتیں جنت کی ابدی خوشیاں اس کو ملیں گی۔ گویا وہ ان چند عارضی نعمتوں کی وجہ سے اپنا ایسا زبردست نقصان کر رہی ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی اپنی دنیاوی اور آخرت کی نعمتیں تو جا رہی تھیں اور وہ نعمتیں بھی اس کے پاس نہیں آتی۔

لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ اس بیماری کو اپنے اندر سے ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔

لہٰذا فریدہ بہن اگر آپ کی جٹھانی کے پاس دنیا کی دولت وغیرہ آئے تو اس پر جلنے کی بجائے آپ دل سے اس پر خوش ہوں کہ جو کسی کی نعمت پر خوش ہوتا ہے اللہ اسے بھی یہ نعمت عطا فرمائے گا۔

اور بھی جو بہنیں مائیں اسے پڑھیں وہ غور کریں کہ اگر ان کے دل میں اپنی نند، بھائی، پڑوسن وغیرہ سے کوئی جلن پیدا ہوتی ہے تو وہ اس جلن کو ختم کریں کسی کی نعمت سے جلنے کڑھنے سے اس کی نعمت تو ختم نہیں ہوگی مگر ہمارا دنیا و آخرت کا نقصان ہوگا اور بلا وجہ ہمارا دل بھی غمگین بھی ہوگا۔

میری بہنو! دنیا تو آنی جانی چیز ہے آج ہے کل نہیں اور اگر ہے بھی تو موت اس کو چھڑا دے گی اور آخرت تو ہمیشہ رہنے والی ہے لہٰذا اگر مقابلے کا جذبہ پیدا کرنا ہی ہے تو نیکیوں میں کرے کہ میری پڑوسن خوش اخلاق ہے اللہ کرے میں بھی خوش اخلاق بن جاؤں۔ میری جٹھانی تہجد پڑھتی ہے میں بھی تہجد پڑھنے لگ جاؤں۔ میری دیورانی کے بچے اچھے ہیں، اللہ کرے میرے بچے بھی نیک و فرمانبردار بن جائیں۔ میری نند اگر تلاوت میں مہارت رکھتی ہے اللہ کرے میں بھی اچھی تلاوت کرنے والی بن جاؤں۔

"موت کو کثرت سے یاد کرنا حسد کو ختم کرتا ہے"۔

سوال: میری نند جب بھی ہمارے گھر آتی ہے تو بڑے مہنگے، بیش قیمت کپڑے پہن کر آتی ہے۔ جس سے میرے دل میں تھوڑی جلن پیدا ہوتی ہے تو کیا یہ بھی میرے لیے ٹھیک نہیں ہے؟

جواب: میری بہن! آپ اس پر اپنا دل چھوٹا مت کریں اگر آپ کے پاس اتنی حیثیت نہیں کہ آپ بھی ایسے قیمتی لباس خرید سکیں تو بھی اللہ تعالیٰ آپ کو صبر پر اجر عطا کرے گا۔

سوال: میری دوست مصباح مالدار گھرانے سے تعلق رکھتی ہے لیکن وہ استطاعت کے باوجود سادہ کپڑے پہنتی ہے بہت قیمتی لباس استعمال نہیں کرتی تو اس کا یہ عمل کیسا ہے کہ اس کو اس پر کوئی اجر ملے گا؟

جواب: اور اگر حیثیت ہے لیکن اس کے باوجود نہیں پہنتی تو پھر باوجود استطاعت کے جو آپ نہیں پہنتی تو اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ عزوجل اس کو کرامت کا حلہ پہنائے گا۔

سوال: میری دوست سمیعہ بہت اچھی تلاوت کرنے والی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی ایسی قرآن پڑھنے والی بن جاؤں۔ تو اس کا کیا حکم ہے۔ کیا یہ بھی حسد ہے؟

جواب: ایسی آرزو اگر دین کے معاملہ میں ہو تو نیک ہو گی کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ (المطففین)

''اور اس پر چاہیے کہ للچائیں للچانے والے''۔

سوال: سمیرا کہتی ہیں کہ میری ایک دوست جو مالدار ہے مگر دنیا کے مال کی اتنی پرواہ نہیں کرتی اور دوسری دوست جو تنگدست ہے لیکن ہر وقت مال حاصل کرنے کی کوشش اور خواہش میں رہتی ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان میں سے کس کا عمل بہتر ہے برائے کرم میری راہنمائی فرمادیں۔

جواب: دنیا کی محبت کا مفہوم یہ نہیں کہ اس کے پاس دنیا کا مال ہی نہ ہو کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کے پاس دنیا کا مال تو نہیں لیکن وہ اگر اس پر فریفتہ ہیں یعنی اس کی طرف ہر وقت للچائے رہے اس کے خوابوں، خیالوں میں گم رہے اور اس کی تمام کوششیں اس کے حصول مال کے لیے وقف ہوں اور اس کے حصول میں لگ کر اپنے اللہ رب العزت کے اطاعت والے کاموں سے بھی غافل ہو جب کہ ایک وہ شخص ہے کہ جس کے پاس دنیا کے مال کی فراوانی تو ہے مگر اس کا دل اس کی محبت میں نہیں پڑا نہ وہ اس پر للچائی ہوئی ہے اسی میں گم رہنے کو اس نے اپنی مصروفیت بنالیا بلکہ اپنے اس مال کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بناتی ہے وہ اس طرح کہ اپنے مال کو دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتی ہے تو دنیا

میں دل لگانے کا نام "دنیا کی محبت" ہے۔

جیسا کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دل کو کسی طرح بھی دنیا کی یاد سے نہ لگاؤ"۔ (کیمیائے سعادت صفحہ ۵۵۳)

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"تیرے ہاتھ میں دنیا ہو مگر تیرے دل میں نہ ہو"۔

دنیا کی محبت مصیبت کی جڑ ہے اس کی الفت و محبت تمام گناہوں کی اصل ہے جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہے وہ آخرت کا نقصان کرتا ہے سرکار مدینہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

"دنیا حق تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے اور جب سے اس کو پیدا فرمایا ہے کبھی اس پر نظر نہیں کی"۔

کسی دانشمند کا قول ہے کہ:

"دنیا کا جو کچھ مال تیرے پاس ہے وہ کسی دوسرے کا ہو جائے گا اس کے بعد بھی وہ کسی دوسرے کو ملے گا اس سے دل مت لگا کہ دنیا سے تیرا حصہ صبح و شام کے کھانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے پس اس کے لیے خود کو تباہ مت کر دنیا کو ترک کر دے تا کہ آخرت میں تجھے مقام نصیب ہو"۔

سوال: شاہین کہتی ہیں کہ اس معاشرے کے برے ماحول کی وجہ سے آج ہمارے دلوں میں تو دنیا کی محبت بڑھتی جا رہی ہے۔ اس دنیا کی محبت کو دل سے نکالنے کا کوئی نسخہ ارشاد فرمائیں؟

جواب: شیخ ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا! میں دنیا کو دوست رکھتا ہوں اس کی کیا تدبیر کروں؟ کہ اس کی دوستی میرے دل سے نکل جائے۔ انہوں نے کہا حلال مال کما اور پھر اس مال کو خرچ کر ایسی دنیا دوستی سے تجھے نقصان نہیں پہنچے گا۔

سوال: عاطفہ کہتی ہیں کہ میری کلاس فیلو طلعت اکثر مجھ سے یہ بات کہتی رہتی ہے کہ ہمارے رشتہ دار بہت امیر ہیں۔ جب ہم ان سے ملتے ہیں تو ہمیں اپنے کم تر ہونے کا بہت شدت سے احساس ہوتا ہے۔ آپ اس کو کوئی ایسا نسخہ تجویز فرما دیں کہ وہ بھی امیر و مالدار ہو کر معاشرے کی نگاہ میں عزت دار بن جائیں؟

جواب: آپ نے جو نسخہ پوچھا اس کا تو پوچھنا ہی درست نہیں کیونکہ ایسی خواہش یعنی بڑائی اور فخر کے لیے دنیا چاہنا۔ کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے بڑائی اور فخر کی خاطر دنیا طلب کی اللہ تعالیٰ اس پر ناخوش ہوگا اگر وہ مخلوق سے بے نیاز رہ کر بقدر ضرورت روزی طلب کرے تو قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوگا''۔

لہٰذا آپ اپنی دوست طلعت سے کہیں کہ

اگر دل میں یہ خواہش آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس خواہش کو ختم کرے تو اس کے لیے بہت اچھی خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ (النازعات:40-41)

''اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے''۔ (کنز الایمان)

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ (آل عمران)

''لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کیے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا''۔ (کنز الایمان)

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''مال و جاہ کی محبت دل میں نفاق کو اس طرح اگاتی ہے جس طرح پانی سبزے کو''۔

ایک اور موقع پر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''میرے بعد ایک قوم پیدا ہوگی جس کے افراد طرح طرح کے مزیدار طعام کھائیں گے اور طرح طرح کے کپڑے پہنیں گے۔ خوبصورت عورتیں اور قیمتی گھوڑے رکھیں گے ان کا پیٹ تھوڑے سے سیر نہ ہوگا''۔

لہٰذا میری بہن! آپ مال کی طلب کے لیے وظیفہ مانگ رہی ہیں مال کی طلب تو ایسی

چیز ہے جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتی ہے ہمارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اپنے نزدیک دنیا اتنی مذموم ہوا کرتی تھی کہ اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچاتا تھا تو بد دعا کے طور پر ان کو مال کی دعا دیتے تھے جیسا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے تکلیف پہنچائی تو آپ نے کہا یا بارالہا، اس شخص کو تندرستی، عمر درازی اور کثیر مال عطا فرما۔

اس طرح گویا کہ آپ نے اس شخص کو بد دعا دی کیونکہ جب یہ چیزیں کسی کو ملتی ہیں تو اس کو تکبر و غفلت میں مبتلا کر دیتی ہیں اور آخرت سے غافل بنا دیتی ہیں اس طرح وہ ہلاکت میں پڑ جاتا ہے۔

پانی پینے کے آداب

سوال: حنا سوال کرتی ہیں پیارے آقا ﷺ پانی کیسے پیتے تھے۔ طریقہ ارشاد فرمائیں تاکہ میں پانی پینے کی سنت پر عمل کر کے سنت کے ثواب سے مستفید ہو سکوں؟

جواب: روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پینے میں تین سانس لیتے تھے۔ (مسلم بخاری، جامع الترمذی جلد دوم صفحہ 452)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس شرح میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ پانی پینے میں برتن سے علیحدہ منہ کر کے تین سانسیں لیتے تھے۔ پہلی سانس پینا شروع کرتے وقت، پھر کچھ پی کر سانس لیتے یہ دوسرا سانس شریف ہوا، پھر کچھ پی کر تیسرا سانس لیتے یہ تیسرا سانس ہوا یعنی دوران پینے کے دو سانس لیتے تھے اور کل تین سانس یہ عمل شریف ہر پینے میں ہوتا خواہ پانی ہو یا دودھ یا شربت یا کوئی اور چیز اور یہی سنت ہے مگر خیال رہے کہ یہ سانسیں برتن سے منہ الگ کر کے لیں۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۸۰)

سوال: شامہ سوال کرتی ہیں کہ میں گھر میں چلتے پھرتے جب مجھے پیاس لگتی ہے تو میں کھڑے ہو کر پانی پی لیتی ہوں کیا کھڑے ہو کر پانی یا کچھ اور پی سکتے ہیں حدیث سے وضاحت فرمائیں؟

جواب: کوئی چیز کھڑے ہو کر پینا ممنوع ہے پانی ہو یا دودھ یا شربت یا کوئی اور چیز ہو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص کھڑے ہو کر پیئے۔

(مسلم، مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۸۱)

اس میں تین پانی نہیں آتے ہیں کہ جیسے کھڑے ہو کر پیا جا سکتا ہے۔

(۱) آب زمزم (۲) وضو کا بچا ہوا پانی (۳) بزرگوں کا پیا ہوا پانی۔

سوال: اسماء سوال کرتی ہیں کہ جب پیارے آقا ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے

منع فرمایا ہے تو ہم آب زمزم کھڑے ہو کر کیوں پیتے ہیں؟

جواب: یہ سنت ہے کہ آب زمزم کھڑے ہو کر پیے تعظیم کے لیے ہے۔ اس پانی کی دو وجہ سے تعظیم ہے۔

(۱) ایک یہ کہ یہ پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی سے پیدا ہوا۔

(۲) دوسرے یہ کہ اس میں حضور ﷺ کا لعاب شریف ملا ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک بار زمزم شریف پی کر باقی پانی کنوئیں میں ڈال دیا۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۸۱)

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس آب زمزم کا ڈول لایا تو آپ نے کھڑے ہو کر پیا۔ (مسلم بخاری، مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۸۱)

سوال: آج کل بجلی کی کمی کے باعث پانی کا مسئلہ نہایت اہم صورت اختیار کر گیا ہے اور اکثر بیشتر وضو وغیرہ کے لیے بھی گھر میں پانی نہیں ہوتا تو کیا اس صورت میں سبیل سے پانی لیا جا سکتا ہے؟

جواب: سبیل کا پانی ہر شخص پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر نہیں لے جا سکتا کیونکہ وہاں پینے کے لیے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لیے البتہ اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو لے جا سکتا ہے۔ (بہار شریعت جلد ۲ صفحہ ۳۰، حصہ ۱۶)

کھانا کھانے کے آداب

سوال: فرزانہ سوال کرتی ہیں کہ میری پڑوسن عائشہ کہتی ہیں کہ کھانا کھانا بھی ثواب کا کام ہے کیا واقعی ہمارا کھانا کھانا ثواب ہے اس کے بارے میں ارشاد فرما کر قلب کو مطمئن فرمائیں؟

جواب: جی فرزانہ! ہر وہ کام جو سنت کے مطابق کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا جاتا ہے اس پر ثواب ملتا ہے جیسا کہ ''احیاء العلوم'' میں دوسری جلد میں ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ

''مسلمان جب حلال کھانے کا پہلا لقمہ کھاتا ہے، اس کے پہلے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''۔ (احیاء العلوم الدین جلد ۲، صفحہ ۱۱۶)

سوال: فائزہ کہتی ہیں کہ ہم بچپن سے پڑھتے آ رہے ہیں کہ حدیث پاک میں ہے کہ اعمال (کے ثواب) کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ تو کیا کھانا کھانے میں بھی کوئی نیت ہوتی ہے ارشاد فرمائیں کہ کیا نیت کی جائے؟

جواب: جی فائزہ بہن! کھانا کھانے میں بھی نیت کرلیں کہ یہ ثواب کا کام ہے۔ امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ

کھانے میں یہ نیت کیجئے کہ "اللہ رب العزت عزوجل کی عبادت پر قوت حاصل کرنے کے لیے کھا رہا ہوں"۔

سوال: فاطمہ سوال کرتی ہیں۔ میری بہن سب کام الٹے ہاتھ سے کرنے کی عادی ہے اور کھانا کھانے میں بھی الٹا ہاتھ ہی استعمال کرتی ہے۔ تو کیا الٹے ہاتھ سے کھا سکتے ہیں یا سیدھے ہاتھ سے ہی کھانا ضروری ہے اس بارے میں کوئی حدیث ارشاد فرمائیں؟

جواب: فاطمہ بہن! آپ کی بہن کو چاہیے کہ وہ سیدھے ہاتھ سے ہی کھانا کھانے کی عادت بنائیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ، قرار قلب وسینہ، صاحب معطر پسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے ہر ایک سیدھے ہاتھ سے کھائے اور سیدھے ہاتھ سے پیئے اور سیدھے ہاتھ سے لے اور سیدھے ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان الٹے ہاتھ سے کھاتا اور الٹے ہاتھ سے پیتا، الٹے ہاتھ سے دیتا اور الٹے ہاتھ سے لیتا ہے"۔ (ابن ماجہ شریف جلد ۴، ص ۲، حدیث ۳۲۶۶)

سوال: نادیہ کہتی ہیں کہ وضو کیے بغیر کھانا نہیں کھا سکتے۔ اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: نادیہ بہن! کھانے سے پہلے نماز کی طرح وضو کرنا ضروری نہیں۔ اور اگر کھانا کھانے سے پہلے کھانے کا وضو کرلیں تو اس کا بہت فائدہ ہے۔ کھانے کا وضو یہ ہے کہ

دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئیں، کلی کریں اور منہ کا اگلا حصہ دھوئیں۔ اس طرح کرنے پر سنت پر عمل کرنے کا ثواب ان شاء اللہ مل جائے گا جیسا کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ، سلطان باقرینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ ﷺ کا

ارشاد رحمت بنیاد ہے۔

"کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ مرسلین علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہے"۔(فیضان سنت، باب: کھانا کھانے کی سنتیں وآداب، صفحہ ۱۵۷)

سوال: فریحہ سوال کرتی ہیں کہ ہم نے یہ تو سن رکھا ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے سے اس میں برکت ہوتی ہے یہ ارشاد فرمادیں کہ نہ پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟

جواب: فریحہ بہن! کھانے سے پہلے اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان اس میں شریک ہو جاتا ہے۔

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ شیطان کے لیے وہ کھانا حلال ہو جاتا ہے (یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے)۔(مشکوۃ کتاب الاطعمہ صفحہ 363)

سوال: حمیدہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے اور درمیان میں پڑھنا چاہیں تو ارشاد فرمائیں کہ کن الفاظ کے ساتھ پڑھی جائے؟

جواب: حمیدہ بہن! حدیث پاک میں اس کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ عزوجل کا نام ذکر کرے یعنی بسم اللہ پڑھے اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یوں کہ

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ۔ (مراۃ المناجیح صفحہ ۲۹، جلد ششم)

سوال: ہاجرہ کہتی ہیں، میں اکثر کھانے کے وقت غور کرتی ہوں کہ کوئی تین انگلیوں سے کھاتا ہے، کوئی چار سے، کوئی پانچ سے ارشاد فرمائیں کہ سنت طریقہ کیا ہے؟ وضاحت فرما کر ثواب آخرت پائیں؟

جواب: ہاجرہ بہن! کھانا کھانے کا سنت طریقہ حدیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

"ایک انگلی سے کھانا شیطان کا کھانا ہے اور دو انگلیوں سے سرکش لوگوں کا اور تین انگلیوں سے کھانا انبیاء کرام علیہم السلام کا کھانا ہے"۔ لہٰذا روٹی تین انگلیوں سے نوالہ بنا کھائے لیکن وہ کھانا جو تین انگلیوں سے نہیں کھایا جا سکتا جیسے چاول تو پھر چار یا پانچ انگلیوں سے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: رابعہ کہتی ہیں کہ میں اپنی چھوٹی کزن کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ میرے روکنے کے باوجود وہ بار بار میرے سامنے سے کھا رہی تھی حدیث سے ارشاد فرمائیں کہ ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: رابعہ بہن! یاد رکھیے کہ ایسا کرنا ادب کے خلاف ہے اور اس کے بارے میں حدیث پاک میں بھی آیا ہے۔

"حضرت عمر ابن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا رسول اکرم ﷺ کی پرورش میں تھا اور میرا ہاتھ پیالے میں گھومتا تھا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا نام لو۔ اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ"۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۶۳ کتاب الاطعمہ)

حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں کہ ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے اگر اکیلا بھی کھائے تب بھی اپنے سامنے سے کھائے۔ ہاں اگر طباق (برتن) میں مختلف مٹھائیاں یا مختلف قسم کی کھجوریں ہیں تو جہاں سے چاہے کھالے۔ (مراۃ المناجیح صفحہ ۸ جلد ششم)

سوال: فارینہ سوال کرتی ہیں کہ دسترخوان پر گری ہوئی روٹی اٹھا کر کھانے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: فارینہ بہن! گری ہوئی روٹی اٹھا کر کھا لینا سنت ہے۔ اور اس کی فضیلت بھی بہت ہے لہٰذا

حضرت سیدنا عبداللہ بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ

"روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان و زمین کی برکات سے ہے۔ جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی روٹی کو کھالے گا۔ اس کی مغفرت ہو جائے گی"۔ (طبرانی)

سوال: فائزہ سوال کرتی ہیں کہ کیا کھانے کے بعد بھی ہاتھوں کو دھونا ضروری ہے؟

جواب: فائزہ بہن! کھانا کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھونا سنت ہے اور سرکار ﷺ کے عمل سے بھی ثابت ہے۔

اور حدیث مبارکہ میں اس کی فضیلت بھی آئی ہے۔ جیسا کہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا محتاجی کو دور کر دیتا ہے اور یہ مرسلین علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہے"۔ (المعجم الاوسط جلد ۵، صفحہ ۲۳۱)

سوال: نائلہ کہتی ہیں کہ مجھے معلوم ہے کہ کھانے کے بعد برتن چاٹنا سنت ہے لیکن لوگ ایسا کرنے سے مذاق اڑاتے ہیں، بھوکی لگی ہو تو کیا کیا جائے؟

جواب: نائلہ بہن! یاد رکھیے کہ لوگوں کے مذاق اڑانے کی وجہ سے ہم سنت کو ترک نہیں کر سکتے بلکہ اسے وقت سنت پر اور سختی سے عمل کرنا چاہیے اور مذاق اڑانے والوں کو نرمی سے سمجھانا چاہیے اور برتن چاٹنے کی فضیلت بتانی چاہیے کہ

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جو رکابی اور اپنی انگلیوں کو چاٹ لیتا ہے اللہ عزوجل اس کو دنیا اور آخرت میں آسودہ (سیر) رکھتا ہے۔ (طبرانی کبیر، جلد ۱۸، صفحہ ۲۶۱)

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سنا ہوا یعنی آلودہ برتن بغیر صاف کیے پڑا رہے تو اسے شیطان چاٹتا ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۵۲)

سوال: عائشہ کہتی ہیں میری بہن کھانا کھانے کے بعد انگلیاں نہیں چاٹتی اور انگلیوں پر دانے لگے رہتے ہیں اس کا یہ عمل کیسا ہے؟

جواب: پیاری بہن! آپ اپنی بہن سے کہیں کہ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیا کریں کیوں کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے انگلیوں اور برتن چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا "تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے"۔ (صحیح مسلم صفحہ ۱۱۲۲)

سوال: سفینہ سوال کرتی ہیں میرے بھائی ٹیک لگا کر کھاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟
جواب: پیاری بہن! ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھانا چاہیے۔ کیونکہ کہ حدیث پاک میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم ٹیک لگا کر مت کھاؤ"۔ (بحوالہ مجمع الزوائد جلد ۵، صفحہ ۲۲)

سوال: تہمینہ سوال کرتی ہیں کیا ٹیک لگا کر کھانے سے کوئی نقصان بھی ہوتا ہے یا صرف خلاف سنت ہے؟
جواب: تہمینہ بہن! ٹیک لگا کر کھانے کے تین طبی نقصانات ہیں۔
(۱) کھانا اچھی طرح چبایا نہیں جا سکے گا اور اس میں جس مقدار میں لعاب ملنا چاہیے اتنا نہیں ملے گا جو کہ معدے میں جا کر نشاستہ دار غذاؤں کو ہضم کر سکے اور یوں نظام انہضام (یعنی ہاضمہ) متاثر ہوگا۔
(۲) ٹیک لگا کر بیٹھنے سے معدہ پھیل جاتا ہے لہٰذا اس طرح غیر ضروری خوراک معدے میں چلی جائے گی اور ہاضمہ خراب ہوگا۔
(۳) ٹیک لگا کر کھانے سے آنتوں اور جگر کو نقصان پہنچتا ہے۔

سوال: فاطمہ سوال کرتی ہیں بیٹھ کر کھانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟
جواب: پیاری بہن! بیٹھ کر کھانے کی ایک سنت یہ ہے کہ سیدھا گھٹنا کھڑا کریں اور الٹا پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں جب کہ ایک اور بھی سنت بیٹھنے کی ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ کو کھجور کھاتے دیکھا اور حضور ﷺ زمین سے لگ کر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے۔
(بحوالہ مسلم شریف)

سوال: شازیہ سوال کرتی ہیں کہ آج کل عموماً دیکھا گیا ہے کہ شادیوں میں کھڑے ہو کر کھانا کھایا جاتا ہے۔ کھڑے ہو کر کھانا کیسا ہے؟ کیا اس کی ممانعت حدیث میں آئی ہے؟
جواب: شازیہ بہن! کھڑے ہو کر کھانا خلاف سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر کھائے۔

حدیث پاک میں بھی کھڑے ہو کر کھانے کی ممانعت آئی ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"نبی کریم، رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے کھڑے ہو کر پینے اور کھڑے ہو کر کھانے سے منع فرمایا ہے"۔(ترمذی)

سوال: فاریہ کہتی ہیں کہ چھری کانٹے سے کھانا فخر سمجھا جاتا ہے اور باقاعدہ بچوں کو سکھایا بھی جاتا ہے کہ چھری کانٹے سے کیسے کھاتے ہیں کیا چھری کانٹے سے کھا سکتے ہیں؟ جواب عنایت فرما دیجئے؟

جواب: فاریہ بہن! چھری کانٹے سے نہیں کھانا چاہیے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "گوشت چھری سے نہ کاٹو کیونکہ یہ عجمیوں کے معمولات سے ہے اور اسے نوچ کر کھاؤ کہ مزیدار اور جلد ہضم ہونے والا ہے"۔(ابوداؤد)

لہٰذا فاریہ بہن! چھری کانٹے سے نہیں کھانا چاہیے مگر یوں کہ گھر میں ران وغیرہ بھنی ہوئی ہو تو اب چھری سے کانٹے کی ضرورت ہے تو اس صورت میں چھری کانٹے کا استعمال کر سکتے ہیں مگر فیشن کے طور پر چھوٹی چھوٹی بوٹیوں کو بھی چھری کانٹے سے نہیں کھانا چاہیے کہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔ اس کے بارے میں حدیث مبارکہ میں ہے کہ

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

"جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے"۔

تو چاہیے کہ اس حدیث پاک سے عبرت حاصل کریں اور یہود و نصاریٰ کا انداز اپنانے سے گریز کریں اور سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے ہاتھ سے کھائیں اور سنت کا ثواب پائیں۔

سوال: ثمرہ سوال کرتی ہیں کہ میں جوتے پہن کر کھانا کھا رہی تھی۔ میری دادی نے ڈانٹا کہ جوتا اتار کر کھاؤ۔ کیا یہ کھانے کے آداب سے ہے؟ نیز اس کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: جی ثمرہ بہن! ننگے پاؤں کھانا کھانا مفید بھی ہے اور یہ کھانے کے آداب میں سے

بھی ہے جیسا کہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جب کھانا رکھا جائے تو اپنے جوتے اتار دو کہ یہ تمہارے قدموں کی راحت کا باعث ہے"۔

(مراۃ المناجیح صفحہ ۱۵ جلد ششم)

سوال: خدیجہ کہتی ہیں کہ میرے شوہر روزانہ لیٹ گھر آتے ہیں جس کی وجہ سے ہم مل کر کھانا نہیں کھا سکتے۔ اس کے بارے میں کوئی فضیلت ارشاد فرمادیں؟

جواب: خدیجہ بہن! ایک ہی دستر خوان پر مل جل کر کھانا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ جیسا کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کو یہ بات سب سے زیادہ پسند ہے کہ وہ اپنے کسی مومن بندہ کو بیوی اور بچوں کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھے دیکھے اور سب کھاتے ہوں کیونکہ جب دستر خوان پر سب جمع ہوتے ہیں تو اللہ عزوجل ان کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور قبل از جدا ہونے کے ان کو بخش دیتا ہے"۔

لباس کے آداب

سوال: حمیدہ بہن کہتی ہیں کیا لباس کے بارے میں بھی کوئی قرآنی آیت ہے؟

جواب: جی حمیدہ بہن قرآن پاک میں لباس کا ذکر موجود ہے جیسا کہ ارشاد ہوا:

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَ رِیۡشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّهُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ ﴿۲۶﴾ (اعراف)

"اے آدم کی اولاد بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیزگاری کا لباس کہ وہ سب سے بھلا یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت فرمائیں"۔

سوال: حور یہ سوال کرتی ہیں آج کل یہ بات عام ہے کہ عورتیں مردوں کا سا لباس پہنتی ہیں کیا اسلام میں ایسا کرنا جائز ہے یا اس کی ممانعت فرمائی ہے؟

جواب: حوریہ بہن جو عورتیں مردانہ وضع اختیار کرتی خواہ لباس ہو یا کوئی چیز اس کے بارے میں ممانعت حدیث مبارکہ میں موجود ہے کہ ان کے لیے لعنت فرمائی گئی اس طرح جو مرد عورتوں کی وضع اختیار کرتے ہیں ان پر بھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں سے مشابہت کرتی ہیں۔

لعنت کے معنی ہوتے ہیں "اللہ کی رحمت سے دور" تو حوریہ بہن جو اللہ کی رحمت سے دور ہوگا اس کے دنیاوی واخروی معاملات کیسے درست ہو سکتے ہیں تو چاہیے کہ مردوں کا لباس جوتا وغیرہ پہنیں سے بچیں۔ (تفہیم البخاری صفحہ ۱۳۷ کتاب اللباس)

سوال: فوزیہ کہتی ہیں کہ بازار میں آج کل فیشن کے مطابق باریک کپڑا آتا ہے تو کیا ایسا کپڑا جس میں جسم کا کوئی حصہ تھوڑا بہت رنگ جھلکے پہن سکتے ہیں یا نہیں تفصیلاً ارشاد فرمائیں؟

جواب: فوزیہ باریک کپڑا جس میں اگرچہ جسم کی رنگت جھلکے یہ ایک مذموم فعل ہے عورتوں کو چاہیے کہ وہ حیاء والا لباس پہنیں اور باریک لباس پہننے سے بچیں کہ سرکار مدینہ ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک کپڑے پہن کر حضور ﷺ کے سامنے آئیں۔ آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب عورت بالغہ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ نہ دکھائی دینا چاہیے سوا منہ اور ہتھیلیوں کے۔ (ابوداؤد جلد دوم باب فیھا تبدی المراۃ من زینتھا صفحہ 212)

فوزیہ بہن اگر آپ باریک کپڑا پہننا چاہتی ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کپڑے کے نیچے ایک اور کپڑا لگوالیں تاکہ بدن کی رنگت نہ جھلکے۔

سوال: عاتکہ سوال کرتی ہیں کہ کیا بچوں کو ایسے کپڑے پہنائے جا سکتے ہیں جن پر تصاویر بنی ہوں؟

جواب: عاتکہ بچوں کو ایسے کپڑے نہ پہنائے جائیں بلکہ گھر میں ایسی کوئی بھی چیز نہ رکھی

جائے جن پر تصاویر ہوں اور نہ ہی اپنی تصاویر آویزاں کی جائیں کہ

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں جس میں تصاویر ہوں۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب التصاویر صفحہ 880)

سوال: ہما سوال کرتی ہیں لباس پہننے میں سنت طریقہ کیا ہے؟

جواب: ہما بہن! حدیث نبوی ﷺ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کرتہ شریف پہنتے وقت دائیں طرف سے ابتداء فرماتے ہیں۔ (ترمذی باب ماجآء فی القمص صفحہ 439)

لباس پہننے کا سنت طریقہ

پہلے قمیص پہننا سنت ہے۔ قمیص پہنتے وقت سیدھی طرف سے شروع کریں۔ مثلاً پہلے قمیص کی سیدھی آستین میں سیدھا ہاتھ داخل کریں۔ پھر الٹی آستین میں الٹا ہاتھ داخل کریں پھر شلوار پہنیں۔ شلوار کے سیدھے پائنچے میں سیدھا پاؤں داخل کریں۔ الٹے پائنچے میں الٹا پاؤں داخل کریں۔ (فیضان سنت، باب اللباس، ص ۴۳۵)

سوال: جواہر سوال کرتی ہے کپڑا سیدھی جانب سے پہننا سنت ہے تو کیا اتارا بھی سیدھی جانب سے جائے؟

جواب: جواہر بہن! لباس پہننا تو سیدھی جانب سے سنت ہے۔ لیکن اتارنا الٹی جانب سے سنت ہے۔ قمیص کی پہلے بائیں آستین نکالیں پھر دائیں آستین نکالیں۔ اور شلوار کو اتارتے وقت پہلے بائیں جانب سے اتاریں پھر دائیں جانب سے اتاریں۔

(فیضان سنت، صفحہ ۴۳۶)

سوال: ثمرہ سوال کرتی ہیں کہ کپڑا پہننے سے پہلے تو بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ لیکن اتارتے وقت پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: ثمرہ بہن! لباس اتارتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس کی برکت

سے شیطان سے ستر پوشی ہو جاتی ہے۔ (فیضان سنت باب اللباس صفحہ ۷۳۶)

سوال: فرزانہ کہتی ہیں کہ میں نے نئے کپڑے پہننے کا ارادہ کیا تو میری دادی نے کہا کہ جمعہ کے دن سے شروع کرنا کیا یہ ضروری ہے کہ جمعہ کے دن سے ہی پہنے؟

جواب: فرزانہ بہن ضروری نہیں ہے کہ آپ نیا لباس جمعہ کے دن سے ہی پہنے۔ بلکہ نیا لباس جمعہ کے دن سے پہننا شروع کرنا سنت ہے۔ (فیضان سنت باب اللباس صفحہ ۷۳۶)

سوال: کرن سوال کرتی ہیں کہ میری بہن کومل ہمیشہ سادہ لباس ہی پہنتی ہے جب کہ اس کے پاس عمدہ عمدہ لباس ہیں تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: پیاری بہن کرن سادہ لباس پہننے کی بہت فضیلت آئی ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو باوجود قدرت اچھے کپڑے پہنے، تواضع (عاجزی) کے طور پر چھوڑ دے تو اللہ عزوجل کرامت کا حلہ (جنتی لباس) پہنائے گا"۔ (ابوداؤد، فیضان سنت باب اللباس صفحہ ۷۴۲)

جوتا پہننے کے آداب

سوال: جویریہ کہتی ہیں کہ کیا جوتا پہننے اور اتارنے میں دونوں دائیں طرف سے ابتداء کی جائے گی طریقہ ارشاد فرمائیں؟

جواب: جویریہ! جوتا پہننے میں پہلے سیدھا جوتا پہنیں پھر الٹا اور اتارتے وقت پہلے الٹا جوتا اتاریں پھر سیدھا جیسا کہ حدیث میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے سیدھے پیر میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے الٹے سے اتارے۔ (ابوداؤد جلد دوم)

سوال: ابرین کہتی ہیں کہ میری امی اس بات سے بہت ناراض ہوتی ہیں کہ کوئی ایک جوتا پہن کر چلے کیا حضور ﷺ نے اس بارے میں کچھ ارشاد فرمایا؟

جواب: ابرین آپ کی امی صحیح بات پر ناراض ہوتی ہیں ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت حدیث میں آئی ہے کہ

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی الٹے ہاتھ سے کھانا کھائے یا ایک جوتا پہن کر چلے پھرے۔ (شمائل شریف)

سوال: حنا کہتی ہیں کہ کیا ہم لڑکوں والے جوتے، جوگرز وغیرہ پہن سکتی ہیں؟

جواب: حنا مردانہ جوتے پہننے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتے پہنتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد جلد دوم)

سوال: ثانیہ سوال کرتی ہیں کیا جوتے پہننے سے پہلے بھی بسم اللہ شریف پڑھنا چاہیے؟

جواب: ثانیہ بہن ہر جائز اور نیک کام سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا چاہیے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ

سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر ذی امر کام بسم اللہ شریف سے شروع کرو ورنہ وہ کام نامکمل رہ جاتا ہے۔

ضمنی مسائل

سوال: زینب سوال کرتی ہیں کہ عبادت کسے کہتے ہیں؟

جواب: لفظ عبادت دنیا کے ہر مذہب میں موجود ہے۔ ہر مذہب کے بانی نے اپنے پیروؤں کو عبادت کا حکم دیا اور اس کا طریقہ بھی ہر مذہب نے علیحدہ علیحدہ مقرر کیا ہے۔ لیکن عبادات کی جو حقیقت و تشریح اسلام نے کی ہے وہ ایسی ہے جس کو معلوم کرکے ہر سلیم العقل اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ واقعی عبادت یہ ہے کہ اور دیگر مذاہب نے جو عبادت کا طریقہ اور تشریح کی ہے، کہیں تو وہ ناممکن ہے، کہیں اس کی روح ہی مفقود ہے اور کہیں ایسے افعال کو عبادت میں شمار کرلیا ہے۔ جو فطرتاً و عقلاً عبادت ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔

عرب ہی کو لیجئے ان کی عبادت یہ تھی کہ دنیا کی عیش و عشرت اور اس کی لذتوں کو چھوڑ کر جنگل اور ویرانوں میں بیٹھ جاؤ اور دنیا سے قطع تعلق کرکے مجرد زندگی بسر کرو۔ یہود کی یہ

عبادت تھی کہ ہفتہ کے روز چھٹی کی جائے اس دن کوئی کام نہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ انہیں جب بھی موقع ملتا تو بتوں کے سامنے سر جھکا لیتے۔

عیسائیوں کی عبادت حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویروں اور مجسموں کو پوجنا اور اپنے جسم کو سخت تکلیف پہنچانا تھا۔ انہوں نے اپنے جسم کو تکلیف پہنچانے کے بہت سے سخت طریقے دریافت کر لیے تھے اور اسی کا نام انہوں نے عبادت رکھ لیا تھا۔

اسی طرح عام خیال تھا کہ اپنے نفس کو تکلیف دینا یہ بھی عبادت ہے چنانچہ یونانی فلسفیوں میں اشراقیت، عیسائیوں میں رہبانیت، ہندوؤں میں جوگیت اسی نظریہ کا نتیجہ تھا۔ یہ لوگ گوشت نہ کھاتے، ننگے رہتے۔ ایک سال تک کسی مقام پر کھڑے رہتے۔ اہل و عیال دنیا کی نعمتوں کو چھوڑ کر تجرد، رہبانیت اختیار کرتے اور اس کو بہت بڑی عبادت سمجھتے۔

عبادت کے لغوی معنی

عبادت کے لغوی معنی ''عاجزی'' کے ہیں۔

اصطلاحی معنی

اصطلاح میں عبادت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو خدا سمجھ کر اس کے حضور عبودیت کا نذرانہ پیش کرنا اور اس کے احکام بجالانا، یہ سمجھ کر یہ حکم خدا کا ہے۔ اگر انسان کیسا ہی اچھا کام کرے مگر اس سے مقصود خدا کی خوشی اور اس کے احکام نہ ہوں۔ وہ ہرگز عبادت نہیں ہے اور یہی اسلام کی تعلیم ہے۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (انعام)

''میری نماز، میرا حج، میری زندگی اور میری موت سب خدا کے لیے ہے''۔

اس سے معلوم ہوا مسلمان جو بھی نیک کام کرے، اگر اس سے مقصود خدا کے حکم کی بجا آوری ہو اور اس کو خوش کرنا ہے۔ تو وہ عبادت ہے۔

صرف نماز، حج، زکوٰۃ ہی عبادت نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ کام جس سے مقصود خدا کی رضا ہو۔ وہ بھی عبادت ہے۔ مثلاً کسی شکستہ دل کی تسلی و تشفی کی بات کرنا اور گنہگار کو معاف کرنا بھی

عبادت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ اچھی بات کہنا اور معاف کرنا اس خیرات سے بہتر ہے۔

اس آیت کی تشریح حضور ﷺ نے یوں فرمائی:

كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ

"ہر نیکی کا کام صدقہ ہے"۔

تبسمک فی وجهه صدقة واماطة الاذى عن الطريق صدقة الساعی علی الاراحل و المسكين كالمجاهد فی سبيل الله

"کسی بھائی کو دیکھ کر اس کو خوش کرنے کے لیے مسکرانا راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی خیرات ہے، بیوہ غریب کی مدد کرنا خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے"۔

اسی طرح لوگوں کے درمیان بغض و فساد کے اسباب کو دور کرنا، محبت پھیلانا بھی عبادت ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کیا تمہیں روزہ نماز سے بڑھ کر درجہ کی چیز نہ بتاؤں۔ صحابہ نے عرض کی فرمایئے یارسول اللہ۔ فرمایا:

اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ

"آپس کے تعلقات کا درست رکھنا"۔

ان مثالوں سے واضح ہے اسلام میں عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مومن کا ہر کام عبادت ہے۔ اس کا سونا، جاگنا، تجارت کرنا وغیرہ سب ہی عبادت ہیں جب کہ اس سے مقصود اللہ رب العزت جل مجدہ کی خوشنودی اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا ہو۔

سوال: خالدہ پوچھتی ہیں کہ کیا کائنات میں انسان کے سوا دیگر چیزیں بھی مصروف عبادت ہیں؟

جواب: ارشاد خداوندی ہے کہ

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (بنی اسرائیل:44)

امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ فضائل میں فرماتے ہیں کہ زمینوں کو بھی اس پر قیاس

کرنا چاہیے۔ درخت، مینار اور پہاڑ قیام میں ہیں اور چار پائے رکوع میں اور حشرت الارض (زمین میں رہنے والے) سجدہ میں اور دیواریں اور ٹیلے اور کاہ اور ریگ وغیرہ قعدہ میں، قرآن کریم کی آیہ کریمہ اسی پر ہی دلالت کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نماز کو احمد مصطفیٰ ﷺ کی شکل بنایا۔ الف، قیام، حا رکوع، میم سجدہ، دال قعدہ۔ (مسائل نماز صفحہ ۱۳)

سوال: حمیدہ سوال کرتی ہیں کہ کیا نیکی بدی کرنے کا تعلق عادت سے ہے؟

جواب: الغیر عادۃ والشر عادۃ والنفس معتادٌ

نیکی، بدی عادت سے ہے اور نفس خوئے پذیر ہے۔

جی ہاں! عموماً نیک و بد اعمال عادت سے تعلق رکھتے ہیں۔

سوال: حرا پوچھتی ہیں کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں؟

جواب: تقویٰ انسان کے قلب کی وہ کیفیت ہے جس کی وجہ سے دل میں نیک کام کرنے کی امنگ اور برائیوں سے نفرت ہوتی ہے اور وہ کام خاص خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کیا جاتا ہے۔ اسی لیے فرمایا۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

"یہ عبادت اس لیے ہے تا کہ تم متقی بن جاؤ"۔

سوال: نماز کی کچھ برکات ذکر فرمادیں؟

جواب: نبی محترم رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

(۱) نماز پڑھنے سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

(۲) فرشتے پیار کرتے ہیں۔

(۳) تمام انبیاء کی سنت ہے۔ نور معرفت ہے۔

(۴) اصل (جڑ) ایمان ہے۔

(۵) اجابت (قبولیت) کی دعا ہے۔

(۶) باعث قبولیت ایمان ہے۔

(۷) رزق میں برکت حاصل ہوتی ہے۔
(۸) بدن میں راحت ہوتی ہے۔
(۹) دشمن کے لیے اوزار ہے۔
(۱۰) شیطان کو ناخوش کرتی ہے۔
(۱۱) ملک الموت کے سامنے سفارشی ہوگی۔
(۱۲) قبر میں روشنی کرتی ہے۔
(۱۳) قبر میں نیچے بچھونا پائے گا۔
(۱۴) منکر نکیر کے لیے جواب میں آسانی ہوگی۔
(۱۵) قیامت تک قبر میں مونس و غمخوار ہوگی۔
(۱۶) روز قیامت اوپر سایہ کرے گی۔
(۱۷) سر پہ تاج ہوگی۔
(۱۸) بدن پہ لباس حاصل ہوگا۔
(۱۹) نور، جو آگے آگے چلتا ہوگا۔
(۲۰) نمازی اور دوزخ کے درمیان پردہ ہوگی۔
(۲۱) خدا کے سامنے حجت ہوگی۔
(۲۲) میزان میں ثقل ہوگی۔
(۲۳) پل صراط سے گزار دے گی۔
(۲۴) جنت کی کنجی ہے۔ کیونکہ اس میں تسبیح و تحمید، تقدیس، تعظیم، قرآت اور دعا ہے لہٰذا افضل الاعمال ہے۔ (بستان العارفین، مصنف فقیہ ابولیث سمرقندی حسن ۱۰۱، مسائل نماز ۱۳)

سوال: سعدیہ پوچھتی ہیں کہ تعداد رکعات کے اختلاف میں کیا حکمت ہے؟

جواب: نماز کی رکعتیں مختلف اسی لیے ہیں کہ دراصل یہ انبیاء کی یادگاریں ہیں۔ جس طرح قربانی خلیل اللہ کی یادگار ہے۔ انہیں کی یادگار کو رب تعالیٰ نے ہر مسلمان مالک نصاب پر واجب کر دیا۔

اسی طرح یہ نمازیں مقبولان بارگاہ الٰہی کی ادائیں ہیں۔ ان کے وہ افعال جو رب العزت کو پسند آ گئے۔ وہ سب مسلمانوں پر فرض کر دیئے گئے۔ فجر کی دو رکعتیں آدم علیہ السلام نے پڑھیں۔ ظہر کی چار رکعتیں ابراہیم خلیل اللہ نے ادا فرمائیں۔ اس لیے ہمیں بھی حکم دیا گیا کہ اتنی ہی رکعتیں پڑھیں طبیب کے نسخے میں دوائیوں کی مختلف مقدار ہوتی ہے۔ جو طبیب حکمت و دانائی کی بنا پر قائم کرتا ہے اسی طرح نماز کی رکعتیں روحانی نسخہ ہے۔ جو طبیب مطلق رب العزت جل مجدہ نے مقرر فرمائی ہیں۔ اور ان میں حکمتیں ہیں جن کے ادراک سے عقل انسانی قاصر ہے۔ صاحب روح البیان نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

ملائکہ کے بازو مختلف ہیں کسی کے دو، کسی کے تین، کسی کے چار تو اللہ نے نمازوں کی رکعتیں بھی مختلف رکھیں کیونکہ یہ بھی روح کے بازو ہیں۔ (مسائل نماز، ص ۱۸)

سوال: قبلہ کی تعین میں کیا حکمت ہے؟

جواب: قبلہ کی تعین کی یہ حکمت ہے کہ کعبہ معظمہ زمین کی جڑ ہے۔ کیونکہ زمین وہیں سے پھیلی ہے لہٰذا حکم دیا گیا ہے کہ نمازی اس کی طرف منہ کر لے۔ تاکہ نمازی کا جسم اپنے اجسام کی اصل کی طرف رہے۔ (مسائل نماز، ص ۱۹)

سوال: شگفتہ کہتی ہیں کہ اذان دینے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب:

اذان عرف عام میں

اذان عرف شروع میں ایک خاص قسم کا اعلان ہے جس کیلئے مخصوص الفاظ مقرر ہیں۔

فضائل اذان

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(۱) مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوں گی۔ (مسلم واحمد وابن ماجہ)

علامہ عبدالرؤف مناوی نے تیسیر میں لکھا کہ یہ حدیث متواتر ہے اور معنی حدیث یہ ہیں کہ مؤذن رحمت الٰہی کے بہت امیدوار ہوں گے۔ کیونکہ جس کو جس چیز کی امید ہوتی ہے اس کی طرف گردن دراز کرتا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ ان کے ثواب بہت ہیں یا یہ کہ وہ قیامت

کے دن شرمندہ نہ ہوں گے کیونکہ جو شرمندہ ہوتا ہے۔ اس کی گردن جھک جاتی ہے۔

(۲) مؤذن کی جہاں تک آواز پہنچتی ہے اس کی لیے مغفرت کردی جاتی ہے اور ہر تر و خشک جس نے اس کی آواز سنی اس کی تصدیق کرتا ہے یا گواہی دیتا ہے۔

(۳) اذان دینے والا جو محض ثواب کے لیے اذان دیتا ہے۔ اس شہید کی طرح ہے جو خون میں آلودہ ہے۔ قبر میں اس کے کیڑے نہیں پڑیں گے۔

(۴) اذان دافع عذاب وبلا ہے۔

(۵) حضور ﷺ نے فرمایا:

اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ آذان کہنے پر اتنا ثواب ہے تو اس پر باہم تلوار چلتی۔

(۶) جس نے بارہ برس اذان دی جنت اس کے لیے واجب ہوگئی اور اذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں اور اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(۷) جو سال بھر اذان کہے اور اجرت طلب نہ کرے وہ قیامت کے دن جنت کے دروازے پر کھڑا کیا جائے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ جس کی تو چاہے شفاعت کر۔

(۸) اذان کے وقت دعا بہت کم رد ہوتی ہے۔

اسی طرح کی بہت سی فضیلتیں ان مؤذنوں کے لیے حدیث میں وارد ہوئی ہیں جو اللہ کی خوشنودی کے لیے اذان دیتے ہیں اور اجرت طلب نہیں کرتے۔ عجب زمانہ ہے کہ ہمارے معاشرہ میں لوگ اول تو اذان کہتے ہیں اور جو خلوص کے ساتھ اذان دے بھی تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس پر ملا کی پھبتی کستے ہیں اور یہ سب کچھ دین سے بے رغبتی اور بے تعلقی کی وجہ ہے۔ (بہار شریعت، جلد اول، صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)

سوال: ام ہانی پوچھتی ہیں کہ مقام محمود سے کیا مراد ہے؟

جواب: مقام محمود وہ جگہ ہے۔ جس پر جلوہ گر ہو کر حضور شفاعت فرمائیں گے۔ تمام اولین و آخرین تلاش شفیع میں سرگرداں ہوں گے۔ جلیل القدر انبیاء اکرام علیہم السلام تک "اذھبو الی غیری" فرمائیں گے۔

مگر صرف اور صرف حضور کی زبان پر "انا لھا" ہوگا۔

حضور کی اس عظمت و رفعت بزرگی و شان کو دیکھ کر اولین و آخرین حضور کی ثناء کریں گے اسی لیے اس مقام کو محمود کہتے ہیں۔

☆ حدیث ابوہریرہ میں حضور ﷺ نے فرمایا:

ھو المقام الذی اشفع فیہ لامتی۔

"یہ مقام وہ ہے۔ جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا"۔

☆ ابن جوزی نے کہا:

مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔

☆ بعض نے کہا:

عرش پر یا کرسی پر حضور علیہ السلام کا کھڑا ہونا مراد ہے۔

☆ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

مقام محمود وہ مقام ہے کہ اولین و آخرین اس وقت حضور کی تعریف کریں گے اور کل عالم پر حضور کے فضل و شرف کا اظہار ہوگا۔

سوال: ثناء پوچھتی ہیں کہ وضو کرنا کب فرض ہے؟

جواب:

چار چیزوں کے لیے وضو کرنا فرض ہے

(۱) ہر نماز کے لیے خواہ وہ فرض ہو یا سنت یا نفل جب کہ بے وضو ہو۔

(۲) قرآن شریف کے سجدہ کے لیے وضو کرنا فرض ہے۔

(۳) نماز جنازہ کے لیے وضو کرنا فرض ہے۔

(۴) قرآن کریم کو چھونے کے لیے جبکہ غسل کی حاجت نہ ہو۔ البتہ طواف کعبہ کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔ (مسائل نماز، ص ۳۵)

سوال: خدیجہ پوچھتی ہیں کہ دو مسلمانوں میں صلح کروانا کیسا ہے؟

جواب: لوگوں کے درمیان بغض و فساد کے اسباب کو دور کرنا، محبت پھیلانا عبادت ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کیا تمہیں روزہ، نماز سے بڑھ کر درجہ کی چیز نہ

بتاؤں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی فرمایئے یارسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا:

اِصْطَلاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ

''آپس کے تعلقات کا درست رکھنا''۔

سوال: سکینہ پوچھتی ہیں کہ وضو کے بعد نفل، اعضاء کو سکھا کر پڑھیں یا تر ہی رہنے دیں؟

جواب: وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے 2 رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ اسے تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے''۔

غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ وضو کے بعد فرض نماز پڑھ تو یہ قائم مقام تحیۃ الوضو کے ہو جائے گی۔

سوال: فضا سوال کرتی ہیں کہ کیا داہنی طرف تھوکنا منع ہے؟

جواب: داہنی طرف تھوکنا اچھا نہیں۔ کیونکہ داہنی طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ ہوتا ہے۔

(۱) امام نووی نے فرمایا:

داہنی طرف تھوکنے کی ممانعت مطلق ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں، مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں۔

(۲) عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نماز کے علاوہ بھی داہنی طرف تھوکنے کو ناجائز قرار دیتے تھے۔ معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی داہنی طرف نہیں تھوکا۔ حضرت عبداللہ بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو داہنی طرف تھوکنے سے مطلق منع فرماتے تھے۔

(۳) علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بائیں طرف تھوکنا چاہیے لیکن اگر بائیں طرف کوئی اور نمازی ہو تو پھر نہ بائیں طرف تھوکنا چاہیے اور نہ داہنی طرف۔ بلکہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے یا کپڑے میں لے لے۔

سوال: مسجد میں تھوکنے کی کیا مذمت ہے؟

جواب: نسائی کی حدیث میں ہے کہ مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیکھ کر حضور ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ایک انصاری عورت نے اِسے کھرچ دیا اور وہاں خوشبو لگادی۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ بہت اچھا کیا۔

(۱) مسند احمد میں بروایت سعد بن ابی وقاص مرفوعاً آیا ہے کہ جس شخص کو مسجد میں کھنکار آجائے تو چاہیے کہ اسے دفن کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ مسلمان کے کپڑے یا بدن پر لگنے کے باعث اسے ایذا ہو۔

(۲) صحیح مسلم میں بروقت ابوذر مرفوعاً آیا ہے کہ میں نے اپنی امت کی بداعمالیوں میں یہ بھی پایا ہے کہ مسجد میں تھوک ہو اور اسے نہ مٹایا جائے۔

(۳) مسند احمد وطبرانی میں برویت ابوامامہ مرفوعاً ہے کہ مسجد میں تھوک کر دفن نہ کرنا گناہ ہے اور پونچھ دینا (دفن کرنا) نیکی ہے۔

(۴) سعید بن منصور کی روایت میں ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح ایک رات مسجد میں تھوک کر صاف کرنا بھول گئے۔ گھر جا کر یاد آیا تو آگ کا شعلہ لے کر آئے۔ اس کی روشنی میں تھوک تلاش کر کے مٹی میں دبا دیا اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کے لیے تعریف ہے جس نے آج کی رات مجھے گناہ سے بچالیا۔

سوال: ان اللہ خلق آدم علی صورتہ۔ "بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے"۔ یہ حدیث ہے یا قول ہے؟

جواب: یہ حدیث صحیح ہے اور اضافت شرف کے لیے ہے۔ جیسے بیتی (میرا گھر) ناقة اللہ (اللہ کی اونٹنی) یا ضمیر آدم کی طرف ہے کہ آدم کو ان کی کامل صورت پر بنایا۔

طولہ ستون ذراعاً۔ ان کا قد ساٹھ (60) ہاتھ تھا بخلاف اولاد آدم کہ بچہ چھوٹا پیدا ہوتا ہے پھر بڑھ کر اپنے کامل قد کو پہنچتا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ، ص ۳۹۷)

سوال: زرینہ پوچھتی ہیں کہ "عبادلہ ثلٰثہ" کس کو کہتے ہیں؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے ایک زمانہ میں مشترک ہونے اور عمروں میں قریب قریب ہونے

کی وجہ سے ان کو کہا جاتا ہے۔ ان سب میں حضرت عبداللہ بن مسعود افضل ہیں۔ جو ان سب سے فائق اور سب کے شیخ ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

سوال: رابعہ پوچھتی ہیں کہ بدھ کے روز عصر کے وقت یا عصر کے بعد کسی کتاب وغیرہ کا شروع کرنا کیسا عمل ہے؟

جواب: حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ

ما من شیء بدأ یوم الا ربعاء الاتم

جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اتمام کو پہنچتی ہیں مگر بعد نماز عصر کی تخصیص ثابت نہیں بلکہ ظہر و عصر کے درمیان مناسب ہے کہ بدھ کے دن یہ وقت ساعت اجابت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: وصیت میں ضرر پہنچانے کی کیا صورتیں ہیں؟

جواب: وصیت میں ضرر پہنچانے کے چند طریقے ہیں۔

(۱) ثلث سے زائد وصیت کرے۔

(۲) اجنبی کے لیے مال کا اقرار کرے۔

(۳) فرضی قرض کا اقرار کرے۔

(۴) وہ قرض جو دوسرے پر تھا وصول کر چکا ہو۔

(۵) کسی چیز کو سستا بیچ دے۔

(۶) مہنگا خریدے۔

(۷) ثلث کی وصیت کرے مگر رضائے الٰہی کے لیے نہیں بلکہ ورثاء کو ضرر دینے کے لیے کہ میرے بعد مال انہیں نہ ملے۔

تو یہ سب وصیت میں اضرار کی صورتیں ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصہ کو قطع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا حصہ جنت سے قطع کر دے گا۔ اس کے بعد والی آیت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اللہ

کی حدود ہیں۔

لہٰذا پتا چلا کہ وارث کو محروم کرنا حرام ہے اور بعض علماء نے اس کو گناہ کبیرہ بتایا۔

سوال: رخسانہ پوچھتی ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے وارث کو میراث سے محروم کر دے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث سے کاٹے۔

سوال: عیشاء ملک پوچھتی ہیں کہ کوئی شخص زبان سے بخوشی کلمہ کفر کہے حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: امام علامہ فقیہ النفس فخر الدین اور جبدی رحمۃ اللہ علیہ خانیہ میں فرماتے ہیں کہ

جس شخص نے زبان سے بخوشی کلمہ کفر کہا حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے نزدیک مومن نہ ہوگا۔

حاوی میں ہے کہ

☆ جس نے زبان سے کفر بکا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے تو وہ کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مومن نہیں ہے۔

جو کچھ اس کے دل میں ہے وہ اس کو نفع نہ دے گا کیونکہ کافر تو منہ سے بولے گئے کفر سے پہچانا جاتا ہے۔ جب اس نے زبان سے کفر بول دیا تو وہ ہمارے نزدیک اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر ہو گیا۔

خلاصہ یہ کہ جس شخص نے بطور ہنسی مذاق اور بطور کھیل کلمہ کفر بکا وہ سب کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔ اس کے اعتقاد کا کوئی اعتبار نہیں۔ جس نے خطاءً یا مجبوراً کلمہ کفر کہا وہ سب کے نزدیک کافر نہ ہوگا اور جس نے جان بوجھ کر قصداً کلمہ کفر کہا وہ سب کے نزدیک کافر ہو گیا۔

سوال: حمنہ پوچھتی ہیں کہ زوال کے کیا معنی ہیں؟

جواب: زوال کے اصل معنی سرکنا، ہٹنا، جانا، حرکت کرنا، بدلنا ہیں۔

☆ قاموس میں ہے۔

زوال کے معنی ہے جانا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا۔

☆ اسی میں ہے۔

ہر وہ جس نے جگہ بدلی تو بے شک اس نے حال بدلا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوا۔

سوال: فائزہ پوچھتی ہیں کہ کیا میت کی طرف سے اس کا ولی اس کی قضا نمازیں اور روزے رکھ سکتا ہے؟

جواب: ہدایہ میں ہے کہ

میت کی طرف سے اس کا ولی نہ روزے رکھے نہ نماز پڑھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ ہی کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔

سوال: حنا کہتی ہیں کہ اس نے صدقہ فطر عید کے دن سے مؤخر کر دیا تو اب اس پر کیا حکم لگایا جائے گا۔ آیا کہ اس پر صدقہ فطر لازم ہے یا ساقط؟

جواب: ہدایہ میں ہے کہ

اگر لوگوں نے صدقہ فطر روز عید سے مؤخر کر دیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی ان پر لازم ہے۔

سوال: اسماء کہتی ہیں کہ ایک خاتون مغرب و عشاء اکٹھی پڑھتی ہے اور جواب یہ دیتی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہ عمل فرمایا تو کیا اس کا یہ فعل اور قول ٹھیک ہے؟

جواب: امام ترمذی نے فرمایا کہ حدیث مبارک میں ہے۔

جس شخص نے کسی عذر کے بغیر دو نمازوں کو جمع کیا تو بے شک وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ میں داخل ہوا۔ صرف مزدلفہ میں نماز مغرب و عشاء پڑھنا ثابت ہے۔

سوال: نسیمہ کہتی ہیں کہ حضور خلیفہ علاؤ الدین ... کہ ... اگر کوئی شخص ... علیہم السلام

علیکم کہے تو کیا سلام کا جواب دیا جائے یا اپنے عمل کو جاری رکھا جائے۔

جواب: وضو میں جواب دے دے اور وظیفہ و تلاوت میں جواب نہ دینے کا اختیار رکھتا ہے کہ اس حال میں اس پر سلام کرنا مکروہ ہے۔

سوال: رخشندہ پوچھتی ہیں کہ بدھ کے دن ناخن کتروانا چاہیے یا نہیں اگر نہیں تراشنا چاہیے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: بدھ کے دن ناخن نہ تراشے جائیں کہ حدیث میں اس سے نہی آئی۔ معاذ اللہ عزوجل اس سے مورث برص ہوتا ہے۔ بعض علماء رحمۃ اللہ علیہ نے بدھ کو ناخن کتروائے۔ کسی نے انہیں حدیث کی وجہ سے منع کیا، تو انہوں نے کہا یہ حدیث نہیں ہے۔ انہیں فوراً برص ہو گیا۔ شب کو زیارت جمال بے مثال ﷺ سے مشرف ہوئے۔ شافی کافی ﷺ کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے یہ نہ سنا تھا، ہم نے اس سے نہی فرمائی ہے۔ عرض کی، حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی۔ ارشاد فرمایا، تمہیں اتنا ہی کافی تھا کہ یہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے بدن پر لگایا تو وہ فوراً اچھے ہو گئے اور اسی وقت سے توبہ کر لی کہ اب کبھی حدیث سن کر ایسی مخالفت نہ کریں گے۔

سوال: فاطمہ پوچھتی ہیں کہ سجدہ کی کتنی قسمیں ہیں اور کون سا سجدہ کس لیے خاص ہے؟

جواب: سجدہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) سجدہ عبادت (۲) سجدہ تحیت

سجدہ عبادت غیر اللہ کے لیے کفر ہے اور سجدہ تحیت غیر اللہ کے لیے حرام ہے مگر کفر و شرک نہیں کہ اگلی شریعتوں میں جائز تھا اور کفر و شرک کبھی جائز نہیں ہو سکتا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جو وہابیہ کچھ کاموں کو یہاں تو شرک قرار دیتے ہیں اور مکہ مدینہ میں جائز۔ حالانکہ کفر و شرک کبھی جائز نہیں ہو سکتا کہیں ان باتوں کو شرک کہنا صحیح نہیں ہے۔

سوال: مدیحہ پوچھتی ہیں کہ اشارے کے ساتھ سلام کرنا یعنی وقت سلام مسنون ہاتھ پیشانی تک لے جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بلاضرورت فقط اشارے پر قناعت بدعت اور یہود و نصاریٰ کی سنت ہے اور سلام مسنون کے ساتھ محل حاجت عرفیہ میں اشارہ بھی ہو تو حرج نہیں۔

سوال: سکینہ پوچھتی ہیں کہ ایک خاتون لوگوں سے بہت فحش کلامی کرتی ہے۔ فحش کلامی کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: بے ضرورت و حاجت شرعیہ لوگوں سے فحش کلامی بھی ناجائز اور خلاف حیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں،

"حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور فحش بکنا بے ادبی ہے اور بے ادبی دوزخ میں ہے"۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"شرم اور کم بختی ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش بکنا اور زبان کا طرار ہونا، نفاق کے دو شعبے ہیں"۔

اور فرماتے ہیں کہ:

"فحش جب کسی چیز میں دخل پائے گا اسے عیب دار کر دے گا اور حیا جب کسی چیز میں شامل ہوگی اس کو زینت بخش دے گا"۔

ایک جگہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"فحش بکنا نحوست ہے"۔

سوال: نور الہدیٰ کہتی ہیں کہ ان کے بھائی ٹخنوں سے نیچے پائنچے رکھتے ہیں۔ یہ عمل مردوں کو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: پائنچوں کا کعبین سے نیچا ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر براہ عجب و تکبر ہے تو قطعاً ممنوع و حرام ہے اور اس پر وعید شدید (سخت) وارد ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا جس نے ازراہ تکبر اپنے تہبند کو زمین پر گھسیٹا"۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو شخص تکبر سے ازار لٹکائے (یعنی زمین پر گھسیٹے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا"۔ یعنی نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ، باب الکبر، ص ۴۳۳)

سوال: سندس پوچھتی ہیں کہ سہرا باندھنا جائز ہے یا نہیں اور جائز ہے تو کس قسم کا اور اگر نا جائز ہے تو کس قسم کا؟

جواب: سہرا باندھنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ (اعراف:32)

"تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی"۔ (کنز الایمان)

سوال: منیبہ پوچھتی ہیں کہ اگر کسی کو معاذ اللہ حمل زنا سے حمل ٹھہر جائے اور بوجہ ندامت و شرمندگی وہ اس بچے کو مار دے تو اس پر کیا حکم ہے؟

جواب: قتل ناحق حرام ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (اسرائیل:33)

"اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو"۔

سوال: میت کے ایصال ثواب کے لیے طالب العلم کو بلا کر دعوت طعام سے کھانا کھلایا، قرآن پاک پڑھ کر اس کا ثواب بھی میت کی ایصال کیا تو یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

جواب: میت کو ایصال ثواب جائز، فقراء و طلبہ کو کھانا کھلانا، قرآن پڑھوا کر ثواب پہنچانا بھی جائز، مگر اجرت پر قرآن پڑھوانا خواہ اجرت پیشتر طے ہو جائے یا وہاں ایسا دستور ہو۔ تو یہ دونوں صورتیں ناجائز ہے۔

سوال: معادیہ پوچھتی ہیں کہ سود خور کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ شئی جو کھانے کے لیے لائی گئی معلوم ہے کہ یہ حرام ہے تو اس کا کھانا حرام، ورنہ حرام نہیں۔

چنانچہ سود خور کے یہاں کھانے سے اجتناب ہی چاہیے۔

سوال: جنبی مرد یا عورت اور نابالغ لڑکے کو جانور وغیرہ ذبح کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: جنبی مرد یا عورت اور نابالغ لڑکے کو جانور ذبح کرنا درست ہے جب کہ ذبح کر جانتے ہوں۔

سوال: کنول کہتی ہیں کہ اس کے ماموں نے عید الضحیٰ میں بکرا ذبح کیا لیکن بسم اللہ، اللہ اکبر نہیں کہا۔ قصاب کا بیان ہے کہ میں نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ لیا ایسی حالت میں صحیح طور پر جانور ذبح ہو گیا یا نہیں؟

جواب: اگر بسم اللہ کہنا بھول گیا تو ذبح ہو گیا، جانور حلال ہے۔ حدیث میں ہے۔

المسلم یذبح علی اسم اللہ سمی او لم یسم

"اور اگر قصداً بسم اللہ کو ترک کیا تو ذبح نہ ہوا اور جانور حرام"۔

قال اللہ تعالیٰ: وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (انعام:121)

"اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا"۔ (کنز الایمان)

قصاب کا تسمیہ کہنا معتبر نہیں اور اس کا کہنا نہ کہنا برابر ہے جب کہ وہ ذبح نہ کرتا ہو بلکہ جانور کو پکڑے ہو یا کھڑا ہو۔ ذبح کرنے میں ذابح کا تسمیہ کہنا شرط ہے۔

سوال: فریال پوچھتی ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کا مرتبہ خانہ کعبہ سے افضل ہے یا نہیں؟

جواب: بلا شبہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کا مرتبہ خانہ کعبہ سے افضل ہے بلکہ تربت اطہر جو جسم انور ﷺ سے متصل ہے وہ مرتبہ میں کعبہ سے تو کیا عرش الٰہی سے بھی افضل ہے جیسا کہ شفاء قاضی عیاض علیہ الرحمہ میں مذکور ہے، ملا علی قاری علیہ الرحمہ الباری وغیرہ نے اس پر اجماع امت نقل فرمایا ہے۔ بلکہ ارشاد حضور ﷺ ہے یعنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ

"مومن کی حرمت تجھ سے زیادہ ہے"۔

تو جب مومن کے متعلق ایسا ارشاد فرمایا تو انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام تو کہیں بہتر و

برتر ہیں۔

سوال: ذنیرہ کہتی ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حقہ پینا مکروہ ہے اور اس کا پانی اگر کپڑے پر گر جائے تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا؟

جواب: حقے کے پانی کو ناپاک بتانا محض جہالت اور شریعت مطہرہ پر افترا ہے۔ حقہ جس طرح بعض جاہل لوگ پیتے ہیں افطار رمضان کے وقت، جس سے حواس میں خیال آتا ہے، ضرور ناجائز اور گناہ ہے۔ اس کے علاوہ عام حقہ جیسا کہ اہل تہذیب پیتے ہیں جس میں بدبو نہیں ہوتی وہ محض مباح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۵، ص ۲۰۸)

سوال: گلناز سوال کرتی ہیں کہ والدین کی اطاعت کس صورت میں واجب ہے اور کس صورت میں فرض؟ اگر وہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب کا حکم دیں مثلاً داڑھی منڈانا، بے پردگی، چوری وغیرہ تو اب اطاعت واجب ہے یا نہیں؟

جواب: اطاعت والدین جائز باتوں میں فرض ہے۔ اگرچہ والدین خود مرتکب کبیرہ ہوں۔ ان کے کبیرہ کا وبال ان پر ہے۔ مگر اس کے سبب یہ شخص امور جائزہ میں ان کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔

ہاں اگر وہ ناجائز بات کا حکم دیں تو اس میں ان کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

☆ مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ

"اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی بھی شخص کی اطاعت نہیں کی جائے گی"۔

ماں باپ اگر گناہ کرتے ہوں ان سے بہ نرمی وادب گزارش کرے اگر مان لے تو بہتر ورنہ سختی نہیں کرسکتا بلکہ ان کے لیے دعا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۵، ص ۲۰۴)

سوال: شازیہ پوچھتی ہیں کہ میرے دادا ابو حقہ پینے کے دوران درود پاک پڑھتے ہیں اور اسی طرح حقہ پی چکنے کے بعد بھی پڑھتے ہیں اس میں کوئی ممانعت ہے کہ نہیں؟

جواب: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت پروانۂ شمع رسالت ﷺ اپنی تصنیف جلیل فتاویٰ رضویہ جلد ۲۵ مع التخریج میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

ہاں! ورد درود مبارک کے وقت حقہ نہ پیئے اور اگر حقہ پی چکا ہو تو کلی، مسواک سے منہ

صاف کرلے اور پھر ورد کرے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۵، ص ۱۰۲)

سوال : زنیرہ وہاب سوال کرتی ہیں کہ شراب پینا یا پلانا کیسا؟ میرے بہنوئی یوں تو کبھی نہیں پیتے لیکن جب ٹورز پر دبئی وغیرہ جاتے ہیں تو پی بھی لیتے ہیں۔ اور کبھی بیچنے کے لیے ساتھ بھی لے آتے ہیں؟

جواب: زنیرہ بی بی آپ کے جواب کو حدیث پاک کی روشنی میں دیا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

"یعنی جو شخص شراب کے لیے شیرہ نکالے اور جو نکلوائے اور جو پیے اور جو اٹھا کر لائے اور جس کے پاس لائی جائے اور جو پلائے اور جو بیچے اور جو اس کے دام کھائے اور جو خریدے اور جس کے لیے خریدی جائے ان سب پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی۔

(جامع ترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی بیع الخمر، جلد اول صفحہ ۱۵۵)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: تین شخص جنت میں نہ جائیں گے، شرابی اور اپنے قریبی رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔ اور جو شرابی بے توبہ مر جائے اللہ تعالیٰ اسے وہ خون اور پیپ پلائے گا جو دوزخ میں فاحشہ عورتوں کی بری جگہ سے اس قدر بہے گا کہ ایک نہر ہو جائے گا، دوزخیوں کو ان کی فرج کی بدبو عذاب پر عذاب ہو گی، وہ سخت بدبو گندی پیپ جو بدکار عورتوں کی فرج سے بہے گی۔ اس شرابی کو پینی پڑے گی۔

(مسند امام احمد بن حنبل، عن ابی موسیٰ اشعری، جلد ۴، ص ۳۹۹)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

جو شخص شراب کی ایک بوند پیے، چالیس روز تک اس کی کوئی نماز قبول نہ ہو اور جو مر جائے اور اس کے پیٹ میں شراب کا ایک ذرہ بھی ہو تو جنت حرام کر دی جائے گی۔ اور جو شراب پینے سے چالیس دن کے اندر مرے گا وہ زمانہ کفر کی موت مرے گا۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الاشربہ، ان اعظم الکبائر شریعت، جلد ۴، صفحہ ۱۴۷)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

میرے رب نے اپنی عزت کی قسم یاد فرمائی ہے۔ کہ میرا جو بندہ ایک گھونٹ شراب

کا پیئے گا میں اسے اس کے بدلے جہنم کا وہ کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا۔اس کی بخشش تک اور جو کسی چھوٹے کو پلائے گا، جب بھی اس کی سزا میں وہ پانی پلاؤں گا۔اس کی بخشش تک اور میرا جو بندہ میرے خوف سے شراب چھوڑے گا۔اسے اپنے پاک دربار میں پلاؤں گا۔(اس کو امام احمد نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)۔(مسند امام احمد بن حنبل، جلد ۵، صفحہ ۲۵۷)

لہٰذا احادیث مبارکہ سے ثابت ہو گیا کہ کبھی کبھار شراب پینا بھی حرام ہے، اور اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے، نیز اس سے حاصل ہونے والی کمائی بھی حرام ہے چنانچہ آپ کے بہنوئی کو چاہیے کہ اس فعل سے فوراً توبہ کریں اور آئندہ نہ کرنے کا پکا عہد کریں۔

سوال: نوال ہما سوال کرتی ہیں، حقہ یا سگریٹ پینے کے بعد منہ سے ایک ناگوار بو آتی ہے۔کیا ایسی حالت میں درود پاک وغیرہ پڑھا جا سکتا ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، پروانہ شمع رسالت ﷺ اپنی تصنیف جلیل فتاویٰ رضویہ جلد ۲۵ مع التخریج میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

ہاں! ورد درود پاک کے وقت حقہ نہ پئے اور پی چکا ہو تو کلی مسواک سے منہ صاف کر کے ورد شروع کرے۔لہٰذا اس بو وغیرہ کو دور کر کے درود پاک وغیرہ پڑھے۔

سوال: شمع وہاب سوال کرتی ہیں کہ افیون کھانا کیسا؟ کیا افیونی فاسق و عذاب الٰہی کا مستحق ہے؟

جواب: افیونی ضرور فاسق و مستحق عذاب ہے۔صحیح حدیث میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہر چیز کہ نشہ لائے اور ہر چیز کہ عقل میں فتور ڈالے حرام فرمائی۔

(مسند احمد بن حنبل، کتاب الاشربہ، باب ما جاء فی المسکر، صفحہ ۱۴۳، جلد ۲)

اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرنا

سوال: حبا مسعود سوال کرتی ہیں کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اللہ کا واسطہ دے کر مانگتے ہیں، بعض سائل ان الفاظ میں سوال کرتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسول کے واسطے میں کچھ دو وغیرہ۔از روئے شرع شریعت کیا حکم ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ الرحمان اپنی تصنیف جلیل

میں اس مسئلے پر اس طرح بحث فرمائی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرماتے ہیں:

ملعون ہے وہ جو اللہ کا واسطہ دے کر کچھ مانگے اور ملعون ہے جس سے خدا کا واسطہ دے کر مانگا جائے پھر اس سائل کو نہ دے جب کہ اس نے بیجا سوال نہ کیا ہو۔

(مجمع الزوائد، بحوالہ کتاب الطبرانی کتاب الادعیۃ باب السوال بوجہ اللہ الکریم، جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۳)

اور فرماتے ہیں سرکار ﷺ

"جس سے خدا کا واسطہ دے کر کچھ مانگا جائے اور وہ دے دے تو اس کے لیے ستر نیکیاں لکھی جائیں"۔ (کنزل العمال، صفحہ ۲۴۳، جلد ۶)

اور مروی ہے کہ فرماتے ہیں سرکار ﷺ

یعنی جو تم سے خدا کا واسطہ دے کر مانگے اسے دو اور اگر نہ دینا چاہو تو اس کا بھی اختیار ہے۔ (کنز العمال بحوالہ الحکیم عن معاذ، جلد ۶، صفحہ ۲۰۷)

اور فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ

اللہ کے واسطے سے سوائے جنت کے کچھ نہ مانگا جائے۔

(سنن ابی وداؤد، کتاب الزکوۃ، صفحہ ۲۳۵، جلد ۱)

ان تمام احادیث مبارکہ میں علمائے کرام نے اس طرح موافقت (مطابقت) تطبیق فرمائی ہے کہ:

اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر سوائے اخروی (آخرت) شی کے کچھ نہ مانگا جائے، اور مانگنے والا اگر خدا کا واسطہ دے کر مانگے اور دینے والے کا اس شی کے دینے میں کوئی حرج دینی یا دنیاوی نہ ہو تو دینا مستحب مؤکد ہے۔ ورنہ نہ دے۔

بلکہ امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جو خدا کا واسطہ دے کر مانگے مجھے یہ خوش (پسند) آتا ہے کہ اسے کچھ نہ دیا جائے"۔

اور جہاں تک روپیہ پیسہ دینے کا معاملہ ہے تو اس میں اپنی وسعت و حالت اور سائل کی کیفیت و حاجت پر نظر درکار ہے، اگر یہ سائل قوی تندرست، گدائی کا پیشہ ور جوگیوں کی

طرح ہے۔ تو ہرگز ایک پیسہ نہ دے کہ اسے سوال حرام ہے اور اسے دینا حرام پر اعانت کرنا ہے اور دینے والا گنہگار ہوگا۔

قربانی کی کھال بیچنا

سوال: ثمینہ سوال کرتی ہیں کہ کیا قربانی کی کھال بیچی جا سکتی ہے؟

جواب: قربانی کی کھال ہر نیک ثواب کے کام میں صرف ہو سکتی ہے۔ حدیث میں ہے۔

کھاؤ، ذخیرہ کرو اور کار ثواب میں خرچ کرو، ہاں! جس نے دام حاصل کرنے کے لیے بیچی ہو اس پر لازم ہے کہ وہ دام فقیروں ہی کو دے۔

حدیث میں ہے

"جس نے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی اس کی قربانی نہیں"۔

سوال: شاہانہ زیب واسطی سوال کرتی ہیں کہ کسی سچی بات کے لیے قرآن پاک کی قسم کھانا یا اس کا اٹھالینا گناہ ہے یا نہیں؟ مسئلہ دراصل یہ ہے کہ میرے شوہر نے مجھ سے کہا کہ اگر تو سچی ہے تو قرآن شریف اٹھالے، اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ میں سچی تو ہوں لیکن میں قرآن شریف نہیں اٹھا سکتی۔ کہ قرآن شریف اٹھانا ہر حالت میں گناہ ہے جب کہ میرے شوہر یہ کہتے ہیں کہ سچا قرآن شریف اٹھانا گناہ نہیں ہے البتہ جھوٹا قرآن شریف اٹھانا گناہ ہے۔ مہربانی فرما کر رہنمائی فرمادیں؟

جواب: جھوٹی بات پر قرآن مجید کی قسم کھانا یا اٹھانا سخت عظیم گناہ کبیرہ ہے اور سچی بات پر قرآن عظیم کی قسم کھانے میں حرج نہیں اور ضرورت ہو تو اٹھا بھی سکتے ہیں۔ مگر یہ قسم بہت سخت ہے، بلا ضرورت خاص نہیں اٹھانی چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۵، صفحہ ۳۰۳)

سوال: زنیرہ وہاب سوال کرتی ہیں کہ میری والدہ نے چند دوکانیں اس لئے خریدی ہیں کہ ان کے کرائے سے گھر کے اخراجات وغیرہ پورے ہوں مطلب جو کرایہ وغیرہ وصول ہوتا ہے وہ گھر کے اخراجات میں خرچ ہو جاتا ہے کیا ان دوکانوں پر زکوۃ دی جائے گی؟

جواب: مذکورہ دوکانیں چونکہ تجارت کی غرض سے نہیں خریدی گئیں ہیں لہٰذا ان پر زکوۃ

نہیں۔ اور جہاں تک کرائے کا تعلق ہے تو کرایہ اتنا جمع ہو کہ وہ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اس کے برعکس میں نہیں ہوگی۔

سوال: مہ جبین سوال کرتی ہیں کہ میرے بیٹے کی شادی ہے۔ میری بہن اور چچا آپس میں ناراض ہیں۔ ان کی بات چیت نہیں۔ جب کہ میرا ان دونوں سے تعلق ہے۔ اب شادی میں بہن کو بلاتی ہوں تو چچا نہیں آئیں گے اور چچا کو بلاتی ہوں تو بہن ناراض ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اگر میں بہن کو بلالوں کہ یہ میرا اخوتی رشتہ اور چچا کو نا بلاؤں تو کیا اس پر کوئی گناہ تو نہیں؟

جواب: اس کا جواب اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اس طرح فرماتے ہیں کہ بہن اور چچا دونوں ذی رحم محرم ہیں۔ کسی سے قطع کرنا اس کو جائز نہیں۔ اسے چاہیے اپنی بہن کو جس طرح ممکن ہو راضی کرے اگرچہ یوں کہ خفیہ اپنے چچا کو شادی میں شریک ہونے کی دعوت دے اور اپنی بہن سے کہہ دے کہ مجھے ہر طرح تیری خاطر منظور ہے۔ نہ ان کو بلاؤں گی نہ شریک کروں گی۔ اتنا تجھ سے چاہتی ہوں کہ وہ اگر اپنے آپ آجائیں تو اس پر مجھ سے ناراض نہ ہو۔ کیونکہ وہ تیرے اور میرے دونوں کے باپ کی جگہ ہیں۔ نیز آدمی بے بلائے ہوئے آجائیں تو ان کو نکالنا بے تہذیبی ہے نہ کہ باپ کو۔ غرض جھوٹے سچے فقرے ملا کر دونوں کو راضی کر سکے اور اس پر اجر پائے گی۔ میں نہ ان کو بلاؤں گی۔ مراد یہ رکھے کہ میں خود ان کو بلانے نہ جاؤں گا۔ اگرچہ آدمی یا رقعہ بھیجوں آپ چلے آنے سے یہ مراد رکھے کہ وہ اپنے پاؤں سے چلے آئیں نہ یہ کہ میں اٹھا کر لاؤں۔

غرض پہلو دار بات کہے۔ جھوٹے سچے فقرے سے مراد یہی ہے کہ اس کا ظاہر جھوٹ اور مرادی معنی سچ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲، صفحہ ۲۲۲)

چنانچہ مہ جبین صاحبہ آپ دونوں کو مدعو کریں اور کوشش کریں کہ آپ کی وجہ سے ان کی ناراضگی بھی ختم ہو جائے اور صلح ہو جائے تاکہ وہ دونوں ایک عظیم گناہ سے بچ جائیں اور آپ کو بھی کثیر اجر و ثواب ملے۔

ساس بہو کے جھگڑے میں پڑوسن کا طعنہ دینا

سوال: ثمینہ رضا سوال کرتی ہیں کہ چند دنوں قبل میرے اور ساس کے درمیان بڑا سنگین قسم کا جھگڑا ہو رہا تھا۔ اسی دوران ہمارے پڑوس میں ایک خالہ بنام خیروں خالہ آئی اور میری ساس کو مزید چڑھانے لگیں۔ جس کے باعث میری ساس جو مزید غصے میں آگئیں باقاعدہ گالیوں اور بددعاؤں پر اتر آئیں اور لڑائی مزید بڑھ گئی۔

جواب: ظلم کے مددگار ظالم ہیں اور ان سے بڑھ کر عذاب و غضب و لعنت کے سزاوار۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ:2)

"تم پر حرام ہے کہ گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو"۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

"جو دیدہ و دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اسے مدد دینے چلا وہ اسلام سے نکل گیا"۔

(طبرانی جلد اول صفحہ ۲۲۷)

خیروں خالہ کو ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے تھا کہ اگر کوئی کسی پر ظلم کر رہا ہو تو اس ظلم میں اس کی مدد نہیں کرنی چاہیے۔

نیز اس طرح کی خواتین کی گفتگو سننے سے بچنا چاہیے۔ اور کوشش کرنی چاہیے کہ فتنے پھیلانے والے لوگوں کا داخلہ گھروں میں نہ ہو۔

سوال: رجاء عامر زیدی سوال کرتی ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی اولاد کو نفقہ نہ دے، نہ ان کے علاج معالجہ کا خیال کرے، نہ دیگر کسی معاملے کی خبر گیری کرے اور اگر مر جائیں تو تجہیز و تکفین کا بھی خیال نہ کرے تو از روئے شرع کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس کا نفقہ شرعاً باپ پر لازم تھا۔ مثلاً نابالغ یا جوان لڑکا کہ کچھ کمانے پر قادر نہیں اس کو نفقہ نہ دیا تو سخت شدید گناہ میں مبتلا ہے۔ اور اگر شرعاً اس کا نفقہ باپ پر نہ تھا۔ مثلاً لڑکی کہ شوہر والی یا جوان لڑکا کمائی پر قادر ہے تو اسے نفقہ دینے میں کچھ گناہ نہیں اور

علاج ودوا تو کسی پر واجب نہیں۔

اور اگر اولاد نافرمانی کرے اور باز نہ آئے یا معاذ اللہ بدمذہب ہو جائے اور باپ اسے چھوڑ دے تو یہ قطع رحم اس اولاد کی طرف سے ہے باپ کی طرف سے نہیں۔ وبال اولاد پر ہے۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک لفظ کے سبب اپنے ایک صاحبزادے سے عمر بھر کلام نہ فرمایا۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ شریف کے ایک صاحبزادے نے حضرت شمس تبریز قدس سرہ العزیز کی شان میں گستاخی کی۔ ان کے مرنے پر مولوی بیٹے کے جنازے میں شریک نہ ہوئے۔

ہاں! اگر اولاد کا قصور نہیں تو باپ پر قطع رحم کا وبال عظیم ہے۔

کفن نہ دینے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ جو نفقہ میں تھیں اگر اس نفقہ کا باپ پر تھا اور اس نے کفن نہ دیا گنہگار ہوا اور نہ تھا تو کفن نہ دینے کا کچھ الزام نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۲۹)

سوال: صاحبان سوال کرتی ہیں کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم کسی سے وعدہ کر لیتے ہیں، لیکن اسے پورا نہیں کر پاتے مجبوری کی وجہ سے، ہمارا ایسا ارادہ نہیں ہوتا، از روئے شرع کیا یہ بھی بدعہدی میں شامل ہوگا؟

جواب: جو شخص کسی سے ایک امر (یعنی کسی چیز) کا وعدہ کرے اور اس وقت اس کی نیت میں فریب نہ ہو، بعد کو اس میں کوئی حرج ظاہر ہو اس وجہ سے اس امر کو ترک کرے تو اس پر بھی خلاف وعدہ کا الزام نہیں۔

حضور پرنور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

یہ بدعہدی نہیں کہ آدمی کسی شخص سے وعدہ کرے اور نیت اسے پورا کرنے کی ہو اور پورا نہ کر سکے۔ بلکہ بدعہدی یہ ہے کہ آدمی وعدہ کرے اور اسے پورا کرنے کا سرے سے ارادہ نہ ہو۔ (کنز العمال جلد ۳، صفحہ ۳۴۷)

لہٰذا یہ بدعہدی تو نہ ہوئی لیکن بہتر ہے کہ اس سے بھی بچا جائے اور کسی کے ساتھ بھی جزم کے ساتھ وعدہ نہ کرے۔ بلکہ ایسا ہو تو ان شاء اللہ کہہ کر ارادہ کرے کہ اگر کسی صحیح

مجبوری کے تحت پورا نہ کر سکے تو گناہ گار نہ ہو۔

سوال: ماریہ سوال کرتی ہیں کہ کیا کبھی جھوٹ بولنا جائز بھی ہے۔ اپنی جان بچانے کے لیے جھوٹ بول سکتے ہیں؟

جواب: ہر اچھا مطلوب کہ جس تک صدق و کذب دونوں سے رسائی ہو سکے تو اس صورت میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور ہر اچھا مطلوب جس تک رسائی صرف کذب سے ہو سکے تو بعض صورتوں میں جھوٹ بولنا مباح ہے جب کہ اس مطلوب کو حاصل کرنا مباح ہو۔ جیسا کہ بے گناہ کو دیکھے جو کسی ایسے ظالم سے روپوش ہو رہا ہے۔ جو اسے مار ڈالنے یا ایذاء پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں (اس مظلوم کو بچانے کے لیے) جھوٹ بولنا اور یہ کہنا کہ میں نے اسے نہیں دیکھا یا مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں، واجب ہے۔

(احیاء العلوم، فتاوی رضویہ جلد ۲۱، صفحہ ۲۸۵)

علم تصوف چشمہ شریعت سے نکلی ہوئی جھیل ہے

سوال: نورین اکثر سوال کرتی ہیں کہ کبھی کبھار کسی کی نعمت کو دیکھ کر ایسا ہوتا ہے اسے کیوں ملی، ہمیں کیوں نہیں ملی جب ہمیں نہیں ملی تو اس کے پاس بھی نہ رہے، توبہ بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی ایسا ہو ہی جاتا ہے از روئے شرع کیا حکم ہے؟

جواب: کسی شخص کی زوال نعمت کی تمنا کرنا حسد کہلاتا ہے۔ حسد ایک بہت ہی قبیح و حرام فعل ہے، کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ دعا کرے کہ جیسا اس کو دیا ہے ویسا مجھے بھی دے۔ لیکن اس کی ختم ہونے کی دعا نہ کرے، نیز آپ کے مسئلے میں یہ بات بھی ہے کہ آپ اس کی نعمت کو دیکھ کر یہ اعتراض بھی کرتی ہیں کہ "اسے کیوں دیا"۔

اس طرح تو یہ رب تعالیٰ کی تقسیم پر ناخوش ہونا ہوا۔ جو کہ ایک بندے ناچیز کے لیے کسی طور مناسب نہیں۔

لہٰذا جب بھی ایسے خیالات آئیں ان کو دفع کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں، نیز حدیث پاک کی روشنی میں اس کے علاج کی بھی کوشش کریں۔

تین خصلتیں اس امت سے نہ چھوٹیں گی، حسد، بدگمانی اور بدشگون۔ کیا میں تمہیں ان کا علاج نہ بتاؤں۔ بدگمانی آئے تو اس پر کاربند نہ ہو اور حسد آئے تو محسود پر زیادتی نہ کرو اور بدشگونی کے باعث کام سے رک نہ رہو۔ (کنز العمال، جلد ۱۶، صفحہ ۲۸، ۲۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے دل میں حسد آئے تو زیادتی نہ کرو اور بدگمانی آئے تو اسے جگہ دو اور بدشگونی آئے تو رکو نہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۲۶۱)

یہ فلاح تقویٰ ہے اس سے آدمی سچا متقی ہو جاتا ہے۔

سوال: شیبا حسن سوال کرتی ہیں کہ میرے بھائی نے اپنے دوست سے کچھ سامان عاریتاً لیا۔ اب وہ سامان گم ہو گیا ہے بھائی اس کے بدلے میں بخوشی نیا سامان دینا چاہتے ہیں، وہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ سامان بغیر اس شخص کی تقصیر (کوتاہی) کے گم ہو گیا تو اس کے بدلے میں اس سے کچھ لینا ہی ناجائز ہے اور ناجائز بات میں کسی کی خوشی ناخوشی کو دخل نہیں۔ بہت لوگ بخوشی سود دیتے ہیں پھر کیا اس کا لینا حلال ہو جائے گا۔

جیسا کہ قرآن پاک کی ذیل کی آیت سے ظاہر ہے۔

أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ (النساء)

''کیا اسے واپس لو گے جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے''۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ (بقرہ:188)

''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ''۔

لہٰذا علماء فرماتے ہیں اگر باہم شرط قرار پائی ہو کہ جاتا رہے تو تاوان دیں گے تو یہ شرط بھی مردود و باطل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۹، صفحہ ۱۵۸)

سوال: نور العین سوال کرتی ہیں کہ ہم نے Catering سے دیگ کرائے پر لی، وہ دیگ اسی شب ہمارے گھر سے چوری ہو گئی۔ اب Catering والا اس کی قیمت مانگتا ہے، شریعت مطہرہ کا حکم اس بارے میں کیا ہے؟

جواب: اگر وہ دیگ حفاظت سے مکان میں رکھی ہے۔ جہاں اپنے برتن وغیرہ رکھے جاتے ہیں۔ تو دیگ لینے والے پر الزام نہیں اور اس سے تاوان لینا جرم ہے۔

ہاں اگر بے خیالی و بے پروائی کی ہو غیر محفوظ مکان میں رکھی باہر چھوڑ دی ہو تو اس صورت میں اس کی قیمت ضرور ادا کی جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۹، صفحہ ۱۵۹)

سوال: گل آویز سوال کرتی ہیں کہ بھائی نے اپنے دوست شبیر حسین کو 5000 روپے دیئے کہ اس کا سونا خرید کر لانا۔ وہ جیب میں رکھ کر لا رہا تھا کہ جیب سے نکل گیا یا کسی نے جیب کترائی۔ تو یہ نقصان کس کا ہوا؟

جواب: وہ شخص امین ہے جب کہ اس نے حفاظت میں کوتاہی نہ کی اور جاتا رہا۔ اس پر تاوان نہیں۔ ہاں اگر اس نے غفلت کی، مثلاً جیب پھٹی ہوئی تھی۔ اس میں سے نکل جانے کا احتمال تھا۔ اس نے ڈال لیا اور وہ نکل گیا تو ضرور اس پر تاوان ہے۔ (کیونکہ یہ زیادتی کرنے والا ہوا اور زیادتی کرنے والا ضامن ہوتا ہے) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۹، صفحہ ۱۶۴)

سوال: نگار حسن سوال کرتی ہیں کہ ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان کی شے گم ہو جائے تو اس چیز کے دام لینا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ شے اس کی پاس امانت تھی اور اس نے پوری احتیاط کی اور اتفاقاً گم ہو گئی تو اس کا تاوان لینا حرام ہے اور اس کی بے احتیاطی سے گم ہوئی تو جائز ہے۔ اور اگر امانت محض نہ تھی مثلاً کوئی چیز خریدنی چاہی اور مول چکا کر اسے دکھانے کے لئے گیا اور وہ گم ہو گئی، اس کے دام دے گا، اگر چہ بے احتیاطی نہ کی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۹، صفحہ ۱۷۱)

سوال: ماہ نور ابراہیم سوال کرتی ہیں کہ حقیقی اور سوتیلی والدہ کے حقوق میں کیا فرق ہے۔ سوتیلی ماں کو مثل حقیقی والدہ کے سمجھنا چاہیے یا حفظ مراتب میں دونوں کے کچھ فرق کرنا چاہیے اور کس قدر؟

جواب: حقیقی ماں اور سوتیلی ماں کے حقوق میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ حقیقی ماں بذات خود مستحق ہر گونہ خدمت و ادب و تعظیم و اطاعت کی ہے اور اسے ایذا دینی معاذ اللہ اللہ و رسول کو ایذا دینی ہے۔

اور سوتیلی ماں کا اپنا ذاتی کوئی حق نہیں جو کچھ ہے باپ کے ذریعہ سے ہے۔ یعنی وہ بات نہ ہو جس میں ماں باپ کو ایذاء ہو کہ باپ کی ایذاء اللہ ورسول کی ایذاء ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلما (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴، صفحہ ۳۶۸)

سوال: سویرا سوال کرتی ہیں کہ کیا عورت کے لیے کانچ کی چوڑیاں پہننا جائز ہیں؟

جواب: اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جائز ہیں۔ اس لیے کہ کوئی شرعی مانع نہیں۔ بلکہ شوہر کے لیے سنگار کی نیت سے مستحب، وانما الاعمال بالنیات۔ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ بلکہ شوہر یا ماں باپ کا حکم ہو تو واجب اس لیے کہ والدین اور شوہر کی نافرمانی حرام ہے اور شوہر کی فرمانبرداری بسلسلہ حقوق زوجیت واجب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲، صفحہ ۱۱۶)

سوال: جب دلہن بیاہ کر لائیں تو اس کے پاؤں دھو کر پورے گھر میں چھڑکاؤ کرنا کیسا؟ ارز روئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب دلہن بیاہ کر لائیں تو مستحب ہے کہ اس کے پاؤں دھو کر مکان کے چاروں گوشوں میں چھڑکیں۔ اس سے برکت ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، ص ۱۱۷)

سوال: مہر النساء پوچھتی ہیں کہ پیاز کاٹنے سے آنکھوں سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے یا نجس اور ان سے وضو پر کوئی اثر ہوگا یا نہیں؟

جواب: پاک ہے اس کا وضو پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ

حسینوں کو آتے ہیں کیا کیا بہانے　　خدا بھی نہ جانے تو ہم کیسے جانیں!

اس میں ہماری مراد ان کے بت ہیں۔ اللہ تعالیٰ مراد نہیں تو کیا اسی طرح ذہن میں رکھ کر پڑھنا کفریہ کلمہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: کفریہ کلمہ جس طرح سے بھی پڑھیں بہرحال کفریہ رہے گا۔ یہ صرف شیطان کا وار ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور اس قسم کے فحش بے ہودہ اور کفریہ کلمات سے خود بھی بچنا اور دوسروں کو بھی بچانا چاہیے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں نہیں کہنا چاہیے اگر کوئی اللہ میاں کہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: زبان اردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں۔ ان میں سے دو ایسے ہیں۔ جن سے شان الوہیت پاک اور منزہ ہے اور ایک کا فرق ہو سکتا ہے۔ تو جب لفظ دو خبیث معنی ہیں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور مشرع میں وارد نہیں تو ذات باری تعالیٰ پر اس کا اطلاق ممنوع ہو گا۔ اس کے ایک معنی مولیٰ تعالیٰ بے شک مولیٰ ہے۔ دوسرا معنی "شوہر" تیسرا معنی "زنا کا دلال"۔ اس لیے "اللہ میاں" نہیں کہنا چاہیے۔

سوال: گلناز کہتی ہیں کہ زمانہ خراب ہے۔ یا اسی طرح زمانے کے متعلق غلط جملے استعمال کرتی ہے تو ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی اپنے مایہ ناز فتاوی، فتاوی امجدیہ میں ایسے ہی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"زمانے کو برا نہیں کہنا چاہیے کہ زمانے نے کسی کا کیا بگاڑا"۔

حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

یوذینی ابن آدم یسب الدھر وانا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنھار

"ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے زمانے کو برا کہتا ہے۔ حالانکہ زمانہ میں تصرف کرنے والا میں ہوں۔ کام میرے ہاتھ میں ہے۔ میں رات اور دن کو پھیرتا ہوں"۔

(رواہ الشیخان عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

سوال: نبیلہ کہتی ہے کہ میں کوئی بھی عمل کرتی ہوں تو اس میں ریا آجاتی ہے اس صورت میں میں کیا کروں؟

جواب: حضرت سیدی شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ کے حضور کسی طالب خدا نے عرض لکھی کہ

"اے میرے سردار! میں عمل کرتا ہوں۔ جب ریا آجاتا ہے تو چھوڑ دیتا ہوں تو بیکاری کی زمین پر گرا پڑتا ہوں"۔

جواب ارشاد فرمایا: **اعمل وتب الی اللہ**

"کام کیے جاؤ اور ریا سے اللہ کی طرف توبہ کرو"۔

سوال: شازیہ پوچھتی ہیں کہ اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا کیسا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جو کوئی اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے کا دعویٰ کرے یا کسی غیر والی کی طرف اپنے آپ کو پہنچائے تو اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرائض اور نوافل قبول نہ فرمائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، صفحہ ۱۹۸)

سوال: عائشہ سوال کرتی ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرا کا نام فاطمہ کیوں تھا؟

جواب: فاطمۃ الزہراء کا نام فاطمہ اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی نسل کو قیامت میں آگ سے محفوظ فرما دیا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، صفحہ ۲۴۵)

سوال: بعض لوگ بہن، بیٹی کے گھر کا پانی پینا برا جانتے ہیں۔ لہٰذا اس کے بارے میں ارشاد فرمائیں؟۔

جواب: یہ رسم ضرور ناپاک و مردود ہے۔ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ (نور:61)

"نہ بیمار پر روک اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھوپھوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے گھر یا اپنی خالاؤں کے گھر یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں"۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بہن، بیٹی کے گھر کھانا بالکل جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ عوام میں جو بات مشہور ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

سوال: نوشین سوال کرتی ہے کہ کسی مسلمان بھائی کو نفع پہنچانا کیسا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ

"تم میں سے جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے"۔

اور فرمایا:

"اللہ اپنے بندہ کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے"۔

(اسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا)

سوال: ام ہانی سوال کرتی ہیں کہ کیا عورت مرد کا جوتا یا کپڑے پہن سکتی ہے؟

جواب: حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے اس کو روایت کیا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی۔ فلاں عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے۔

فرمایا: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجلة من النساء

"رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ اس عورت پر کہ مردانی وضع لے"۔

نبی کریم ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں اور ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب المتشبہین بالنساء والمتشبہات بالرجال صفحہ 874)

سوال: سائرہ سوال کرتی ہیں کہ کسی ایسی محفل میں شرکت کرنا کہ معلوم ہو کہ اس میں گناہ وغیرہ ہوں گے۔ تو اس ایک شخص کے جانے سے وہ گناہوں سے باز رہیں گے تو اس صورت میں اس کا جانا کیسا ہے؟

جواب: اگر وہ شخص جانتا ہے کہ میری عزت و عظمت ان کی نگاہوں میں ایسی ہے کہ میں ساتھ ہوں گا تو وہ منکرات شرعیہ نہ کر سکیں گے تو اس پر واجب و موجب ثواب عظیم ہے کہ شریک ہو رد المحتار میں ہے۔

"جب وہ جانتا ہے کہ اس کے احترام کی وجہ سے وہ گناہ والے کام چھوڑ دیں گے۔ تو اس پر ضروری ہے کہ وہاں جائے اور شرکت کرلے"۔

سوال: رخسانہ سوال کرتی ہیں کہ فی زمانہ یہ بات عام ہوگئی ہے کہ میز کرسی پر کھانا کھایا جاتا ہے اور زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانا پسند نہیں کیا جاتا۔ اس بارے میں شرع میں کیا حکم ہے نیز اس طرح کھانا کھانا کیسا؟

جواب: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت کریمہ زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانے کی تھی اور یہی افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھانا لایا جاتا تو آپ اسے زمین پر رکھ دیتے"۔

نیز انہی سے روایت ہے کہ

"حضور ﷺ کا طریقہ کار یہ تھا کہ کھانا زمین پر رکھ کر خود زمین پر بیٹھ جاتے اور فرماتے میں ایک بندہ ہوں اس لیے اس طریقے سے کھانا پیتا ہوں۔ جس طریقے سے ایک غلام یعنی بندہ کھاتا پیتا ہے"۔

شرعۃ الاسلام اور اس کی شرح میں ہے کہ

"دسترخوان پر کھانا رکھ کر کھانا کھانا آنحضرت ﷺ کو زیادہ پسند تھا اور حالت یہ ہوتی تھی کہ دسترخوان زمین پر بچھا ہوتا تھا نہ کسی اور چیز پر جو زمین کے اوپر ہو"۔

عین العلم اور اس کی شرح میں ہے۔

حضور ﷺ اس دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے جو زمین پر بچھا ہوتا۔ پس مقام انعام میں یہ چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا دسترخوان بچھانا جو زمین کی بجائے کسی اور چیز پر بچھا ہو پر کھانا یہ (سب) بدعات میں سے ہیں۔

سوال: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فاتحہ کا کھانا مردوں کو کھانا چاہیے یا نہیں؟

جواب: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فاتحہ کا کھانا مردوں کو بھی جائز ہے اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

سوال: شگفتہ سوال کرتی ہے کہ تیجہ، دسواں، چہلم کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: تیجہ، دسواں، چہلم سب جائز ہے جب بہ نیت محمود و بطور محمود ہوں۔ اوران کا کھانا مساکین وفقراء کے لیے ہونا چاہیے۔ برادری کی دعوت کے طور پر نہ ہو۔

سوال: شازیہ سوال کرتی ہیں کہ ہندوں کے ہاتھ کا پکا ہوا گوشت کیسا ہے؟

جواب: ہندو کے ہاتھ کا پکا ہوا گوشت حرام ہے۔ مگر اس صورت میں کہ مسلمان نے ذبح کیا اور اپنی آنکھ سے غائب ہونے نہ دیا اس کے سامنے پکایا اور باقی کھانے اس کے پکائے ہوئے جائز نہیں۔

سوال: نجمہ سوال کرتی ہیں کہ میری ساس مجھ کو بہت باتیں سناتی ہیں اگر میں ماں کے گھر جا کر اپنی ساس کی اس عادت کا ذکر کروں تو کیا یہ اس کی غیبت ہوگی؟

جواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا تمہارا اپنے بھائی کو ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ ناپسند رکھے، عرض کیا گیا آپ ارشاد فرمائیں کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جو میں نے بیان کیا ہے۔ فرمایا

"تو جو کہتا ہے اگر وہ اس میں ہے تو تو نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر وہ عیب اس میں نہیں جو تو کہتا ہے تو یہ تیری طرف سے اس پر بہتان ہے"۔ (مسلم شریف)

غیبت بہت بڑے گناہوں میں سے ہے اور یہ ایسا گناہ ہے جو اکثر لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس برے عمل سے محفوظ ہیں۔ غیبت کسی کے ایسے عمل کا بیان ہوتا ہے۔ جسے وہ ناپسند کرے خواہ اس کے بدن میں ہو یا عقل میں، دین میں ہو یا اس کے دنیاوی معاملات میں، خلق میں ہو یا مال میں، اولاد میں ہو یا والدین میں، بیوی میں ہو یا خادم میں، کپڑے میں ہو یا رفتار و گفتار میں، شکل میں ہو یا نشست و برخاست میں، حرکت میں ہو یا سکون میں۔ خندہ روئی میں ہو یا ترش روئی میں یا سخت و تند طبیعت میں خاموشی میں ہو یا عدم خاموشی میں الغرض جو بھی اس سے متعلق ہے خواہ لفظاً ذکر ہو یا کنایۃً و اشارۃً کی صورت میں، آنکھ سے ہو یا ابرو سے ہو یا سر سے ہو یعنی جس سے کسی کا عیب سمجھا جائے اور

غائبانہ ہو۔ یہ غیبت ہے اور اگر یہ اس کے سامنے کہہ دیا اور اسے ناپسند ہو تو یہ بے حیائی و بے شرمی ہے اور اور یہ بھی نہایت ناپسندیدہ عمل ہے اور غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ اگر اس شخص کے علم میں ہے تو اس سے معافی مانگی جائے اور اگر اس کے علم میں نہیں ہے وہ فوت ہو گیا ہے یا کہیں دور چلا گیا ہے تو ندامت واستغفار کافی ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۶، ص ۶۳)

سوال: فوزیہ سوال کرتی ہے کہ جنت کی آرزو کرنے والے کو کون سے عمل کرنا چاہیے؟

جواب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو کون سی چیز لوگوں کو زیادہ جنت میں لے جائے گی؟ اللہ کا ڈر اور اچھا خلق"۔

اور کیا تم جانتے ہو کہ کون سی چیز اکثر لوگوں کو دوزخ میں لے جائے گی؟

دو خالی چیزیں، منہ اور شرمگاہ۔

سوال: نوشین سوال کرتی ہے کہ حرام حمل سے جو بچہ پیدا ہو بوجہ ننگ وعار مار ڈالنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: قتل نفس ناحق حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ (بنی اسرائیل:33)

''اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے کا حق نہ مارو''۔ (کنزالایمان)

سوال: شگفتہ سوال کرتی ہے کہ مسلمان درویش جس کا کلام شرعی اور تذکرہ سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ کشف اور کراماتیں بھی اکثر ظاہر ہوا کرتی ہیں اور غیروں کو نصیحت بھی کرتا ہے لیکن خود منکرات میں مبتلا۔ بظاہر نماز سے کچھ علاقہ نہیں ایسے شخص سے مرید اور ارادت کرنا چاہیے یا نہیں اور ان کا اعتقاد بالولایت کرنا چاہیے یا نہیں۔ اگر ممنوعات چیزیں لانے کے لیے کہیں یا پیسہ طلب کریں تو ان کی بات ماننا چاہیے یا نہیں؟

جواب: پیر کے لیے چار شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فاسق معلن نہ ہو اور جب یہ شخص تارک صلوٰۃ وشارب خمر ہے تو ہرگز اسے پیر نہ بنایا جائے اگرچہ اس سے خوارق ظہور میں آتے ہوں اور نہ اس کے کہنے سے ممنوعات کا ارتکاب کیا جائے اور اسے

پیسہ بھی نہ دیا جائے کہ شراب خور ہے تو شراب میں بھی صرف کرے گا اور اللہ فرماتا ہے کہ۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ:2)

"اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو"۔

سوال: ام ہانی سوال کرتی ہیں کہ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ ایام محرم الحرام میں اپنے بچوں کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر فقیر بناتے ہیں گود میں اٹھا کر بھیک منگواتے ہیں۔ اور گلے میں پیلا یا سرخ ڈورا جس کو کلاوہ کہتے ہیں پہناتے ہیں اور یہ کام لڑکپن سے زندگی بھر تک جاری رکھتے ہیں۔ یہ سب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایام محرم الحرام میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام فاتحہ وایصال ثواب کے سوا تمام امور ناجائز ہیں فقیر بنانا اور بھیک مانگنا ناجائز ہے بلاضرورت شرعیہ سوال کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ رنگ ہوئے کپڑے پہننا، کلاوہ پہننا یا پہنانا بھی ناجائز ہے۔

سوال: حرا سوال کرتی ہے کہ سونے کے بٹن بغیر زنجیر کے پہننا جائز ہے یا نہیں اگر گم ہونے کے خوف سے سوت یا ریشم کا ڈورا پہننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سونے کے بٹن بغیر زنجیر کے جائز ہیں اور اس میں ڈورا لگانا بھی جائز ہے۔

سوال: افشاں سوال کرتی ہے کہ مردے کے واسطے طالب علم کو دعوت کھلا کر قرآن شریف پڑھوانا یا بخشنا شرع میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب: میت کو ایصال ثواب جائز، فقراء وطلبہ کو کھانا کھلانا اور قرآن پڑھوا کر ثواب پہنچانا بھی جائز ہے مگر اجرت پر قرآن مجید پڑھوانا خواہ اجرت پیشتر طے ہو جائے یا وہاں ایسا دستور ہو دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔

سوال: ماریہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کوئی شخص سود کا کام کرتا ہے اور اس کے گھر میں وہ سود کا پیسا استعمال ہوتا ہے تو کیا اس کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں خواہ پابند صوم وصلوٰۃ ہو یا نہ ہو؟

جواب: اگر وہ سود خور کے گھر جائے اور کوئی ایسی شے جو کھانے کے لیے لائی گئی معلوم ہے کہ یہ حرام ہے تو اس کا کھانا حرام، ورنہ حرام نہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ

"مگر سود خور کے یہاں کھانے سے اجتناب ہی چاہیے"۔

سوال: سکینہ سوال کرتی ہے کہ موئے زیر ناف وغیرہ کے بال بالصفا صابون و ہڑتال سے اڑانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: موئے زیر ناف وغیرہ یا جہاں کے بال دور کر سکتے ہیں ایسے مقام کے بال ہڑتال کے چونا یا صابن سے اڑا سکتے ہیں۔

سوال: امیمہ سوال کرتی ہیں کہ سوائے پیغمبر اور اصحاب کے کسی بزرگان دین کو حضور پرنور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اقدس سرہٗ کہنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تب کس صورت پر جائز ہے؟

جواب: لفظ "اعلیٰ حضرت" و "حضور پرنور" انبیاء کرام علیہم السلام یا صحابہ عظام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص نہیں۔ نہ عرفاً خاص نہ شرعاً۔ حضرت اور حضور کا لفظ تو بہت عام ہے۔ اب اگر کسی معظم دینی کو اعلیٰ حضرت کہا یا حضور پرنور کہا، تو اسے نبی یا صحابہ کے کسی خاص وصف میں شرکت کرنا نہ ہوا۔ بلکہ ان تمام لوگوں میں جنہیں حضرت یا حضور کہا جاتا ہے اسے بڑا ماننا اور اس میں اصلاً حرج نہیں بلکہ معظمان دین کو عظمت کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے بلکہ قرآن مجید تو مطلقاً مومنین کے ھلیے فرماتا ہے۔

أَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ (آل عمران)

"تمہیں اعلیٰ ہوا گر مومن ہو"۔ (کنزالایمان)

یونہی "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" یا "قدس سرہ" بھی صحابہ کرام کے ساتھ خاص نہیں۔ صاحب ہدایہ کے تلامذہ نے ان کو رضی اللہ عنہ جا بجا کہا ہے۔ بہت سے مواقع میں ہدایہ کے ہے۔ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس سے مراد خود صاحب ہدایہ ہیں۔ قرآن مجید نے صحابہ کرام کے تبعین کو بھی رضی اللہ عنہم کہا۔ ارشاد فرمایا۔

السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ[1]

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبہ:100)

سوال: رابعہ سوال کرتی ہیں کہ یا محمد (ﷺ) کہنا جائز ہے یا نہیں، اور جو شخص کہے یا محمد حرام ہے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

جواب: حضور اکرم ﷺ کا نام پاک لے کر ندا کرنا ناجائز ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (نور:63)

"رسول کو پکارنا آپس میں ایسا نہ کرلو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو"۔

ابو نعیم حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں کہ

كانو يقولون يا محمد يا ابا القاسم منهاهم الله عن ذالک اعظا ما لنبية صلى الله عليه وسلم فقالوا يا نبى الله يا رسول الله لا تقولوا يا محمد ولكن قولوا يا رسول الله يا نبى الله صلى الله عليه وسلم۔

"یعنی یا محمد نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ ﷺ کہو"۔

یہاں تک کہ علمائے فرماتے ہیں۔

اگر کسی دعا میں یا محمد مروی ہو تو اس کی جگہ یا رسول اللہ کہا جائے اگر سائل کا یہی مقصد ہے کہ اسم پاک کے ساتھ ندا کرنا حرام ہے تو ٹھیک کہتا ہے۔ صحیح مذہب یہی ہے کہ اس طرح ندا کرنا ممنوع ہے اور اگر مطلقاً ندا ہی کو بتاتا ہے۔ تو پہلے التحیات میں سے "ایھا النبی" نکال ڈالے کہ حضور کی ندا تو ہر نماز میں کی جاتی ہے۔ کوئی نماز اس کے بغیر کامل نہیں ہو سکتی۔ جس کو وہ حرام بتاتا ہے۔ ہر نماز میں واجب ہے بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے اور اس تقدیر پر اس کا یہ منع کرنا اور حرام بتانا غالباً بر بنائے وہابیت ہوگا۔

سوال: فائزہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کوئی مسلم گرے ہوئے دانت کی جگہ پر مصنوعی دانت سونے کا لگالے تو شریعت مطہرہ میں جائز ہے یا نہیں اور بعد انتقال اس طلائی دانت کا نکال لینا ضروری ہے کہ نہیں، مصنوعی انگریزی دانت جو پتھر یا ہڈی کا بنایا جاتا ہے۔ وہ صرف دکھانے کا ہے۔ اس سے کھایا پیا نہیں جاتا۔ نیز اس میں بدبو ہو جاتی ہے اور طلائی دانت ان عیوب سے پاک ہے۔ لہٰذا اس کو واضح کریں؟

جواب: امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا مذہب یہ ہے کہ سونے کا دانت بنوانا جائز نہیں۔ مصنوعی دانت جو پتھر یا مسالے سے بنائے جاتے ہیں کارآمد ہوتے ہیں۔ حضور صدرالشریعہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود بہتوں کو دیکھا ہے کہ ان سے اچھی طرح کھاتے ہیں۔ رہی بدبو وہ صفائی سے جاتی رہے گی۔ اور ان میں اتنی بدبو نہیں پیدا ہوتی کہ جو صاف کرنے سے نہ جائے۔ لہٰذا ایسی صورت میں سونا استعمال کرنا بلاضرورت ہوا جو ناجائز ہے۔

سوال: خدیجہ سوال کرتی ہیں کہ میلاد شریف کی محفل اس مقصد کے لیے آراستہ کرنا کہ مخلوق دیکھ کر تعریف کرے کہ واہ واہ خوب سجایا ہے جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: اگر صرف یہی مقصد ہو تو نیت بری ہے۔ استحقاق ثواب نہیں اور اگر محل ذکر (ذکر کی جگہ) کو تعظیم ذکر کے لیے بارونق کیا تو یہ ثواب کا کام ہے اور لوگوں کو واہ واہ کرنے سے اس کا ثواب فوت نہ ہوگا۔ جب تک اس کی نیت خود ہی فاسد نہ ہو۔ اور مسلمانوں کی طرف بدگمانی کرنا کہ اس نے بری نیت سے کام کیا ہے گناہ ہے۔

سوال: شازیہ سوال کرتی ہیں کہ عموماً ہر ماہ اور ہر ماہ ربیع الثانی میں خصوصاً فاتحہ گیارہویں شریف میں عام طور پر اپنے دوست واحباب اور اہل برادری کو بلا کر شرکت دعوت کیا جاتا ہے غرباء و مساکین کو تھوڑا سا بچا بچایا دے دیا جاتا ہے۔ ایسے عمل کے ساتھ یہ فاتحہ گیارہویں شریف کے کہاں تک قابل ثواب ہے؟

جواب: دوست واحباب وعزیز واقارب واہل برادری کو کھلانا بھی ثواب ہے۔ اگر گیارہویں شریف کا کھانا انہیں کھلایا تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ثواب نہیں بلکہ اہل وعیال کے کھلانے میں بھی ثواب ہوتا ہے۔ احادیث اس بات میں بکثرت ہیں پھر اگر ان میں غرباء و صاحب حاجت ہوں تو صلہ وصدقہ دونوں کا ثواب ہے۔ گیارہویں شریف کی نیاز کوئی صدقہ واجبہ نہیں کہ صرف مساکین ہی کا حق ہو اور دیگر کے لیے ناجائز ہو۔ ہاں یہ بات ضرور قابل لحاظ ہے کہ مساکین کو دھکے نہ دیں۔ ایذاء نہ دیں۔ ان کی بے حرمتی نہ کریں کہ ثواب جاتا رہے۔ بلکہ گنہگار ہوگا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (بقرہ:264)

سوال: فریحہ پوچھتی ہیں کہ 22 ماہ رجب کو دن کے وقت میٹھی و نمکین پوریاں پر کونڈہ ہوتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کورہ کونڈوں میں پوریاں بھر کر اس پر فاتحہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی دی جاتی ہے اور اپنے دوست و احباب اور رشتہ داروں وغیرہ کو بلا کر کھلا دیا جاتا ہے اس طعام کو بھی منتقل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ آیا یہ رسم شرعاً جائز ہے اگر ناجائز ہے تو ایسا کرنے والا کیسے گناہ کا مرتکب ہے؟

جواب: نیازیں جائز ہیں اور یہ خیال کہ اپنی جگہ سے کونڈا ہٹایا نہ جانا چاہیے جہالت ہے۔ انہیں سمجھایا جائے یا کہ قول و عمل سے عوام کو بتایا جائے اور ان پر ظاہر کیا جائے کہ اس جگہ ہٹانے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: حلیمہ سوال کرتی ہیں کہ بچہ کی "بسم اللہ" کروانی ہے اس کی میعاد شرع میں کیا ہے اور اگر میعاد مقررہ سے کچھ قبل "بسم اللہ" کرا دیں تو اس میں کوئی حرج ہے یا نہیں اور بچہ کی زبان ماشاء اللہ خوب اچھی طرح ٹوٹتی ہے؟

جواب: اس کے لیے شرعاً کوئی وقت و میعاد مقرر نہیں ہے کہ اس سے قبل یا بعد ناجائز یا مکروہ ہو۔ ہاں بعض بزرگان دین کی ابتدائی تعلیم چار برس، چار ماہ، چار یوم کی عمر میں ہوئی عموماً تبرکاً لوگ اتنی عمر میں شروع کراتے ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے قبل یا بعد میں حرج ہے۔ اگر بچہ کی زبان صاف ہے اور اسے پڑھنے کے قابل سمجھتے ہیں تو تعلیم کو کیوں مؤخر کیا جائے۔

سوال: گلناز سوال کرتی ہے کہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر مسجدوں کے دروازے پر لوگ کسی گلاس یا کٹورے میں پانی لے کر صبح شام کھڑے ہوتے ہیں اور ہر ایک نمازی سے جو باہر نکلتا ہے پانی میں پھونک مارنے کی درخواست کرتے ہیں اور پھر وہ پانی اپنے بیمار کو پلاتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے اور کسی حدیث میں ثابت ہے کہ یہ بدعت ہے؟

جواب: پانی میں دم کرنا جائز ہے۔ صحابہ کرام نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے فعل کو جائز دیکھا ہے۔ خود حضور کے پاس لوگ پانی لاتے اور حضور اپنا دست مبارک پانی میں ڈالتے۔ لوگ اسے پیتے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضور کے موئے مبارک کا غسالہ مریضوں کو دیتیں۔ لوگ پیتے شفا پاتے۔

سوال: عالیہ پوچھتی ہیں کہ لہسن، پیاز، ادرک وغیرہ کا استعمال کیسا ہے؟ ان کا استعمال کر کے نماز، تلاوت وغیرہ میں کیا حکم ہے؟

جواب: ادرک کے کھانے میں اصلاً مضائقہ نہیں کہ یہ ایک خوشبو کی چیز ہے۔ کچی لہسن، پیاز کھانا مکروہ ہے اور کھانے کے بعد جب تک بو باقی ہے مسجد میں جانا منع ہے۔ اور اگر وقت میں گنجائش ہو تو نماز میں بھی تاخیر کرے ورنہ مجبوری پڑھے۔ جب تک بو باقی ہے تلاوت بھی مکروہ ہے اور وجہ سب کی یہ ہے کہ اس سے فرشتوں کو ایذا ہوتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ فان الملئکة تتاذی مما یتاذی به الانس۔

"ملائکہ کو بھی اس سے اذیت ہوتی ہے جس سے انسانوں کو اذیت ہوتی ہے"۔

"اور پختہ یعنی پکا ہوا لہسن و پیاز کھانے میں حرج نہیں کہ اس کے کھانے سے بدبو نہیں پیدا ہوتی"۔

سوال: مصباح سوال کرتی ہیں کہ اگر کوئی رافضی وہابی خود کو سید ظاہر کریں تو تعظیم اس جہت سے کہ نسبت جناب نبی کریم رؤف الرحیم کی جانب رکھتے ہیں تو کیا اس صورت میں واجب التعظیم ہو سکتے ہیں کہ نہیں؟

جواب: جس بدمذہب کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو اگر وہ اپنے کو سید ظاہر کرے تو اس کی سیادت کی تعظیم کی جائے گی کہ جس چیز کی تعظیم کی جاتی ہے وہ اس میں موجود ہے اور اگر بدمذہبی کفر کو پہنچی ہے تو اب اس کی تعظیم نہیں کی جا سکتی۔

سوال: عیشاء سوال کرتی ہیں کہ ہندوؤں کی ہولی، دیوالی وغیرہ رسمیں ہوتی ہیں تو کسی مسلمان کا اس میں شرکت کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: کفار کے طہواروں میں شریک ہونا حرام اور سخت حرام بلکہ کفر ہے، خصوصاً جب کہ انہیں کے مثل ان کے تمام کاموں میں شرکت کرے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے۔ من کثر سواد قوم فھو منھم۔

"جو کسی قوم کی کثرت بڑھائے وہ انہی میں سے ہے"۔

جواب: جمعہ کے دن یا عیدین کے دن میں نیا کپڑا پہننا بہتر ہے۔

سوال: اسماء کہتی ہے کہ محرم الحرام میں کس کس رنگ کے کپڑے پہننا ممنوع ہے؟

جواب: عشرہ محرم میں تین رنگ کے لباس اہل بدعت پہنتے ہیں۔ ان تینوں سے اجتناب چاہیے۔ اول سرخ یا گلابی کہ یہ خوارج دشمنان اہل بیت، اظہار مسرت کے لیے پہنتے ہیں۔ دوم سیاہ کہ اس کو روافض پہنتے ہیں۔ سوم سبز یا دھانی کہ یہ تعزیہ داروں کا شیوہ ہے اگر کپڑا مختلف رنگ کا ہو تو وہ ان تینوں سے خارج ہے۔ سوا ان کے علاوہ باقی رنگ پہن لے۔

(بہار شریعت جلد دوم حصہ 16)

سوال: فضاء سوال کرتی ہے کہ تعزیہ وغیرہ کا بنانا اسراف ہے یا نہیں، اور اس کو جو اسراف نہ جانے اس کے واسطے کیا حکم ہے اور جو شخص مفتی کے فتویٰ کو نہ مانے وہ کیسا ہے؟

جواب: تعزیہ داری ناجائز و بدعت ہے اور اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف کرنا حرام ہے نیز

علماء اہلسنت کے صحیح فتویٰ نہ ماننا گمراہی کی بات ہے۔

سوال: سعدیہ سوال کرتی ہیں کہ جب چاروں امام حق پر ہیں تو اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بھی تینوں کے مسائل پر عمل کریں تو شرع شریف کا کیا خلاف ہوگا؟

جواب: چاروں امام حق پر ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ حق چاروں میں دائر ہے ورنہ خود امام اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ مسلک ہے کہ **المجتهد يخطى و يصيب**

"مجتہد کی رائے غلط بھی ہوتی ہے اور درست بھی ہوتی ہے"۔

سب حق پر ہیں۔ بایں معنی یہ کہ جس ایک کی تقلید کرے گا صراط مستقیم پر قائم رہے گا۔ اور یہ کہ کبھی ان کے مسلک پر عمل کیا اور کبھی ان کے مسلک پر یعنی جدھر اپنا مطلب دیکھا ادھر چلے گئے۔ یہ اتباع نفس ہے پیروی شریعت نہیں ایسا کرنا جائز نہیں۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ نفس پرستی کا مادہ بہت غالب ہے اگر ایسی اجازت دے دی جائے تو شیرازہ شریعت درہم برہم ہو جائے۔

سوال: صائمہ سوال کرتی ہیں کہ سورۃ فاتحہ طعام پر پڑھ کر خیرات کرنا یا کھانا یا کھلانا جائز

ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔

سوال: شب برات میں مٹی کے برتنوں میں طعام رکھ کر ایصال ثواب جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایصال ثواب جائز ہے۔ مٹی کے برتن میں ہو یا تانبے کے برتن میں۔

سوال: طاہرہ پوچھتی ہیں کہ بروز تاریخ وفات اولیاء رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مثل چھٹی خواجہ صاحب، گیارہویں شریف یا بارہویں شریف کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایصال ثواب ہر روز جائز ہے۔ بروز وفات ناجائز کہنا شریعت پر افتراء ہے۔

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (النمل)

"تم فرماؤ لے آؤ روشن دلیل اگر تم سچے ہو"۔ (کنز الایمان)

سوال: فائزہ سوال کرتی ہیں کہ یہ بتادیں کہ کون کون سا پانی کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے

جواب: آب زمزم و بقیہ وضو کے پانی کو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے اور باقی پانیوں کو کھڑا ہو کر پینا مکروہ تنزیہی ہے۔ درالمختار میں ہے۔

وان یشرب بعده من فضل وضوئه کماء زمزم مستقبل القبلة قائما او قاعداً وفیما عداها یکره قائماً تنزیها۔

سوال: عاتکہ پوچھتی ہیں کہ مقدس قبروں کے درمیان ایک عظیم الشان نیم کا درخت ہے جواب خشک ہو رہا ہے۔ اس کی شاخوں پر چیل وغیرہ بیٹ کرتی رہتی ہیں جس سے مزار پاک اور اس کی چادر نجس ہو جاتی ہے۔ درخت کو کٹوانا شرعاً مستحسن ہے یا نہیں؟

جواب: تر درخت کو قبرستان سے کاٹنا مکروہ ہے اور درخت خشک ہو جائے تو کاٹنے میں حرج نہیں۔

سوال: رخسانہ سوال کرتی ہے کہ دعوت ولیمہ جو نہ کر سکے بوجہ غریبی کے اس کو چھوڑنا ترک سنت کا الزام تو نہیں ہے؟

جواب: دعوت سنت کے لیے کسی زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں اگر جو چار اشخاص کو کچھ معمولی چیز اگرچہ پیٹ بھر نہ ہو۔ اگرچہ دال روٹی، چٹنی روٹی ہو یا اس سے بھی کم کھلا دیں۔

سنت ادا ہو جائے گی اور کچھ بھی استطاعت نہ ہو تو کچھ الزام نہیں۔ لیکن استطاعت ہوتے ہوئے دعوت ولیمہ نہ کریں تو اس پر ترک سنت سنت کا الزام ہے۔

سوال: ثناء سوال کرتی ہیں کہ زید کو بکر کے نابالغ بچوں سے خدمت لینا چاہیے یا نہیں، اور اس کے لیے بکر کی اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مقصود بچوں کو کام سکھانا ہے اور تجربہ کار اور مہذب کرنا ہے تو خدمت، کام لے سکتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

سوال: نیہاں سمیع سوال کرتی ہیں کہ مسجد میں کھانے پینے کے لیے اعتکاف جائز ہے؟

جواب: اعتکاف صرف ذکر الٰہی کیلئے کیا جائے۔ بالتبع اس کے منافع اور ہو سکتے ہیں۔ مثلاً روزے کے بارے میں حدیث ہے۔ تصوموا تصحوا "روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے"۔

تو یہ نہیں ہو سکتا کہ روزہ تندرستی کی نیت سے رکھا جائے۔ بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہو سکتا ہے کہ روزہ کی نیت سے رکھنا جائے۔ بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا اور تندرستی کی منفعت یعنی اس سے تبعاً حاصل ہوگی۔ پھر اسی حدیث میں فرمایا:

حجوا تستغنوا "حج کرو غنی ہو جاؤ گے"۔

تو یہ نہیں کہ حج مال کی نیت سے کیا جائے بلکہ حج اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا اور یہ نفع یعنی ضمناً ملے گا۔

تو جس طرح یہ دونوں اللہ کے لیے ہیں۔ اور صحت وغنا ان کے ضمنی منافع اسی طرح اعتکاف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا اور کھانے پینے کا جو نفع بالتبع۔

لہٰذا فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ

اگر مسجد میں جانا چاہیے اعتکاف کی نیت کر لے کچھ دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر کھا پی سکتا ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول، صفحہ ۵۲)

سوال: گناہ صغیرہ و کبیرہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

گناہ کبیرہ سات سو ہیں: ان کی تفصیل بہت طویل، اللہ کی معصیت جس قدر ہے،

سب کبیرہ ہے۔

اگر صغیرہ وکبیرہ کو علیحدہ شمار کرایا جائے، تو لوگ صغائر کو ہلکا سمجھیں گے وہ کبیرہ سے بھی بدتر ہو جائے گا جس گناہ کو ہلکا جان کر کے گا۔ وہی کبیرہ ہے۔

ان کے امتیاز کے لیے صرف اس قدر کافی ہے کہ فرض کا ترک کبیرہ ہے اور واجب کا صغیرہ۔ جو گناہ بے باکی اور اصرار سے کیا جائے کبیرہ ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول، صفحہ ۱۰۱)

سوال: مریم سوال کرتی ہے کہ اگر ریا کے لیے نماز وروزہ رکھا تو فرض ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب: (معاذ اللہ) فقہی نماز، روزہ ہو جائے گا کہ مفسد نہ پایا گیا، ثواب نہ ملے گا، بلکہ عذاب نار کا مستحق ہوگا۔

روز قیامت اس سے کہا جائے گا اور فاجر، اور غادر، اور خاسر، او کافر تیرا عمل حبط ہوا اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لیے کرتا تھا۔

یہی ایک برائی ریا کی مذمت کو کافی ہے۔

اوراد و وظائف

سوال: فرحینہ کہتی ہیں کہ میرے والد گرامی کو بہت غصہ آتا ہے کوئی ایسا علم یا وظیفہ بتائیں کہ ان کا غضب وغصہ کم ہو؟

جواب: دفع غضب کے لیے لاحول شریف کی کثرت کرے اور جس وقت غصہ آئے دل کی طرف متوجہ ہو کر تین بار لاحول پڑھے۔ تین گھونٹ پانی پی لے۔ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہے تو لیٹ جائے، لیٹا ہے تو اٹھے نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۶)

سوال: ذنیرہ کہتی ہیں کہ ہمارے گھر میں جھگڑا و نا اتفاقی رہتی ہے کوئی وظیفہ اس سلسلے میں عنایت فرمائیں؟

جواب: سب گھر والوں میں اتفاق کے لیے بعد نماز جمعہ لاہوری نمک پر ایک ہزار ایک بار "یا ودود" پڑھیں۔ اول وآخر دس دس بار درود شریف اور اس وقت سے اس نمک کا برتن

زمین پر نہ رکھیں وہ نمک سات دن گھر کی ہانڈی میں ڈالیں۔ سب کھائیں، مولیٰ تعالیٰ سب میں اتفاق پیدا کردے گا۔ ہر جمعہ کو سات دن کے لیے پڑھ لیا کریں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۷)

سوال: زوبیہ کہتی ہیں کہ مجھے بہت باتیں بھول جاتی ہیں جس سے مجھے شرمندگی کا سامنا ہوتا ہے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ میرا حافظہ قوی ہو جائے۔

جواب: دینی یا دنیوی بات یاد نہ رہتی ہو تو سفید چینی کی تشتری پر بسم اللہ الرحمٰن لکھے۔ ا، ہ، ط، ظم، ف، ش، ذ اور اسے زرہ سے پانی دھو کر اس پر 998 بار نہ سکے تو 400 یا 100 ہی بار "یا حفیظ" پڑھ کر دم کرے اور وہ پانی پی لے۔ روز ایسا ہی کرے اور سوتے وقت 17 بار سورۃ الم نشرح شریف پڑھ کر سینے پر دم کرلیا کرے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۷)

سوال: زرین گل سوال کرتی ہے کہ رات کے وقت عشاء کے بعد کوئی ایسی سورتیں تلاوت کرنے کے بارے میں ارشاد فرمادیں جو آسان بھی ہو اور فائدہ بھی کثیر ہو؟

جواب: یاسین شریف کہ جو اسے رات میں پڑھے گا صبح کو بخشا ہوا اٹھے گا۔

سورۃ دخان شریف کہ جو اسے رات میں پڑھے گا اس حالت میں اٹھے گا کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہوں گے۔

سورۃ واقعہ جو اسے ہر رات پڑھے گا محتاجی اس کے پاس نہ آئے گی۔

سورۃ الملک جو اسے ہر رات پڑھے گا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

ان سورتوں کی ترتیب یہی ہے مگر اس غرض کے لیے کہ پڑھنے والا چار سورتیں متفرق پڑھنا چاہتا ہے کہ ہر ایک مستقل جدا عمل ہے۔ اسے اختیار ہے جس کو چاہے پہلے پڑھے اور جسے چاہے بعد میں پڑھے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۶، صفحہ ۲۳۹)

سوال: نگہت بی بی سوال کرتی ہیں کہ وسوسہ کے دفع کے لیے کیا پڑھنا چاہیے؟

جواب: امنت باللہ ورسولہ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شی علیم۔

"پڑھنے سے فوراً وسوسے دفع ہو جاتے ہیں بلکہ صرف امنت باللہ ورسولہ ہی کہنے سے دور ہو جاتے ہیں"۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۰۲)

سوال: سود کی رقم کا کیا کرے کیا صدقہ کر سکتا ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

زنہار (خبردار) مال حرام قابل قبول نہیں، نہ اسے راہ خدا میں صرف کرنا روا، نہ اس پر ثواب ہے، بلکہ نرا وبال ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ (بقرہ:267)

"اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں ہماری راہ میں خرچ کرو"۔

پھر فرماتا ہے:

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ (بقرہ:267)

"اور خبیث چیز کا قصد نہ کیا کرو کہ اس میں سے ہماری راہ میں اٹھاؤ"۔

اور فرماتا ہے:

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (المائدہ)

"خدا قبول نہیں کرتا مگر پرہیزگاروں سے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو ایک کھجور کے برابر پاک کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ نہیں قبول فرماتا مگر پاک کو تو حق جل وعلا اسے اپنے یمین قدرت سے قبول فرماتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ 105-106)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یعنی بے شک اللہ پاک ہے، پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ، ج ۱، ص ۲۶۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"یہ نہ ہوگا کہ بندہ حرام کما کر اس سے صدقہ کرے اور وہ قبول کر لیا جائے گا، اور نہ یہ کہ اسے اپنے صرف (استعمال) میں لائے تو اس کے لیے اس میں برکت دیں اور نہ اسے

اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ اس کا توشہ ہوگا، جہنم کی طرف بے شک اللہ تعالیٰ برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا۔ ہاں بھلائی سے برائی کو مٹاتا ہے۔ بے شک خبیث، خبیث کو نہ مٹائے گا"۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۳۸۷)

نبی کریم ﷺ سے روایت ہے:

"جو غیر حلال سے جمع کرے اگر وہ اس سے خیرات کرے گا تو قبول نہ ہوگی اور جو بچ رہے گا وہ اس کا توشہ ہوگا جہنم کی طرف"۔ (المستدرک للحاکم، کتاب البیوع، ج ۲، ص ۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ جو حرام مال جمع کرے پھر اسے خیرات میں دے اس کے لیے ثواب کچھ بھی نہ ہوگا اور اس کا وبال اس پر ہوگا۔ (المستدرک للحاکم کتاب الزکوۃ، ج ۱، ص ۳۹۰)

اس طرح علماء فرماتے ہیں کہ جو حرام مال سے تصدق کرے اس اور اس پر ثواب کی امید رکھے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الکراہۃ، ج ۴، ص ۳۸۷)

عالمگیریہ میں ہے:

اگر فقیر پر حرام مال میں سے کچھ صدقہ کیا اور ثواب کی امید رکھتا ہے تو کافر ہو جائے گا۔

(ملخص از فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ مع تخریج صفحہ ۱۰۵ تا ۱۱۱)

سوال: نجومیوں کو ہاتھ دکھانا کیسا ہے اور کیا ان کو ہاتھ دکھانے سے 40 روز تک نماز قبول نہیں ہوتی؟

جواب: اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت، پیکر شریعت و طریقت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو۔ یعنی یہ یقین رکھے کہ جو یہ بتاتے ہیں حق ہے تو کفر خالص ہے۔

اس کو حدیث میں فرمایا

فقد کفر بما نزل علی محمد ﷺ

بے شک اس نے انکار کیا جو کچھ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر اتارا گیا"۔

(جامع ترمذی، کتاب الطہارت، ج ۱، ص ۱۹)

اور اگر بطور اعتقاد و تیقن (یقین کے ساتھ) نہ ہو مگر میل و رغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے۔ اسی کو حدیث میں فرمایا:

لم یقبل اللّٰہ له صلوٰۃ اربعین صباحًا

"اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا"۔

(جامع الترمذی، کتاب الاشربہ باب ما جاء فی شارب الخمر، ج ۲، ص ۸)

اور اگر ہزل و استہزاء (ہنسی مذاق) ہو تو عبث و مکروہ حماقت ہے۔ ہاں اگر بقدر تعجیز (عاجز کرنا) ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ مع تخریج صفحہ ۱۵۶)

ضمنی مسائل

سوال: لوگ اکثر اپنے کپڑے دھوبی یا ڈرائی کلینرز سے دھلواتے ہیں، ان کپڑوں میں کچھ تو پاک ہوتے ہیں اور کچھ ناپاک اور دھوبی لوگ ان کپڑوں کو ایک ساتھ مشین میں ڈال دیتے ہیں، اسی استعمال شدہ پانی میں انہیں صاف کر کے، چکا کر استری کر کے دے دیتے ہیں، کیا اس طرح یہ سارے کپڑے شرعاً پاک ہو جاتے ہیں اور ایسا لباس پہن کر بلا تردد نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: اگر فی الواقع صورتحال ایسی ہے جیسا کہ سوال میں بیان کی گئی ہے کہ پاک و ناپاک کپڑے ایک ساتھ مشین میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اور اگر اسی میں میل نکال کر کپڑے کو چکا کر خشک کر کے استری کر دیا جاتا ہے تو یہ شرعاً پاک نہیں ہوں گے اور انہیں پہن کر نماز پڑھی جائے تو ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ طہارت لباس نماز کے لیے شرط ہے لیکن اگر مشین میں یہ انتظام ہے کہ وہ استعمال شدہ پانی کو خارج کر دیتی ہے یا اس سے خارج کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد تازہ پاک پانی ڈال کر کپڑوں کو پاک کر لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آج کل گھروں میں عام طور پر آٹو میٹک واشنگ مشینوں میں یہ سہولت موجود ہے تو کپڑے شرعاً پاک ہو جاتے ہیں۔ مشین آٹو میٹک بھی نہ ہو تو پہلے استعمال شدہ پانی کو نکال کر دوبارہ پاک پانی ڈالا جا سکتا ہے یا کپڑوں کو باہر نکال کر پانی کو ایک دو بار گھما کر نچوڑا جا سکتا ہے۔

مسئلہ کی یہ تفصیل ان لوگوں کے لیے درج کی ہے جو ممکنہ حد تک شرعی احتیاط پر عمل کرنا

چاہتے ہیں اور دنیوی معاملات کی طرح دینی معاملات میں بھی اپنے قلبی اطمینان کی حد تک تحقیق کر کے اس پر عمل کرتے ہیں ورنہ خالص فقہی جواب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو ڈرائی کلیننگ کے سارے طریقہ کار کا یقینی علم نہ ہو تو محض شک وشبے کی بنا پر کپڑے کا حکم تبدیل نہیں ہوگا بلکہ اپنی سابقہ حالت پر برقرار رہے گا اور اگر پہلے ناپاک تھا تو ڈرائی کلیننگ کے بعد بھی وہی حکم رہے گا واضح رہے کہ کپڑے کا میلا اور اجلا ہونا اور بات ہے اور شرعاً پاک و ناپاک ہونا اور بات ہے۔

سوال: اگر بیت الخلاء میں اذان کی آواز سنی تو کیا جواب دے سکتے ہیں؟

جواب: اذان کا جواب دینا واجب ہے۔ اگر بیت الخلاء میں آذان کی آواز سنائی دے تو جواب نہیں دینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا نام لینا یا قرآن کی تلاوت کرنا یا تسبیحات و درود پڑھنا یا کلمات اذان کو دہرانا خلاف ادب ہے اور گناہ ہے۔
(تفہیم المسائل، ص ۵۵)

سوال: نائلہ کہتی ہے کہ آدمی نماز پڑھتے ہوئے دوران میں اٹھ کر پانی پینے کے لیے یا کسی کام میں جائے تو جائے نماز کو تھوڑا موڑ دے ورنہ شیطان اس پر تھوک دیتا ہے؟

جواب: یہ قول باطل ہے، شریعت میں اس کی کوئی ممانعت نہیں۔ "جائے نماز" بچھا ہوا چھوڑ سکتے ہیں۔ البتہ اگر احتیاطاً لپیٹ کر رکھا جائے کہ اس پر کسی کے ناپاک قدم نہ پڑیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: بعض اوقات نزلہ، زکام ہوتا ہے تو ناک میں VICKS لگاتے ہی تو کیا اس میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: VICKS ایک قسم کا کیمیکل ہوتا ہے اسے جب ناک کے نتھنوں کے اندر لگاتے ہیں تو کیمیکل کے اجزاء حلق کے اندر جاتے ہیں لہٰذا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

البتہ ایسی VICKS جو سر درد کی صورت میں پیشانی پر لگائی جاتی ہے یا کسی اور عضو میں درد ہو تو اس پر لگائی جائے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ بدن کے مساموں کے ذریعے تیل یا کوئی اور چیز اندر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: گل بشرہ سوال کرتی ہیں کہ میرے والد پر بہت قرض ہے۔کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں؟

جواب: گل بشرہ بن! اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ملفوظات کی روشنی میں آپ کو وظیفہ بتایا جاتا ہے کہ

اللّٰھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغنی بفضلک عمن سواک

ہر نماز کے بعد ۱۱، ۱۱ اور صبح وشام سو سو بار روزانہ اول آخر درود شریف۔

اسی دعا کے لیے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ "اگر تجھ پر مثل پہاڑ کے بھی قرض ہوگا تو ادا ہو جائے گا"۔

سوال: حواری کسے کہتے ہیں؟

جواب: حواری کے معنی ہیں "مخلص دوست"۔

یہ وہ لوگ تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص جانثار تھے۔ان لوگوں کے قلوب اور نیتیں صاف تھیں۔اس بناء پر ان پاکبازوں اور نیک نفسوں کو "حواری" کا لقب معزز عطا کیا گیا۔(جمل جلد اول،ص ۲۷۹)

سوال: حلیمہ سوال کرتی ہیں میرا حافظہ کمزور ہے، میں اکثر بھول جاتی ہوں کوئی ایسا وظیفہ ارشاد فرمائیں کہ میرا مسئلہ حل ہو جائے؟

جواب: دینی یا دنیوی بات یاد نہ رہتی ہو تو: سپید چینی کی تشتری پر لکھے بسم اللہ الرحمٰن، ا، ہ، ط، م، ف، ش، ذ اور ا، سے ذرا سا پانی دھو کر اس پر 998 بار اور نہ ہو سکے تو 400 یا 100 ہی بار یا حفیظ پڑھ کر دم کرے اور وہ پانی پی لے روز ایسا ہی کرے اور سوتے وقت 17 بار سورۃ الم نشرح پڑھ کر سینے پر دم کر لیا کرے اور کلنگ ذبح کر کے ذبح کی گرمی میں اس کا مغز نکال کر 40 بار اس پر یا حفیظ دم کر کے کھالے۔

سوال: مسرت سوال کرتی ہیں میرے شوہر جو مجھے پیسے دیتے ہیں ان کا بہترین استعمال کیا ہے؟

جواب: عورت کو چاہیے کہ صدقہ و خیرات کا اہتمام کرے۔کبھی کھانا وغیرہ اور کبھی روپے وغیرہ صدقے میں دے دیا کرے یا ممکن ہو تو کسی دینی کام میں خرچ کرے۔مثال

کے طور پر "فیضان مدینہ" سے بہت نصیحت آموز دینی رسائل ملتے ہیں وہ خرید کر بانٹ دے کہ کسی کی اصلاح ہو گی تو اس کو بھی ثواب ملے گا۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرے اس کو بھی ثواب ملتا ہے اور اس کے شوہر کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔ دونوں میں سے کسی کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔ شوہر کو کمانے کا اور بیوی کو خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے"۔

عورت گھر کی نگہبان ہوتی ہے اس سے ان کا حساب لیا جائے گا لہٰذا شوہر کا پیسہ سوچ سمجھ کر خرچ کرے بلکہ دین کے لیے خرچ کرے کہ اس میں دونوں کا فائدہ ہے۔

سوال: نرمین سوال کرتی ہیں میرے شوہر کی داڑھی نہیں ہے میں ان کا ذہن کس طرح بناؤں وضاحت فرمادیں؟

جواب: داڑھی رکھنا مرد کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ بہت سی عورتیں بے وقوفی کرتی ہیں اگر شوہر کے چہرے پر داڑھی ہو بھی تو صاف کروادیتی ہیں ایسا کرنا ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ داڑھی تو مردوں کے چہرے کی زینت ہے۔ پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جنہوں نے عورتوں کو اتنا پیارا مقام دیا جن کے نور سے عورت کی مظلوم دنیا روشن ہوئی اور اس کو ایسی شان عطا ہوئی۔ یہ انہی پیارے آقا علیہ السلام کی مبارک سنت ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہیے پیار و محبت سے اپنے شوہر کو سمجھائے مثلاً داڑھی سے آپ کا چہرہ خوبصورت لگتا ہے یا اور ناز و انداز دکھا کر اس بات پر راضی کرے کہ وہ پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سنت کو چہرے کی زینت بنائے۔

سوال: آمنہ سوال کرتی ہے کہ ان کے بہن کے شوہر انہیں بہت تنگ کرتے ہیں ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: حضور ﷺ نے فرمایا:

"کوئی بھی عورت جس کا شوہر اس کو ستاتا ہو لیکن وہ اس سے دل برداشتہ نہیں ہوتی بلکہ وہ کہتی ہے لبیک یعنی میں حاضر ہوں۔ پس اس کے اس قول سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا

فرماتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، تسبیح و تحمید بیان کرتا ہے اور اس کا ثواب اس عورت کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا"۔

جو عورت اپنے شوہر کے ستانے پر صبر کرے اسے حضرت آسیہ کے صبر کے اجر و ثواب کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔

سوال: شوہر کے گھر میں عورت کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

جواب: چاہیے کہ عورت سلیقہ شعاری سے اپنے گھر کا نظم و نسق چلائے گھر کی صفائی ستھرائی پر توجہ دے اپنے شوہر کے پیسے کو صحیح جگہ پر خرچ کرے، چونکہ یہ سارے کام عورت کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا اس معاملے میں عورت کے ساتھ تعاون کرے۔

عورت گھر کی نگہبان ہے تو گھر کی نگہبانی میں جہاں نظم و نسق شوہر کے پیسے کی نگہداشت بچوں کی صحیح تربیت وغیرہ معاملات آتے ہیں وہیں عورت کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے پورے گھر کے ماحول کو اسلامی رنگ میں رنگے۔ اپنے شوہر کے دین کی بھی فکر کرے اس کو دینی کاموں کی طرف مائل کرے۔ پیار و محبت سے نمازوں کا پابند بنائے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے چہرے پر داڑھی سجوائے۔

سوال: ثمرین امام سوال کرتی ہیں کہ عورت کا حمل ساقط کرنا کیسا ہے؟

جواب: چار مہینہ میں جان پڑ جاتی ہے اور جان پڑ جانے کے بعد حمل ساقط کرنا حرام ہے اور ایسا کرنے والا گویا کہ قاتل ہے اور جان پڑنے سے پہلے اگر مجبوری ہو تو حرج نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف آخر صفحہ ۱۵۱ و صفحہ ۲۶۰)

سوال: منزہ چودھری سوال کرتی ہیں کہ علماء اور مشائخ کی دست بوسی کرنا کیسا ہے کچھ لوگ اس کو ناجائز و حرام کہتے ہیں؟

جواب: علماء و مشائخ کی دست بوسی کرنا جائز ہے اسے ناجائز و حرام کہنا جہالت ہے۔

درمختار میں ہے:

لا باس بتقبیل ید الرجل العالم والمتورع علی سبیل التبرک۔

"یعنی برکت کے لیے عالم اور پرہیزگار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے"۔

اور اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۲۱ پر ہے:

"پرہیز گار عالم کا ہاتھ چومنا جائز ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ مستحب ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ علماء ومشائخ عظام کے ہاتھ چومنا جائز ہے لیکن عورت کے لیے مرد کا چاہے اپنا پیر ہی کیوں نہ ہو جائز نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول صفحہ ۲۲۸، جلد سوم)

سوال: ایک شخص نے ایک مرتبہ شراب پی لی تو اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: حدیث شریف میں ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

"کہ جو شخص شراب پیے گا اس کی چالیس روز تک نماز قبول نہ ہوگی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا پھر اگر پیئے گا تو چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی اس سے توبہ کرے تو اللہ قبول فرمائے گا اور اگر چوتھی مرتبہ پیئے گا تو چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی، اب اگر توبہ کرے گا تو اللہ اس کی توبہ قبول نہیں فرمائے گا"۔ (ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۷)

شخص مذکورہ کے بارے میں شریعت کا یہ حکم ہے کہ اس پر حد جاری کی جائے۔ یعنی اس کو اسی کوڑے مارے جائیں۔

مگر یہ کام حکومت اسلامیہ کا ہے۔ لہٰذا موجودہ صورت میں صرف دل سے توبہ و استغفار کرے۔

اگر اس کا شراب پینا لوگوں پر ظاہر نہیں ہوا ہے تو پوشیدہ طور پر توبہ کرے اور خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں روئے، گڑگڑائے کسی پر ظاہر نہ کرے کہ گناہ کا ظاہر کرنا بھی گناہ ہے اور کھلم کھلا شراب پی لے تو اعلانیہ توبہ کرے۔

حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ

"یعنی جب گناہ کرے تو فوراً توبہ کر، خفیہ کی خفیہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۳، صفحہ ۲۵۶)

سوال: ذونیرہ سوال کرتی ہیں کہ عورت کے لیے سونے چاندی کے زیور استعمال کرنا کیسا ہے، مفصل جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا جائز ہے۔

کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کہ حلال اور مردوں پر حرام ہیں"۔

(المعجم الطبرانی حصہ ۵، صفحہ ۲۱۱)

بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لیے گہنا پہننا، بناؤ سنگھار کرنا باعث اجر عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے۔ بعض صالحات کہ خود اور ان کے شوہر دونوں صاحب اولیاء کرام سے تھے۔ ہر شب بعد نماز عشاء پورا سنگھار کر کے دلہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انہیں اپنی طرف حاجت پاتیں حاضر رہتیں، ورنہ زیور ولباس اتار مصلے پر بیٹھ جاتیں اور نماز میں مشغول ہو جاتیں۔

اور دلہن کو بھی سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت سی احادیث سے ثابت ہے بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور ولباس سے آراستہ رکھنا کہ ان کی منگنیاں آئیں، یہ بھی سنت ہے۔

(فتاوٰی رضویہ جلد ۲۲، صفحہ ۱۲۶)

سوال: نوریا سوال کرتی ہیں کہ کیا عورت بغیر زیور کے رہ سکتی ہیں۔ از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

عورت کا باوصف قدرت یعنی (قدرت رکھنے کے باوجود) بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبیہ ہے۔

حدیث میں ہے:

حضور ﷺ عورتوں کے تعطر (یعنی بے زیور رہنے) اور مردوں سے مشابہت بنانے والی عورتوں کو ناپسند فرماتے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا: اے علی اپنے مخدرات (عورتوں) کو حکم دو کے بے گہنے نماز نہ پڑھیں۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں کہ ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے۔

مجمع البحار میں ہے کہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں کے بغیر زیور نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتیں اور فرمایا کرتیں اور اگر کچھ نہ ہو تو ایک ڈوراہی گلے میں لٹکا لے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲، صفحہ ۱۲۸، ۱۴۸)

لہٰذا اگر قدرت ہو تو زیورات استعمال کیے جائیں۔ بالکل بے زیور نہ رہا جائے۔

سوال: کرن فاطمہ سوال کرتی ہیں کہ سونے کی گھڑی عورت کے لیے پہننا کیسا؟

جواب: سونے کی گھڑی میں عورت کو وقت دیکھنا حرام ہے لیکن پہننے کی اجازت ہے۔ چونکہ پہننا طور زینت ہے اور وقت دیکھنا استعمال۔ سونے کا استعمال (یعنی برتن وغیرہم) اور سونے کی سلائی سے سرمہ لگانا وغیرہ حرام ہیں۔ (ملخص از فتاویٰ رضویہ صفحہ ۱۲۹، جلد ۲۲)

سوال: کنزیٰ مراد سوال کرتی ہیں کہ عورت لونگ ناک میں داہنی طرف پہنیں یا بائیں طرف از روئے شرع جواب ارشاد فرمائیں ﷺ

جواب: اس میں کوئی تخصیص شرعی نہیں جدھر چاہیں پہنیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲، صفحہ ۱۳۰)

سوال: کنزیٰ مراد سوال کرتی ہیں کہ کان چھدوانے کے لیے کوئی خاص حصہ مقرر ہے یا جس حصہ میں زیور پہننا چاہیں وہ حصہ چھدوا سکتی ہیں؟

جواب: کوئی خاص حصہ مقرر نہیں۔ ہاں مشابہت کفار سے بچنا ضروری ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲، صفحہ ۱۳۰)

سوال: نیہاں عادل سوال کرتی ہیں کہ چوڑی دار پاجامہ اور ٹراوزر پہننا کیسا ہے؟

جواب: سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

تنگ پائچے بھی نہ چوڑی دار ہو نہ ٹخنوں سے نیچے نہ خوب چست بدن سے سلے کہ یہ منافق کا طریقہ ہے۔ اور ساتر عورت (اعضاء کو چھپانے والا کپڑا) کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے یہ بھی ایک طرح کی بے ستری (بے پردگی) ہے اور سرکار مدینہ ﷺ جو پیشین گوئی فرمائی کہ

کچھ عورتیں کپڑے پہنے ننگیاں ہوں گی اس کی وجوہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ و چست ہوں گے کہ بدن کی گولائی فربہی انداز اوپر سے بتائیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲، صفحہ ۱۶۳)

چنانچہ اگر عورت نے ایسا پاجامہ پہنتا کہ جس سے اس کی ران، پنڈلی کی فربہی یا گولائی نمایاں ہوتی ہو، یا ایسا چوڑی دار پاجامہ پہنتا جس سے پنڈلی کی گولائی وغیرہ ظاہر ہوتی ہو منع ہے۔ بلکہ ایسا لباس پہننے والی اس حدیث پاک پر غور کرتے ہوئے اللہ عزوجل کے خوف سے ڈرے کہ وہ کہیں اس وعید میں داخل نہ ہو جائے کہ پیارے آقا ﷺ نے فرمایا:

دو قسم کے دوزخی لوگ وہ ہیں جنہیں ہم نے دیکھا نہیں ایک وہ قوم جن کے ساتھ گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے۔ جن سے لوگ ماریں گے اور دوسری وہ عورتیں جو لباس پہن کر ننگی ہوں گی۔ مائل کرنے والیاں، مائل ہونے والیاں ان کے سر اونٹیوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ وہ نہ جنت میں جائیں نہ ان کی ہوا (خوشبو) پائیں، حالانکہ اس کی ہوا اتنی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

لہٰذا پیاری اسلامی بہنوں!

ہمیں اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ایسا کپڑا پہننے سے بچنا چاہیے جو ایسا چست ہو کہ جس سے جسم کی ہیئت ظاہر ہو۔

سوال: آج کل کثرت اولاد کو اچھا نہیں سمجھا جاتا اسلام میں اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: نکاح جیسی پیاری سنت اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس لیے رکھی ہے تا کہ نسل انسانی کو فروغ ملتا رہے اس لیے نکاح پر اسلام میں اجر و ثواب بھی رکھا گیا اور سرکار مدینہ ﷺ کی حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے ایسی عورت کو بہتر قرار دیا جس کی کثیر اولاد ہو۔

لیکن مسلمان عورتوں نے مغربی عورتوں کی دیکھا دیکھی دو بچوں ہی کو کافی سمجھ لیا ہے یہ بھی دشمنوں کی ایک چال ہے۔ مشرقی عورتیں بھی اس عمل کو بہت دشوار سمجھتی ہیں اور اس سے جان چھڑانے کی کوشش کرتی ہیں حالانکہ ایک ایمان والی عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہو اور اپنے بچے کو دودھ پلائے اپنے بچے کی بہتر اور اچھی تربیت کرے تو اللہ عزوجل اس کو ان

تمام کاموں پر عظیم اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ اس کو پڑھیں اور اس پر عمل کی سعی کریں اور ثواب کی حق دار ٹھہریں۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرسلاً روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

تمہاری عورتیں میں بہتر وہ ہے جو خوب محبت کرنے والی اور کثرت سے اولاد جننے والی ہو"۔ (کنزل العمال ج ۱۴، صفحہ ۱۱۴)

سوال: انشرح حسین سوال کرتی ہیں کہ اگر کوئی پریشانی آئے تو کیا یہ اپنی کوتاہی سے آتی ہے؟ نیز اس کو رفع کیسے کیا جائے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۝ (شوریٰ)

"اور جو مصیبت تمہیں پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے"۔ (کنزالایمان)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"اسباب مغفرت ورضا ورحمت بلاشبہ اس کے عمدہ علاج ہیں"۔

سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ

"مسلمان اور ایمان کی کہاوت ایسی ہے جیسے چراگاہ میں گھوڑا اپنی رسی سے بندھا ہوا کہ چاروں طرف چر کر پھر اپنی بندش کی طرف پلٹ آتا ہے۔ یوں ہی مسلمان سے بھول ہو جاتی ہے پھر ایمان کی طرف رجوع لاتا ہے۔ تو اپنا کھانا پرہیز گاروں کو کھلاؤ اور اپنا نیک سلوک سب مسلمانوں کو دو"۔ (شعب الایمان ج ۸، صفحہ ۴۰۲)

اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ معالجہ گناہ میں نیکیوں کو کھانا کھلانا اور عام مسلمانوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیے۔

نیز صدقہ کرنا بھی اس کا بہترین علاج ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"بے شک صدقہ رب عزوجل کے غضب کو بجھاتا اور بری موت کو دفع کرتا ہے"۔
(سنن ترمذی، کتاب الزکوۃ، باب ماجاء فی الصدقہ جلد ۲، صفحہ ۱۴۶)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"دوزخ سے بچو اگرچہ آدھا چھوہارا دے کر کہ وہ ٹیڑھے پن کو سیدھا اور بری موت کو دور کرتا ہے"۔ (مسند ابی یعلی، جلد ا، صفحہ ۵۸)

صدقہ گناہ کو بجھاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔
(طبرانی کبیر الترغیب الترہیب، جلد ۲، صفحہ ۱۲)

صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کرتا ہے۔ (المعجم الکبیر جلد ۴، صفحہ ۲۸۴)

سوال: نہاں گلزار سوال کرتی ہیں کہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بے شک مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا اور بری موت کو روکتا ہے"۔
(المعجم الکبیر جلد ۱۸، صفحہ ۲۲، ۲۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ
"بے شک اللہ عزوجل صدقہ کے سبب سے ستر دروازے بری موت کے دفع فرماتا ہے"۔ (الترغیب والترہیب جلد ۲، صفحہ ۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"صدقہ ستر قسم کی بلاؤں کو روکتا ہے جس میں آسان تر بلا، بدن بگڑنا اور سفید داغ ہیں"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:
اللہ عزوجل کے ساتھ، اس کی یاد، خفیہ وظاہر صدقہ کی کثرت سے اپنی نسبت درست کرو، تو تم روزی میں مدد دیئے جاؤ گے اور تمہاری بگڑیاں سنور جائیں گی۔
(سنن ابن ماجہ، جلد ۲ صفحہ ۵)

سوال: صبا وحید سوال کرتی ہیں کہ کیا یہ بات درست ہے کہ میری نانی کہتی ہیں کہ "صدقہ

جسم کا بھلا" کیا عندالشرع اس کی کوئی حقیقت ہے؟

جواب: جی ہاں! یہ بات درست ہے کہ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

صبح سویرے صدقہ دو کہ بلا صدقہ سے آگے قدم نہیں بڑھاتی۔

(المعجم الاوسط جلد ۴، صفحہ ۱۸۰)

صبح کے صدقے آفات کو دور کر دیتے ہیں۔ (الفردوس بماثور الخطاب صفحہ ۴۱، جلد ۲)

لہٰذا صدقہ کا بہترین وقت یہ ہے کہ صبح کے وقت صدقہ دیا جائے۔ نیز یہ کہ اس سے بھلائی اور سلامتی نصیب ہوتی ہے۔

سوال: نور العین سوال کرتی ہیں کہ میری 6 عدد نندیں ہیں کیا ہم پر ضروری ہے کہ ان کے ساتھ ہم حسن سلوک کریں؟

جواب: جی ہاں! نندیں چاہے جتنی بھی ہوں، نیز اس کے علاوہ رشتے دار کے ہوں یا سسرال کے حسن سلوک سب کے ساتھ کرنا ضروری ہے۔ کہ اس کی احادیث مبارکہ میں بہت تاکید آئی ہے اور اس کی فضیلت بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت، مال میں برکت ہو، وہ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے۔ (صحیح البخاری، جلد ۴، صفحہ ۹۴)

فرمایا: جسے پسند ہو کہ اس کی عمر دراز، رزق وسیع اور بری موت دفع ہو۔ وہ اللہ سے ڈرے اور اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے۔

نیز فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک، مال کو بڑھانے والا، آپس میں بہت محبت دلانے والا، عمر کو زیادہ کرنے والا ہے۔ (المعجم الاوسط، جلد ۶، صفحہ ۱۱)

نیز فرمایا: صلہ رحم سے عمر بڑھتی ہے۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق قسم الاقوال، جلد ۳، صفحہ ۱۴۳)

سوال: فروا حیدر سوال کرتی ہیں کہ ہماری بھابھی ہم سے اچھے اخلاق سے پیش نہیں آتیں، کیا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ان سے اچھے سلوک سے پیش آئیں؟

جواب: پیاری بہن! اسلام نے ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، چاہے سامنے والا آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے یا نہ آئے۔

اگر وہ بھی حسن سلوک سے پیش آئیں اور جواب میں آپ بھی حسن سلوک سے پیش آئی تو یہ مکافات ہوا کمال تو یہ ہے کہ بداخلاقی کا جواب خوش اخلاقی سے دیا جائے۔

اور چونکہ صلہ رحمی کی بہت فضیلت ہے لہٰذا رشتے داروں کے ساتھ ضرور بالضرور حسن اخلاق وصلہ رحمی کی جائے۔

فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ

بے شک سب نیکیوں میں جلد تر ثواب میں صلہ رحمی ہے یہاں تک کہ گھر والے فاسق بھی ہوں تو ان کے مال زیادہ ہوتے ہیں اور ان کے شمار بڑھتے ہیں۔ جب آپس میں صلہ رحمی کریں۔

نیز فرمایا کہ:

کوئی گھر والے ایسے نہیں کہ آپس میں صلہ رحمی کریں پھر محتاج ہو جائیں۔

نیز فرمایا کہ:

نیک سلوک کے کام بری موتوں، آفتوں اور ہلاکتوں سے بچاتے ہیں۔ دنیا میں احسان والے وہی آخرت میں احسان والے ہوں گے۔ (کنز العمال، کتاب الزکاۃ، جلد ۶، صفحہ ۱۴۸)

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

بھلائیوں کے کام بری موتوں سے بچاتے ہیں۔ اور پوشیدہ خیرات، رب کا غضب بجھاتی ہے اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک عمر میں برکت ہے اور ہر نیکی صدقہ ہے اور دنیا میں احسان والے، وہی آخرت میں احسان پائیں گے اور دنیا میں بدی والے وہی آخرت میں بدی دیکھیں گے اور سب سے پہلے جو جنت میں جائیں گے وہ نیک برتاؤ والے ہیں۔

(المعجم الاوسط جلد ۴، صفحہ ۳۱۱)

لہٰذا پیاری بہن ان شاء عزوجل آپ اگر حسن سلوک سے پیش آئیں گی تو آپ کی بھابھی بھی اپنے برے عمل سے باز آ کر حسن سلوک کا برتاؤ کرنے لگیں گی۔

سوال: نمرہ غزل سوال کرتی ہیں کیا کسی مسلمان کو خوش کرنے کی کوئی فضیلت بھی ہے؟
جواب: جی ہاں! کسی مسلمان کے دل میں خوشی داخل کرنے کی بہت فضیلت ہے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں بیان ہے کہ۔

طبرانی نے کبیر میں اور اوسط میں امام سیدنا حسن بن علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"بے شک مغفرت واجب کردینے والی چیزوں میں سے تیرا اپنے مسلمان بھائی کا دل خوش کرنا ہے"۔ (المعجم الاوسط جلد ۶، صفحہ ۱۲۹)

اسی طرح دوسری حدیث ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ کو فرائض کے بعد سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل مسلمان کا دل خوش کرنا ہے۔
(المعجم الاوسط، جلد ۶، صفحہ ۳۸)

اسی طرح فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ

سب سے افضل کام مسلمانوں کو خوش کرنا ہے کہ تو اس کے بدن ڈھانکے یا بھوک میں پیٹ بھرے یا اس کا کوئی کام پورا کرے۔ (الترغیب والترہیب، جلد ۳، صفحہ ۲۶۰)

سوال: جمیلہ ریاض سوال کرتی ہیں، کہ میری ساس عموماً مجھ سے اپنی پسند کی چیزیں فرمائش کر کے بنواتی رہتی ہیں، کیا ان کی اس خواہش پوری کرنے پر میرے لیے کوئی اجر ہے؟
جواب: پیاری بہن! بے شک اس میں آپ کے لیے ضرور اجر وثواب ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس مسلمان کا دل کسی کھانے پینے یا کسی قسم حلال کو چاہتا ہو، اتفاق سے دوسرا اس کے لیے وہی چیز مہیا کردے۔ اللہ عزوجل اس کیلئے مغفرت فرمادے۔ (المجمع الزوائد جلد ۵، صفحہ ۱۰)

بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

"جو اپنے مسلمان بھائی کو اس کی چاہت کی چیز کھلائے اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کردے"۔ (شعب الایمان جلد ۳، صفحہ ۲۲۲)

سوال: نعیمہ جلال سوال کرتی ہیں کہ میری دادی کا یہ عمل تھا کہ لوگوں کو کھانا کھلانا انہیں بہت پسند تھا، کیا اس عمل کی کوئی فضیلت بھی ہے؟

جواب: پیاری بہن! لوگوں کو کھانا کھلانا عمل خیر سے ہے اور بے شک اس کا بے حد اجر و ثواب ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جو اپنے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، پیاس بھر پانی پلائے، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے سات گھاٹیاں دور کر دے، ہر دو گھاٹیوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہو۔

(الترغیب والترہیب جلد ۲، صفحہ ۳۶)

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے، اپنے ان بندوں کے بارے میں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب جلد ۲، صفحہ ۳۸)

اسی طرح فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ

جس گھر میں لوگوں کو کھانا کھلایا جائے، خیر و برکت اس گھر میں اس سے بھی زیادہ جلد پہنچتی ہے جتنی جلدی چھری اونٹ کے کوہان کی طرف سے۔ (سنن ابن ماجہ، باب الضیافہ جلد ۴، صفحہ ۵۱)

اسی طرح فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

جب تک تم میں سے کسی کا دستر خوان بچھا رہتا ہے اتنی دیر تک فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔

لہٰذا یہ عمل بہت بہترین ہے کوشش کریں کہ آپ کی دادی کی طرح آپ بھی اس عمل کو جاری کریں۔

سوال: نائلہ سوال کرتی ہیں کہ حضرت جبرائیل کے کتنے پر ہیں؟

جواب: نائلہ بہن! اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو چھ سو پر عطا فرمائے اور ان کے ہر پر سے یاقوت اور موتی جھڑتے ہیں۔ (حاشیہ صحیح بخاری جلد ۲)

سوال: نورین اختر سوال کرتی ہیں کہ حبیب اکرم ﷺ کی زیارت و شریفہ حاصل

ہونے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: درود شریف کی کثرت شب میں اور سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت کثرت رکھے بالخصوص اس درود شریف کو بعد عشاء سو بار جتنی بار پڑھ سکے پڑھے۔

اللّٰهم صل على سيدنا محمد كما امرتنا ان يصلى عليه۔

اللّٰهم صل على سيدنا محمد كما تحب وترضى له۔

اللّٰهم صل على روح سيدنا محمد فى الارواح۔

اللّٰهم صل على جسد سيدنا محمد فى الاجساد۔

اللّٰهم صل على قبر سيدنا محمد فى القبور، صلى الله على سيدنا محمد و مولانا محمد۔

حصول زیارت اقدس کیلئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خاص شان اقدس کی تعظیم کیلئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم بے حد و بے انتہا ہے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر تمنائی

(فتاویٰ رضویہ)

سوال: خاتمہ ایمان کا کوئی مختصر وظیفہ بتا دیں؟

جواب: جو ہر نماز کے بعد سات بار هو الله الرحيم پڑھ لیا کرے ان شاء اللہ عزوجل شیطان کے شر سے بچا رہیگا اور اس کا ایمان پر خاتمہ ہوگا۔

مسلماں ہے عطار تیری عطا سے
ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی

سوال: حبیبہ سوال کرتی ہیں کہ میں وظیفہ پڑھنا چاہتی ہوں تو کیا وظیفہ پڑھنے میں کسی کی اجازت لینی ضروری ہے؟

جواب: حبیبہ بہن! حدیث پاک میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسی چیز بتائیے کہ میں صبح و شام

پڑھ لیا کروں۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: یہ پڑھا کرو "اے اللہ! اے کھلی چھپی چیزوں کے جاننے والے، اے آسمان وزمین کو پیدا کرنے والے، ہر چیز کے رب و مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں اپنے نفس کی شرارت اور شیطان کی شرارت اور اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں"۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ وظیفے شیخ کی اجازت لے کر پڑھنے چاہیے کہ اس میں الفاظ کی تاثیر کے ساتھ زبان کی تاثیر بھی شامل ہو جائے گی۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو اجازت کی ضرورت ہے۔ تو ما وتما کس شمار میں ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد ۴، صفحہ ۹)

سوال: تھکن دور کرنے کا نسخہ؟

جواب: حدیث پاک میں ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا تھا کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو 33 بار سبحان اللہ پڑھ لو 33 بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر پڑھ لو تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

اس کی شرح میں حضور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تسبیح کا نام تسبیح فاطمہ رکھا ہے۔ یہ تمام سلسلوں میں خصوصاً سلسلہ قادریہ میں معمول ہے۔

سوال: نورین پوچھتی ہیں کہ بعض وظائف میں یہ قید کیوں ہوتی ہے، دنیاوی بات کرنے سے پہلے یہ وظیفہ کیا جائے؟

جواب: دنیاوی کلام کرنے سے نماز کا خشوع خضوع کم ہو جاتا ہے اور زبان پر نماز کی جو تاثیر ہوتی ہے وہ کم ہو جاتی ہے۔ اس لیے بعض دعاؤں میں دنیاوی کلام نہ کرنے کی قید ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ تلاوت قرآن، دعاؤں اور وضو میں بھی دنیاوی کلام نہ کیا جائے۔

(مراۃ المناجیح جلد ۴، صفحہ ۱۵)

سوال: میرین سوال کرتی ہیں کہ دوزخ کی آگ سے بچاؤ کا کوئی وظیفہ بتائیں؟

جواب: حدیث پاک میں پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو اس ضمن میں بہت پیارا وظیفہ ارشاد فرمایا۔

جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے۔

حضرت حارث بن مسلم تمیمی وہ اپنے والد سے اور وہ رسول پاک ﷺ خبر دیتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا:

جب تم نماز مغرب سے فارغ ہو تو کسی سے کلام کرنے سے پہلے 7 بار یہ پڑھ لو

اللّٰھم اجرنی من النار۔

"اے اللہ مجھے آگ سے بچالے"

جب تم یہ کہہ لو گے اور اگر اسی رات مر جاؤں گے تو تمہیں جہنم کی آگ نہیں پہنچے گی اور جب تم فجر پڑھو تو پھر اسی طرح کہو اور اسی دن مر جاؤ تو تمہارے لیے آگ سے بچاؤ رکھے گا۔

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (اس حدیث کی شرح میں) سات کی قید اس لیے ہے کہ دوزخ کے سات (دروازے ہیں تو اللہ اس پر ساتوں دروازے بند کردے گا اور یہ ایک قفل کا فائدہ دے گا۔ (مراۃ المناجیح جلد ۲، صفحہ ۱۵)

سوال: مہک سوال کرتی ہیں کہ عافیت سے کیا مراد ہے؟

جواب: عافیت کے معنی ہیں آفات سے سلامتی اور حفاظت۔ آفات میں دنیاوی آفات بھی مراد ہیں جیسے ناگہانی موت، بیماری وغیرہ اور آخروی آفات بھی شامل ہیں جیسے گناہ میں مشغولیت، نیکیوں سے دوری، بے صبری ناشکری وغیرہ۔

سوال: عفیفہ سوال کرتی ہیں کہ میری سہیلی کہتی ہے کہ زور زور سے کلمہ پڑھنے کی کیا ضرورت اللہ تو گواہ ہے دوسری چیزوں کو گواہ بنانے کی کیا ضرورت۔ اس کا جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: عفیفہ بہن!

اپنے ایمان پر خالق و مخلوق کو گواہ بنالینا بہت بہتر ہے یہ گواہیاں بہت کام آئی گی بعض روایات سے ثابت ہے ایک روایت میں اس طرح ہے۔

دریا اور جنگل میں بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا کرو۔ کہ ذرہ اور قطرے تمہارے ایمان کے گواہ بن جائیں۔

سوال: فاطمہ سوال کرتی ہیں کیا شیطان ایسی باتوں سے بھی فریب دیتا ہے کہ انسان

اسے عبادت اور رحمت الٰہی سمجھے اور وہ شیطان کی طرف سے ہو اور کیا شیخ ایسی باتوں میں رہنمائی فرماتے ہیں؟

جواب: سیدی علی بن ہستی فیض یافتہ بارگاہ سرکار غوثیت رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مرید کو اعتکاف میں بٹھایا ایک شب حجرہ سے زار زار رونے کی آواز آئی، دروازے پر تشریف لے گئے، حال پوچھا، عرض کی شب قدر میرے پیش نظر ہے آفاق نور سے روشن ہے۔ در و دیوار، حجر و شجر سجدے میں گرے ہیں، میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں سینے میں لوہے کی ایک سلاخ ہے کہ جھکنے نہیں دیتی اس پر روتا ہوں۔ فرمایا! اے فرزند یہ لوہے کی وہ تیر ہے جو میں نے تیرے سینے میں القاء کیا ہے۔ وہ تجھے جھکنے نہیں دیتا۔ یہ شب قدر نہیں، شیطان کا شعبدہ ہے، یہ فرما کر دونوں دست مبارک پھیلائے اور آہستہ آہستہ انہیں قریب لائے گئے۔ جتنا ہاتھ سمیٹتے وہ نور تاریکی سے مبدل ہوتا تھا۔ جب دونوں ہاتھ مل گئے واویلا اور فریاد کی آواز آئی: اب تو میرے مریدوں کو اغوا نہ کرے گا۔ یہ فرما کر چھوڑ دیا۔ وہ جھوٹا کرشمہ سب باطل ہو گیا۔

سوال: مسکان پوچھتی ہیں کہ میلاد میں شرکت کرنے کا فائدہ بتائیے۔

جواب: شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے۔

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ الرحمۃ الہادی نے فرمایا:

محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ میں ادب و تعظیم کے ساتھ حاضری دینے والے کا ایمان سلامت رہے گا۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

سبحانہ اللہ جب بھی اجتماع ذکر و نعت میں حاضری ہو تو باادب رہنا چاہیے اور مقصود رضائے الٰہی ہو۔

سوال: کیا مدینہ کی خاک میں شفاء ہے؟

جواب: شیخ مجد الدین فیروز آبادی فرماتے ہیں میں نے اس خاک پاک کا خود تجربہ کیا ہے کہ ایک غلام ایک سال سے کامل بخار میں مبتلا تھا۔ میں نے خود خاک پاک لے کر پانی میں گھول کر اسے پلائی اس نے اسی دن شفا پائی۔

حضرت علامہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے۔ جس زمانہ میں میں مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھا کئی عارضہ سے میرے پاؤں میں ورم آ گیا۔ اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور سب نے مل کر اسے مہلک عارضہ قرار دیا۔ میں نے خاک پاک کا استعمال کیا اللہ تعالیٰ نے تھوڑے دنوں میں بہت سہل طرح سے اس مشقت سے خلاصی دی۔

کھانے کے آداب

سوال: رضیہ سوال کرتی ہیں کھانے کے کیا آداب ہیں؟

جواب: کھانے کے آداب میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے کہ روایت کرتے ہیں حضرت عمر ابن ابی سلمہ سے فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور میرا ہاتھ پیالے میں گھومتا تھا۔ تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا نام لو اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاطعمہ صفحہ 363)

تو پتہ چلا کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا، سیدھے ہاتھ سے کھانا اور اپنے سامنے سے کھانا کھانے کے آداب سے ہے، ہاں اگر طباق میں مختلف مٹھائیاں یا مختلف قسم کی کھجوریں ہیں تو جہاں سے چاہے کھالے۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۲۶)

سوال: نائلہ سوال کرتی ہیں جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے اس شیطان کا کیا نام ہے؟ اور اس کا کیا کام ہے؟

جواب: اس شیطان کا نام "قرین" ہے جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے اور یعنی وہ بسم اللہ نہ پڑھنے والے کے ساتھ کھانا کھانے پر یہ شیطان قادر ہو جاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۲۷)

سوال: صائمہ سوال کرتی ہیں، گھر میں اتفاق اور روزی میں برکت کا وظیفہ بتادیں؟

جواب: بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ اول دن میں جب پہلی بار گھر میں داخل ہوتے تو بسم اللہ اور قل ھو اللہ (سورہ اخلاص) پوری پڑھ لیتے کہ اس سے گھر میں اتفاق اور روزی میں برکت ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۲۷)

سوال: شمائلہ، روٹی کا سنت طریقہ کیا ہے اور چاول کس طرح کھائے جاتے ہیں؟
جواب: روٹی کا لقمہ تین انگلیوں سے کھاتے تھے انگوٹھا، کلمہ کی انگلی، بیچ کی انگلی سنت یہ ہی ہے کہ روٹی ان تینوں انگلیوں سے ہی کھائے۔ بلاضرورت زیادہ انگلیاں استعمال نہ کرے چاول تو پانچ انگلیوں کے کھائے جاسکتے ہیں اس لیے پانچوں انگلیوں سے ان کا لقمہ بنایا جائے۔ عموماً اہل عرب فرنی چاولوں کا سلیقہ چار انگلیوں سے کھاتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۲۸)

سوال: ثمیرا سوال کرتی ہیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی کیا حکمت ہے؟
جواب: اس کی حکمت یہ ہے کہ پہلے آنکھیں کھانا ٹیسٹ کرتی ہیں کہ اس میں کوڑا کچرا تو نہیں ہے پھر انگلیاں اس کی سردی گرمی کا پتہ لگاتی ہیں پھر ناک اس کی خوشبو بدبو محسوس کرتی ہیں پھر زبان اس کا ذائقہ تازہ، باسی ہو یا اچھا، برا کلا سڑا ہونا محسوس کرتی ہیں پھر دانت اس کا صاف پاک ہونے کا پتہ لگاتے ہیں۔ اتنی جگہ کھانا ٹیسٹ ہو کر گلے سے اترتا ہے چھری کانٹے چمچے سے کھانے سے دوسرے ٹیسٹ ختم ہو جاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح، جلد ۶، صفحہ ۲۹)

سوال: فرینی شیطان انسان کے ساتھ رہ کر کیا کرتا ہے اور اس سے بچاؤ کا طریقہ کیا ہے؟
جواب: فرینی شیطان انسان کے ساتھ رہتا ہے ساتھ ہی کھاتا پیتا حتیٰ کہ ساتھ ہی صحبت کرتا ہے جس سے کھانے میں بہت بے برکتی ہوتی ہے اور اولاد بے ادب و سرکش ہوتی ہے اگر ان اوقات میں بسم اللہ پڑھ لی جائے تو کھانوں میں برکت ہوتی ہے۔ اولاد نیک و صالح اور باادب پیدا ہوتی ہے۔ اگر پاخانہ جاتے وقت بسم اللہ پڑھ لی جاتے تو شیطان کا اس کا ستر نہیں دیکھ سکتا۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۲۹)

سوال: امبرین سوال کرتی ہیں کہ اگر لقمہ پر مٹی لگی تو تب بھی اٹھا کر کھالینا چاہیے ﷺ
جواب: اگر گرے ہوئے لقمہ میں مٹی وغیرہ پاک چیز لگ گئی ہو تو اسے صاف کر کے لقمہ کھائے، اور اگر نجاست لگ گئی تو دھو کر کھالے اگر دھل نہ سکے تو کتے بلی کو کھلا دے یوں بھی نہ چھوڑ دے کہ اس میں مال ضائع کرنا ہے اور رب تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری ہے کہ اس چھوڑے ہوئے لقمہ کو یا تو شیطان کھا پی لے گا یا اس کے ضائع ہونے پر خوش ہوگا۔

(مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۲۹)

سوال: ثمرین سوال کرتی ہیں کہ کھانے سے پہلے وضو اور بعد میں وضو کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ مرسلین علیہ السلام کی سنتوں میں سے ہے۔ (طبرانی) -

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا تاجدار مدینہ ﷺ نے جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے، وضو کر لے اور جب اٹھائے جائے تو اس وقت بھی وضو کرلے یعنی ہاتھ منہ دھوئے۔

(ابن ماجہ باب الاطعمہ صفحہ 235)

سوال: کلثوم سوال کرتی ہیں مل کر کھانے کی کیا فضیلت ہے ﷺ

جواب: ایک ہی دستر خوان پر مل کر کھانے والوں کو مبارک ہو کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل کو یہ بات سب سے زیادہ پسند ہے کہ وہ اپنے کسی مومن بندہ کو بیوی اور بچوں کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھے دیکھے۔ اور سب کھاتے ہوں کیوں کہ جب دستر خوان پر جمع ہوتے ہیں تو اللہ عزوجل ان پر رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور قبل از جدا (الگ ہونے سے پہلے) ان کو بخش دیتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، فیضان سنت باب کھانے کی سنتیں اور آداب صفحہ ۷۶۴)

سوال: مریم سوال کرتی ہیں کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے انگلیوں اور برتن کو چاٹنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔

(مشکوۃ المصابیح باب الاطعمہ صفحہ 363)

سوال: حاجرہ سوال کرتی ہیں کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: تاجداری مدینہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے جو رکابی کو اور اپنی انگلیوں کو چاٹ لیتا ہے اللہ عزوجل اس کو دنیا و آخرت میں آسودہ سیر رکھتا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

حضرت نبیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جو کھانے کے بعد برتن کو چاٹ لے گا وہ برتن اس کے لیے استغفار کرے گا۔ (ابن ماجہ)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ برتن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو جہنم سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے نجات دی۔ (مشکوۃ شریف باب الاطعمہ صفحہ 368)

سوال: سارہ سوال کرتی ہیں کہ پیالہ کو دھو کر پینے کی فضیلت ہے؟

جواب: تاجدار مدینہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ کھانے کے بعد پیالہ کو دھو کر پی جایا کرو۔ کیونکہ جو ایسا کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کہ اس نے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے چالیس غلاموں کو آزاد کیا۔ (نزہۃ المجالس، فیضان سنت کھانے کی سنتیں اور آداب صفحہ ۹۶۲)

سوال: عائشہ سوال کرتی ہیں کہ ثرید کس کو کہتے ہیں؟

جواب: ثرید ایک قسم کا کھانا ہے۔ روٹی توڑ کر شوربے میں ملا دیتے ہیں تاجدار مدینہ ﷺ کو یہ کھانا پسند تھا۔

سوال: آمنہ سوال کرتی ہیں کہ کھانا کھاتے وقت بیٹھنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

جواب: کھانے کے وقت الٹا پاؤں بچھا دیں اور سیدھا کھڑا رکھیں یا سیرین پر بیٹھ جائیں اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھیں یا دوزانو بیٹھیں، تینوں میں سے جس طرح بیٹھیں سنت ادا ہو جائے گی۔ (فیضان سنت، ۷۶۴)

سوال: مریم سوال کرتی ہیں کہ کھانے کے بعد مسواک کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: کھانے کے بعد مسواک کرنا دو کمسن غلام آزاد کرنے سے زیادہ ثواب ہے۔

(تذکرۃ الواعظین، فیضان سنت، ۹۶۹)

سوال: سلمیٰ سوال کرتی ہیں کہ مٹی کے برتن استعمال کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: مٹی کے برتن میں کھانا افضل ہے کہ حدیث پاک میں ہے:

"جو اپنے گھر میں مٹی کے برتن بنواتا ہے فرشتے اس گھر کی زیارت کرنے آتے ہیں"۔ (احکام شریعت) (فیضان سنت ۷۶۸)

سوال: عروسہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے

دو (اور پھینک دو) کیوں کہ اس کے ایک بازو میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری۔ کھانے میں گرتے وقت پہلے بیماری والا بازو ڈالتی ہے لہٰذا پوری ہی کو غوطہ دے دو۔

(مشکوٰۃ شریف باب ما یحل اکلہ صفحہ 360)

سوال: بسمہ سوال کرتی ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کن کن دستر خوانوں پر کھانا کھایا ہے؟

جواب: دستر خوان کپڑے کا، چمڑے کا اور کھجور کے پتوں کا ہوتا تھا۔ ان تینوں قسم کے دستر خوانوں پر کھانا حضور نے کھایا ہے دستر خوان ہی نیچے زمین پر بچھتا تھا اور خود سرکار ﷺ بھی زمین پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ صحابہ کرام کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے۔

سوال: لائبہ سوال کرتی ہیں کہ تلبینہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: تلبینہ بنا ہے لبن سے بمعنی دودھ کے عرب میں آٹا یا بھوسی کو پتلا پتلا پکاتے ہیں اس میں کچھ دودھ، کچھ شہد ڈالتے ہیں اردو میں لپٹا اور پنجابی میں سیرہ کہتے ہیں۔ دودھ کی طرح سفید اور پتلا ہوتا ہے اس کو تلبینہ کہا جاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۴۴)

سوال: سکینہ سوال کرتی ہیں کہ تلبینہ کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: اس کے بہت سارے فوائد ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں یہ بہت ہلکی غذا ہے زود ہضم ہے۔ اکثر بیماروں کو دیا جاتا ہے یہ پیٹ میں بوجھ نہیں کرتا دل کو قوت بخشتا ہے۔ مرقات وغیرہ نے فرمایا کہ اس سے دل کی گھبراہٹ بھی دور ہو جاتی ہے بہت اعلیٰ چیز ہے جو بیماری کی وجہ سے مریض کو کمزوری کے باعث رنج ہو یا جو رنج بیرونی فکر کی وجہ سے ہو اس کے لیے بھی اسے مفید فرمایا گیا ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۴۴)

سوال: نیاز میٹھی چیز پر کیوں دلائی جاتی ہے؟

جواب: عموماً بندگان دین میٹھی چیز سے محبت کرتے رہے۔ اس لیے عموماً فاتحہ و نیاز میٹھی چیز پر ہوتی ہے اس کی اصل یہ ہی حدیث ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مومن میٹھا ہوتا ہے میٹھائی پسند کرتا ہے۔ حلوے میں ہر میٹھی چیز داخل ہے۔ حتیٰ کہ شربت اور میٹھے پھل اور عام میٹھائیاں اور عربی حلوہ (مرقات) مروجہ حلوہ سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنایا حضور انور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جس میں آٹا گھی اور شہد تھا حضور انور

ﷺ نے بہت پسند کیا۔ اور فرمایا کہ فارسی لوگ اسے زخیص کہتے ہیں۔
(مرقات، مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۳۶)

سوال: فرحین سوال کرتی ہیں کہ سرکو جو سنت کہتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: حضرت انبیاء کرام نے عموماً سرکہ کھایا۔ سرکہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کی سنت ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا، انہوں نے عرض کیا ہمارے پاس سرکہ کے سوا کچھ بھی نہیں تو حضور نے وہ مانگا اور اس کو کھانے لگے اور فرماتے ہیں سرکہ اچھا سالن ہے سرکہ اچھا سالن ہے۔ (مسلم)

سرکہ بہت مفید ہے بلکہ طبی رو سے بہت مفید ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۳۶)

سوال: ثناء سوال کرتی ہیں کہ ہم نے پڑھا آقا ﷺ کھجور کے ساتھ دوسری چیزیں بھی ملا کر کھاتے تھے؟

جواب: آپ کی ککڑی اور کھجور کو ایک ساتھ کھانے کی روایت ملتی ہے روایت ہے حضرت عبداللہ ابن جعفر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ککڑی کے ساتھ کھجور کھاتے دیکھا۔ (مسلم، بخاری)

کیونکہ کھجور طبعاً گرم وخشک اور ککڑی سرد وتر تاکہ دونوں مل کر اعتدال کی صورت میں آ جائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ککڑی اور کھجور کو کبھی معدہ میں جمع فرمایا کہ کھجور منہ شریف میں رکھ لی اور ککڑی بھی کتر لی اور دونوں ملا کر چبائیں، کبھی کھجور اور تربوز بھی ملا کر کھائے۔

کھجور اور ککڑی بہت مفید ہیں۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری رخصتی حضور انور ﷺ کے پاس ہونے والی تھی۔ مگر میں بہت کمزور تھی۔ میری ماں نے مجھے کھجور اور ککڑی ملا کر کھلائیں۔ (مراۃ المناجیح، صفحہ ۳۷)

سوال: رخسانہ سوال کرتی ہیں کہ عجوہ کھجور کی کیا نشانی ہے؟

جواب: عجوہ مدینہ منورہ کے اعلیٰ قسم کے چھوہارے ہیں۔ ان کا رنگ سیاہ ہوتا ہے ان پر کچھ دھاریاں قدرتی ہوتی ہیں۔ عوالی مدینہ میں ایک باغ ہے جس میں عجوہ کے دو درخت ایسے ہیں جنہیں حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لگایا ہے۔ (مراۃ المناجیح، جلد ۶، صفحہ ۳۹)

سوال: رباب سوال کرتی ہیں کہ یہ جو حدیث ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔ حالانکہ ہم دو کالی چیزوں سے سیر نہ ہوئے ان دو کالی چیزوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: دو کالی چیزوں سے مراد چھوہارے اور پانی ہے کہ چھوہارے تو کالے ہوتے ہیں پانی کو کالا فرمایا گیا۔ جیسے چاند اور سورج کو قمرین اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسنین اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شیخین کہا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاطعمہ صفحہ 365)

نماز وتر

سوال: مصباح سوال کرتی ہیں کہ وتر کی نیت کس طرح کریں؟

جواب: اس طرح نیت کرے کہ "نیت کرتی ہوں میں تین رکعت نماز وتر واجب کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ کے واسطے"۔ (رکن دین صفحہ ۷۰)

سوال: زرین سوال کرتی ہیں کہ وتر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: وتر واجب ہے اگر سہواً (بھول کر) قصداً (جان بوجھ کر) نہ پڑھا تو قضا واجب ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱، صفحہ ۲۱۰)

سوال: ثمرین سوال کرتی ہیں کہ وتر کی دوسری اور تیسری رکعت میں شک ہو تو کیا کریں؟

جواب: اگر دوسری اور تیسری رکعت ہونے میں شک واقع ہو تو دونوں میں قنوت پڑھیں۔ (بہار شریعت جلد ۱، صفحہ ۲۱۲)

سوال: ثمینہ سوال کرتی ہیں کہ وتر پڑھنے کا صحیح طریقہ بتایئے؟

جواب: نماز وتر میں تین رکعت ہیں اور اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے اور قعدہ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر کھڑی ہو جائے درود شریف نہ پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں اسی طرح کرے کہ تیسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کاندھوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے

قنوت پڑھے دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ (غنیۃ وردالمحتار وغیرہما) پھر آخری رکعت مکمل کرے۔

سوال: ندا سوال کرتی ہیں کہ وتر کی فضیلت حدیث پاک سے بتادیں؟

جواب: ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ مولیٰ علی علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ وتر ہے۔ وتر کو محبوب رکھتا ہے لہذا اے قرآن والو وتر پڑھو۔

(بہار شریعت جلد ۱، صفحہ ۲۱۰)

ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ایک نماز سے تمہاری مدد فرمائی کہ وہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہے وہ وتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو عشاء و طلوع فجر کے درمیان رکھا ہے۔

(جامع ترمذی جلد اول ابواب الوتر صفحہ 280، سنن ابوداؤد جلد اول وتر کا بیان صفحہ 528، سنن ابن ماجہ صفحہ 334)

سوال:

جواب: سابقہ انبیاء کرام پر صرف ایک ایک نماز فرض تھی۔ اس لیے کہ وہ صرف ایک علاقے کے مخصوص نبی تھے مگر چونکہ ہمارے نبی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عرش و فرش کے نبی بھی ہیں اور شہنشاہ اعظم بھی اس لیے آپ کو خصوصی طور پر دو نمازیں عطا ہوئیں ایک نماز تہجد اور دوسری نماز وتر۔ (فتاویٰ نعیمیہ جلد ۱، صفحہ ۱۳۰)

سوال: سعدیہ سوال کرتی ہیں کہ نماز وتر کی ابتداء کس طرح ہوئی؟

جواب: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے سب سے پہلے فجر کی نماز بوقت توبہ حضرت آدم علیہ السلام نے بطور شکرانہ پڑھی ظہر حضرت اسحاق علیہ السلام نے پڑھی اور عصر حضرت عزیر علیہ السلام نے پڑھی۔ مغرب حضرت داؤد علیہ السلام نے پڑھی اور عشاء حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی۔ یعنی سابقہ امتوں کو ایک ایک نماز ملی مگر پانچویں نمازوں کا مجموعہ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا کیونکہ مرقات اول صفحہ ۳۹۵ پر ہے "کیونکہ ان پانچ نمازوں کا مجموعہ ہماری خصوصیت ہے"۔ گویا کہ پانچ نمازیں ہم کو پہلے انبیاء کی طرف سے ملیں اور وتر کو واجب نماز ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عطا ہوئی کیونکہ

وتر کی نماز سب سے پہلے نبی کریم ﷺ نے ہی ادا فرمائی۔ (فتاویٰ نعیمیہ جلد ۱، صفحہ ۱۳۱)

مفسدات نماز

سوال: رافعہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی عورت نے ایک سلام پھیرا اور پھر کلام کر لیا (یعنی بات چیت کر لی) تو اس کا کیا حکم ہے نماز فاسد ہو گئی؟

جواب: جی نہیں نماز فاسد نہیں ہو گی البتہ مکروہ تحریمی ہو گی یعنی واجب الاعادہ (لوٹانا) ہو گی۔ (بہار شریعت جلد ۱، صفحہ ۱۸۹)

سوال: انیلا سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی نے قصداً (جان بوجھ کر) بات کر لی تو اس کی نماز فاسد ہو گئی؟

جواب: قصداً کلام کرنے سے اسی وقت نماز فاسد ہو گئی جب تشہد کی مقدار نہ بیٹھی ہو اور اگر بیٹھ چکی ہو تو نماز پوری ہو گئی البتہ مکروہ تحریمی (یعنی لوٹانا) ہو گی۔ (بہار شریعت، جلد ۱، صفحہ ۱۸۹)

سوال: عریبہ سوال کرتی ہیں کہ اگر ہم نماز میں ہوں اور ہم سے کسی نے کس چیز کا پوچھا تو ہم نے اشارہ کیا سر سے یا ہاتھ سے تو پھر اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مصلی (نماز پڑھنے والے) سے کوئی چیز مانگی یا کوئی بات پوچھی اس نے سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کیا نماز فاسد نہ ہوئی البتہ مکروہ ہوئی۔ مگر نماز ہو جائے گی۔

(بہار شریعت جلد ۱، صفحہ ۱۸۹)

سوال: اسماء سوال کرتی ہیں کہ اگر نماز میں چھینک آئے تو کیا کیا جائے؟

جواب: اگر نماز میں چھینک آئے تو سکوت کرے یعنی خاموشی اختیار کرے اور اگر الحمد للہ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد (الحمد للہ) نہیں کہی تو فارغ ہو کر کہے۔ (بہار شریعت، جلد ۱۔ صفحہ ۱۸۹)

سوال: ثمرین سوال کرتی ہیں کہ اگر نماز میں درد یا مصیبت یا رونے سے الفاظ یا حروف پیدا ہو جاتے ہیں تو کیا اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

جواب: آہ، اوہ، اف، تف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور

حرف پیدا ہوئے ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز اور حروف وغیرہ نہیں نکلے تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت، جلد ۱، صفحہ ۱۹۰)

سوال: کلثوم سوال کرتی ہیں کہ بیماری میں اچانک سے منہ سے الفاظ نکل جاتے ہیں تو کیا ان سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

جواب: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ نکلی یا اوہ نکلی نماز فاسد نہ ہوئی۔

(بہار شریعت، جلد ۱، صفحہ ۱۹۰)

سوال: حفصہ سوال کرتی ہیں بعض اوقات ہمیں سورتیں یاد نہیں ہوتیں تو ہم اگر دیکھ کر پڑھ لیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں قرآن پاک سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسد نماز ہے۔

(بہار شریعت جلد ۱، صفحہ ۱۹۱)

سوال: جویریہ سوال کرتی ہیں کہ اکثر منع کیا جاتا ہے کہ نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گزرو تو اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے حدیث میں فرمایا کہ اس میں جو کچھ گناہ ہے اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس دن تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ راوی کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ چالیس دن کہے یا چالس مہینے یا چالیس برس۔

ابن ماجہ کی روایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہو کر گزرنے میں کیا ہے تو سو برس کھڑا رہنا ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ 280)

امام مالک نے روایت کیا کہ کعب الاحبار فرماتے ہیں نمازی کے سامنے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔

(بہار شریعت، جلد ۱، صفحہ ۱۹۳)

سوال: فوزیہ جلیل سوال کرتی ہیں کہتے ہیں کلام کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے تو یہ کلام سے کیا مراد ہے؟

جواب: کلام دو حرف یا ایک حرف مطلب سمجھانے والے کو کہتے ہیں مثلاً "ق" ایک حرف ہے عربی میں اس کے نگاہ رکھ کر معنی ہیں تو اس سے بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ یا مخاطب کہ کہا (او) تو اس سے دو حرف ہوئے اس سے بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ ہاں ایک حرف بے معنی (اس کے کوئی معنی نہ ہوں) سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ (رکن دین صفحہ ۸۰، تنویر الابصار، درمختار)

سنتیں اور نوافل

سوال: ام ہانی سوال کرتی ہیں کیا ظہر کی سنتوں میں پہلے قعدہ میں درود شریف اور تیسری رکعت کی ابتدا میں ثنا اور تعوذ پڑھنا صحیح نہیں ہے؟

جواب: ظہر کی پہلی چار سنتوں میں پہلے قعدہ میں درود شریف اور تیسری رکعت کی ابتدا میں ثنا اور اعوذ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) نہ پڑھا جائے۔ (فتاویٰ نوریہ جلد ۱، صفحہ ۵۵۶)

سوال: رابعہ سوال کرتی ہیں کہ کیا ظہر کے علاوہ جتنے نوافل اور سنتیں ہیں کیا اس میں قعدہ اولیٰ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں ثناء اور تعوذ پڑھنا کیسا ہوگا؟

جواب: ظہر کی پہلی چار سنتوں کے علاوہ جتنے نفل اور سنتیں چار چار پڑھے جائیں ان کے دونوں التحیات میں درود شریف اور پہلی اور تیسری رکعت کے اول میں ثناء پڑھی جائے۔ سنت غیرہ موکدہ نفل کی طرح ہوتی ہے۔ (فتاویٰ نوریہ جلد ۱، صفحہ ۵۵۷)

سوال: نادیہ سوال کرتی ہیں کہ یہ جو کہتے ہیں کہ سنت موکدہ تو یہ کسے کہتے ہیں اور کیا اس کا پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: سنت موکدہ کی شریعت میں تاکید آئی ہے۔ بلاعذر ایک بار بھی ترک کرلے تو مستحق ملامت ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق، مردود الشہادۃ مستحق نار ہے اور بعض ائمہ نے فرمایا کہ وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور وہ گنہگار ہوگا اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔ تلویح میں ہے کہ اس کا ترک قریب حرام کے ہے۔ اس کا چھوڑنے والا معاذ اللہ شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو میری سنت کو (چھوڑے گا) تو کیا کرے گا اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔ سنت موکدہ کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، جلد ۱، صفحہ ۹)

سوال: علیزہ سوال کرتی ہیں کہ سنت غیر موکدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: سنت غیر موکدہ وہ ہے جس کو سنتیں الزوائد بھی کہتے ہیں اس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی کبھی اس کو مستحب بھی کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، جلد ۱، صفحہ ۹)

سوال: امامہ سوال کرتی ہیں کہ اگر وقت میں گنجائش ہو تو کیا نوافل ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر وقت میں گنجائش ہو اور وقتِ مکروہ نہ ہوں تو جتنے نوافل چاہے پڑھے اور اگر نماز فرض نوافل پڑھنے سے جاتی رہے گی۔ تو نوافل میں مشغول ہونا ناجائز ہے۔

(بہار شریعت، جلد ۱، صفحہ ۱۰)

سوال: ماریہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کسی نے جان بوجھ کر نفل نماز شروع کر کے توڑ دی اس کا کیا حکم ہے اور بھول کر شروع کیا تو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: نفل نماز جان بوجھ کر شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اگر قصداً جان بوجھ کر توڑ دی تو پڑھنی ہوگی اور اگر بھول کر شروع کی مثلاً یہ گمان تھا کہ فرض پڑھنا ہے اور فرض کی نیت سے شروع کیا پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا ہے تو اب یہ نفل ہے اور توڑ دینے سے قضا واجب نہیں بشرطیکہ یاد آتے ہی توڑ دے اور یاد آنے پر اس نماز کو پڑھنا اختیار کیا۔ توڑ دینے سے قضا واجب ہوگی۔ (بہار شریعت، جلد ۱، صفحہ ۱۲)

سوال: ریحانہ سوال کرتی ہیں کہ اگر کوئی نفل پڑھ رہی تھا اور تھک گئی تو کیا کرے؟

جواب: کھڑے ہو کر نفل پڑھتی تھی اور تھک گئی تو لاٹھی یا دیوار پر ٹیک لگا کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور بغیر تھکے بھی اگر ایسا کیا تو کراہت (ناپسندیدہ) ہے نماز ہو جائے گی۔

(بہار شریعت جلد ۱، صفحہ ۱۳)

متفرقات

سوال: سعدیہ سوال کرتی ہیں کہ یادداشت کے طور پر جو رومال، کمر بند یا دوپٹہ میں گرہ لگا لیتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یادداشت کے لیے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد رہے بعض لوگ رومال، کمر بند یا دوپٹہ پر گرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ انگلی وغیرہ پر ڈور باندھ لیتے ہیں۔ یہ جائز ہے اور بلاوجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، جلد ۲، صفحہ ۱۵۶)

سوال: حلیمہ سوال کرتی ہیں بچھونے، مصلی یا دستر خوان پر کچھ لکھا ہوتا ہے تو کیا ان کو استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب: بچھونے یا مصلی پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا ناجائز ہے یہ لکھا ہوا اس کی بناوٹ میں ہو یا کڑھائی کی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو اگرچہ حروف الگ الگ لکھے ہوں کیونکہ جو حروف الگ الگ لکھے ہوں ان کا بھی احترام ہے۔ دستر خوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دستر خوانوں کو استعمال میں لانا، ان پر کھانا کھانا نہ چاہیے۔ (ردالمختار)

بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوئے ہوتے ہیں ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

(بہار شریعت جلد ۲، صفحہ ۱۵۶)

سوال: زینب سوال کرتی ہیں کہ کہتے ہیں کہ چیونٹی کو مارنا گناہ ہے تو اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: چیونٹی نے اگر تکلیف پہنچائی تو مار ڈالی تو حرج نہیں۔ ورنہ مکروہ ہے۔

(بہار شریعت، جلد ۲، صفحہ ۱۵۷)

سوال: خدیجہ سوال کرتی ہیں کہ آج کل یہ مشہور ہو گیا ہے عورت اگر شوہر کا نام لے گی تو نکاح ٹوٹ جائے گا تو کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: عورت اگر شوہر کا نام لے گی تو یہ مکروہ ہے (درمختار) بعض جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر شوہر کا نام لے لے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ غلط ہے یہ شاید اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس ڈر سے کہ طلاق ہو جائے گی شوہر کا نام نہ لے گی۔ (بہار شریعت، جلد ۲، صفحہ ۱۵۹)

سوال: فدا سوال کرتی ہیں کہ مرنے کے آرزو کرنا یا دعا مانگنا کیسا ہے؟

جواب: مرنے کی آرزو کرنا اور اس کی دعا مانگنا مکروہ ہے جب کہ کسی دنیوی تکلیف کی وجہ سے ہو مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے اگر اندیشہ ہو کہ گناہوں میں پڑ جائے گا تو آرزوئے موت مکروہ نہیں۔ (بہار شریعت جلد ۲، صفحہ ۱۵۹)

سوال: ندا کہتی ہیں کہ کافر کے لیے دعائے مغفرت کرنا کیسا ہے؟

جواب: کافر کے لیے مغفرت کی دعا ہرگز نہ کرے ہدایت کی دعا کر سکتا ہے۔

(عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۲، صفحہ ۱۵۹)

سوال: بشریٰ سوال کرتی ہیں کہ اکثر لوگوں کے "صفر" کے بارے میں غلط نظریے ہوتے ہیں اس کی وضاحت کر دیجئے؟

جواب: ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی ایسے قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے رک جاتے ہیں خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں حدیث میں فرمایا گیا کہ صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کو اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔ (بہار شریعت جلد ۲، صفحہ ۱۵۹)

سوال: عصمت سوال کرتی ہیں ذیقعدہ کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں تو یہ کہنا صحیح ہے؟

جواب: ذیقعدہ کے مہینے کو بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ ۳، ۱۳، ۲۳، ۱۸، ۲۸ کو منحوس جانتے ہیں یہ صرف محض باتیں ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (بہار شریعت، جلد ۲، صفحہ ۱۵۹)

پانی پینے کا بیان

سوال: ام حبیبہ سوال کرتی ہیں تین سانس میں پانی پینے کے بارے میں حدیث سے بتا دیں؟

جواب: روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پینے میں تین سانس لیتے تھے۔ (شرح صحیح مسلم جلد 6 صفحہ 282)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ پانی پینے میں برتن سے علیحدہ منہ کر کے تین سانسیں لیتے تھے پہلی سانس پینا شروع کرتے وقت پھر کچھ پی کر سانس لیتے یہ دوسرا سانس شریف ہوا، پھر کچھ پی کر تیسرا سانس لیتے یہ تیسرا سانس ہوا۔ یعنی دوران پینے میں دو سانس لیتے تھے اور کل تین سانس یہ عمل شریف ہر پینے میں ہوتا خواہ پانی ہو یا دودھ یا شربت یا کوئی اور چیز اور یہ ہی سنت ہے مگر خیال رہے کہ یہ سانسیں برتن سے منہ الگ کر کے لیں۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۸۰)

سوال: حنا سوال کرتی ہیں کہ سنا ہے کچھ پانی کھڑے ہو کر پیتے ہیں وہ کون سے پانی ہیں؟

جواب: کوئی چیز کھڑے ہو کر پینا ممنوع ہے پانی ہو یا دودھ یا شربت یا کوئی اور چیز ہو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منع کیا کہ کوئی شخص کھڑے ہو کر پیئے۔ (شرح صحیح مسلم جلد ششم صفحہ 279)

اس حکم میں تین پانی نہیں آتے (۱) آب زمزم (۲) وضو کا بچا ہوا پانی (۳) بزرگوں کا بچا ہوا پانی۔ یعنی یہ تین پانی کھڑے ہو کر پی سکتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ 18)

سوال: سائرہ سوال کرتی ہیں کہ آب زمزم کو کھڑے ہو کر پینے کو کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: یہ سنت ہے کہ آب زمزم کھڑے ہو کر پیے تعظیم کے لیے ہے اس پانی کی دو وجہ سے تعظیم ہے۔ (۱) ایک یہ کہ یہ پانی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑھی سے پیدا ہوا (۲) دوسرے یہ کہ اس میں حضور ﷺ کا لعاب شریف ملا ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک بار زمزم شریف پی کر باقی پانی کنوئیں میں ڈال دیا۔ (مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۸۱)

سوال: عینی زیدی سوال کرتی ہیں کہ آب زمزم کو کھڑے ہو کر پینے کی حدیث بتا دیں؟

جواب: روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرماتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس آب زمزم کا ڈول لایا تو آپ نے کھڑے ہو کر پیا۔

(مسلم، بخاری، مراۃ المناجیح جلد ۶، صفحہ ۸۱)

سوال: سمیرا جاوید سوال کرتی ہیں کہ کیا جو سبیلیں لگی ہوتی ہیں ان کا پانی گھر لے جایا سکتا ہے؟

جواب: سبیل کا پانی مالدار شخص بھی پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر نہیں لے جا سکتا کیونکہ وہاں پینے کے لیے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لیے ہاں اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو لے جا سکتا ہے۔ (بہار شریعت جلد ۲، صفحہ ۴۰، حصہ ۱۶)

مسلمان میت

اموات المسلمین کے لیے دعا قطعاً محبوب اور شرعاً مستحب ہے صحیح حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

"دعا کی کثرت کرے"۔ (بحوالہ جامع ترمذی ابواب الدعوات)

مستدرک حاکم وصحیح ابن حبان میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

"دعا میں کسل وکمی نہ کرو کہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہ ہوگا"۔

معنی یہ ہے کہ دعا کی بجا آوری میں کوتاہی وسستی نہ کرو"۔

مسند ابو یعلیٰ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"رات دن اللہ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ بکثرت اور بار بار دعا کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔

طبرانی معجم کبیر میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور پرنور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں:

"یعنی تمہارے رب کیلئے زمانے کے دنوں میں کچھ عطائیں، رحمتیں، تجلیاں ہیں تو ان کی تلاش رکھو (یعنی کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر وقت دعا مانگتے رہو تمہیں کیا معلوم کس وقت رحمت الٰہی کے خزانے کھول جائیں) شاید ان میں کوئی تجلی تمہیں بھی پہنچ جائے کہ پھر کبھی بدبختی نہ آئے"۔

علامہ مناوی نے تیسیر میں فرمایا:

"تو انہیں تلاش کرو اس طرح کہ دلوں کی کدورتوں اور برے اخلاق سے پاک و صاف کرلو اور باری تعالیٰ سے کھڑے، بیٹھ، لیٹے، دنیاوی کام کرتے، ہر وقت مانگتے رہو۔ اس لیے کہ بندے کو پتا نہیں کہ کس وقت رحمت کے خزانے کھل جائیں"۔

جب دعا کی نسبت صاف حکم ہے کہ اس میں کسل نہ کرو۔ بکثرت مانگو رات دن مانگو، ہر حال میں مانگو، تو ایک بار کی دعا پر اقتصار کیسے ہوسکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، صفحہ ۲۲۶)

سوال: حمیدہ سوال کرتی ہیں میرے بھائی نے پوچھا ہے کہ کیا نماز جنازہ جوتا پہن کر پڑھی جاسکتی ہے اگر کوئی جوتا پہن کر نماز جنازہ پڑھ لے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی۔ احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر

اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔

ردالمحتار میں ہے:

"کبھی بعض مقامات میں بیرون مسجد سڑک پر جنازہ رکھ کر نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس سے بہت سے لوگوں کی نماز کا فساد لازم آتا ہے۔ کیونکہ وہ جگہیں نجس ہوتی ہیں اور لوگ اپنے نجاست آلود جوتے اتارتے نہیں"۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد دوم، صفحہ ۱۸۹)

سوال: کیا نماز جنازہ پڑھنے پر بھی ثواب عطا کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص مومن صالح کی نماز جنازہ پڑھے تو پڑھنے والے کے لیے کیا اجر ہے؟

جواب: مومن صالح کو پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے کہ جتنے لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی سب بخش دیئے جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل حیا فرماتا ہے کہ ان میں سے کسی پر عذاب کرے۔

حضرت انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

"مومن کا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے"۔ (نوادر الاصول)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مومن جب قبر میں داخل ہوتا ہے تو اس کو سب سے پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس کی نماز پڑھنے والوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے"۔ (کنز العمال)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مومن کو بعد موت سب سے پہلا صلہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس کے جنازہ کے پیچھے چلنے والے سب لوگوں کو بخش دیا جاتا ہے"۔ (بحوالہ شعب الایمان)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مومن کا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ جو لوگ اس کے جنازہ میں نکلے ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے"۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب اہل جنت کا کوئی شخص انتقال کرتا ہے تو اللہ عزوجل حیا فرماتا ہے۔

زاویہ فہرست

کشف المحجوب	250
بہارِ شریعت مکمل (دو جلد)	850
محفل اولیاء	300
انوار الحدیث	180
قیامت کی نشانیاں	360
الشفاء شریف	350
قصص الانبیاء	450
نظامی بنسری (تاریخ اولیاء)	300
شمع شبستان رضا (مکمل سات حصے)	360
تعبیر الرؤیا	350
شروع الغیب ترجمہ فتوح الغیب	150
قانون شریعت	200
سیرت مصطفیٰ ﷺ	225
کیمیائے سعادت	500
مکاشفۃ القلوب	250

خواتین کے دینی مسائل	120
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	200
تاجدار یمن حضرت خواجہ اویس قرن رضی اللہ عنہ	150
فضائل صحابہ و اہل بیت	160
جنتی لوگ کون؟	100
شریعت محمدی کے ہزار مسائل	250
سنت مصطفی ﷺ اور جدید سائنس	120
صحاح ستہ اور عقائد اہل سنت	300
قرآن حکیم اور سوء عقائد	90
شرک کیا ہے؟ بدعت کیا ہے؟	100
دکھ درد اور بیماریوں کا علاج	80
امام احمد رضا اور سائنسی تحقیق	140
صراط الابرار	120
کامیاب ماں	120
کامیاب اُستاد	180
کامیاب طالب علم	90

عطر العقائد	90
بہار خواتین	120
گلدستہ خواتین	150
صحابہ کرام واولیائے عظام کے احوال واقوال	200
فضیلت کی راتیں	100
جنتی زیور	180
عجائب القرآن مع غرائب القرآن	180
رسائل تُرابیہ	100
بزرگوں کے عقیدے	150
زلف وزنجیر مع لالہ زار	150
سیف الملوک	250
سیرت امہات المومنین	200
شرح الصدور	200
بزرگ خواتین	250
رہنمائے مبلغات	200
انیس الواعظین	250